مکمل ناول

صدف ریحان

بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر رکھا موبائل بہت دیر تک تھر تھراتا رہا۔ اسٹڈی کے دوران ڈسٹربنس کے خیال سے وہ سائلنٹ موڈ پر کردیتی تھی۔ پڑھتے پڑھتے کب آنکھ لگی' خبر ہی نہ ہوئی۔ بھاری بھرکم کتاب سینے پر دھرے وہ بے ترتیب سی سو رہی تھی۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ لپک کر دروازہ کھولا۔

"لگتا ہے سو گئی تھیں' سوری بیٹا! مجبوری میں جگانا پڑا۔ بات کچھ یوں ہے کہ جلدی سے اپنا ضروری سامان لے کر آجاؤ۔ گھر سے گاڑی آپ کو لینے آئی ہے۔" ہاسٹل کی ملازمہ باہر کھڑی تھی۔ جو پیغام دیتے ہی الٹے پیروں مڑ گئی۔

گھر سے گاڑی! مگر اس وقت؟ بھلا کیوں؟ مندی مندی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔ دل کی رفتار مارے گھبراہٹ کے بے ربط ہوئی۔

"اللہ سائیں خیر!" زیر لب بڑبڑاتی اندر پلٹی تو سب سے پہلا خیال سیل فون کا آیا' جسے جھپٹ کر آن کیا' تو سامنے ہی مسڈ کالز شو ہو رہی تھیں' لرزتی انگلیوں سے کال بیک کی۔ کوئی پانچویں بیل کے بعد وہاں سے آواز آئی' اس کے بولنے سے بھی پہلے۔

"ہاں کونج... میں نے گاڑی بھیجی ہے' پریشانی کی کوئی بات نہیں' بس تم آجاؤ۔" اور ٹھک سے فون بند۔ وہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" ادی رئیسہ نے خاص طور پر یہ ہی جملہ کیوں بولا۔ پھر ان کا لہجہ' وہ ٹھٹک گئی۔ ہو نہ ہو ضرور کوئی بات ہے۔ گاڑی بھیج کر بلانا اور پھر وہ بھی رات کے اس پہر' بجھتی اسکرین کو پھر سے روشن کیا' وقت دیکھا گیارہ بج کر چالیس منٹ ہو رہے تھے۔ یعنی اگلا دن شروع ہونے میں فقط بیس منٹ باقی تھے۔

وہ قریباً" پچھلے چھ سات سال سے ہاسٹل کی زندگی گزار رہی تھی اور پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اسے یوں اچانک سے بلاوا آتا۔ وہ اسٹڈیز کی وجہ سے کم ہی گاؤں جاتی تھی۔ کیونکہ گاؤں جا کر تو اس کا ویسے ہی بہت حرج ہو جاتا کہ وہاں تو کتابیں ساتھ لے جانا بھی بے کار ٹھہرتا' اماں کی صورت دیکھتے ہی اسے ہر چیز بھول جاتی' بس فکر رہتی تو ان کی' ان کے کھانے پینے کی۔ ان کی صحت کی۔ ان کی ادویات' ان کے بکھرے کمرے کی' جہاں لگتا مہینوں سے کسی نے جھانکا تک نہیں۔ وہ ماسی شریفاں سے ناراض ہو جاتی' جو بے چاری شرمساری وضاحتیں دیے جاتیں۔ پھر جب سے اماں کمرے کی ہوئی تھیں حویلی کا سارا انتظام آپوں آپ اس دوسری عورت کے ہاتھ میں چلا گیا تھا' جو اپنے احکامات پر انہیں پھرکی کی طرح نچائے رکھتی تھی اور وہ آتے جاتے اسے بھی خون خوار نظروں سے گھورتی۔

"یہ دو دن کے لیے آکر یوں بھاگ دوڑ کر کے دیکھنے والوں کو کیا جتانا چاہتی ہو چھوری! حد ہو گئی یعنی ہمارا کیا کرایا کسی گنتی شمار میں نہیں' اڑے ہم چریے (پاگل) ہے نا جو ادھر بیٹھے ہیں۔ تم سے زیادہ تمہاری ماں کا خیال رکھتے ہیں۔ اتنی ہی پروا ہے تو ڈالو سب کتابوں کو چولہے میں اور آکر خذمت (خدمت) کرو اس کی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہیں فضول بولنے کا مراق ہے۔ وہ جانتی تھی سو کان دبا کر سنے جاتی اور یہ بھی علم تھا کہ اگر ان کے بعد کوئی اپنی بولی بولے تو وہ اچھا خاصا فساد ڈالنے والی عورت ہے۔ اس کی فتنہ سامانیوں سے اماں کس طرح نبرد آزما رہی تھیں وہ اپنی آنکھوں سے سب دیکھتی آرہی تھی اور وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس کا کہا گیا کوئی ایک بھی لفظ اس کے یہاں سے واپسی کے بعد اماں کے لیے وبال بن جائے۔ چپ چاپ کڑوی گولیاں نگلے جاتی۔ مگر اب کیا بات ہوئی ہے۔ سوچنے کا وقت نہیں تھا ادی رئیسہ کال پک نہیں کر رہی تھیں۔ جو زیادہ باعث تشویش تھا۔ الماری میں سے ہینڈ بیگ نکالا، زپ کھول کر سیل فون اندر پھینکا اور کھونٹی سے چادر اتار کر لپیٹتی وہ کمرے سے نکل آئی۔

☼ ☼ ☼

دن کے اجالے میں ہاسٹل سے ادی رئیسہ کے گھر تک کا سفر سوا سے ڈیڑھ گھنٹے کا ہو جاتا تھا اور اس پہر تو سڑکوں پر ٹریفک برائے نام تھا۔ دور تک جلتی بجھتی روشنیاں، تیزی سے گزرتے مناظر، گاڑی کے انجن کا شور، پھر بے وقت کی پریشانی، اگلے لمحوں کا دھڑکا اس نے سیٹ کی بیک سے سر ٹکا لیا۔ دماغ غنودگی میں ڈوب گیا۔ اک جھٹکا لگا تھا۔ آنکھ کھلی، سامنے روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ چاچا بجل نے گاڑی گھر کے بجائے کہیں اور لا روکی تھی کہ اگلی نگاہ عمارت کے ماتھے پر جگمگاتے بڑے بڑے حرفوں تک گئی تھی اور رہا سہا سکون بھی گیا۔ یہ شہر کا معروف ترین اسپتال تھا۔

"اللہ سائیں خیر۔" سامنے سے ادا اظہر چلے آرہے تھے، جنہوں نے اس کے گاڑی سے نکلتے ہی کچھ بھی پوچھنے سے پہلے سر تھپک کر گویا تسلی دی تھی۔ پھر چاچا بجل سے کچھ کہا اور مڑ کر اسی راستے ہو لیے۔ ان کے قدموں کے پیچھے بھاگ کر جانے کتنی راہداریاں طے ہوئیں۔ وہ ہانپ گئی تھی۔ جب وہ اک کمرے کے آگے رکے، بیٹھنے کا کہا اور خود دائیں طرف نکل گئے۔ انگلیوں میں پھنسی تسبیح چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے ہل ہل کر دعا کرتی کمرے کے باہر لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی وہ ادی رئیسہ ہی تھیں، جنہوں نے آہٹ پر ہاتھ ہٹائے تھے، اسے دیکھ کر بازو پھیلا دیے۔

"ادی۔۔۔ ادی سب خیریت تو ہے نا، آپ لوگ یہاں یوں اچانک، کون ہے؟ ادھر کسے لائے ہیں؟" وہ ان کے شانے سے لگی بے تابانہ پوچھتی چلی گئی۔ رئیسہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر پھونک ماری، ماتھا چوما۔

"اماں کو لے کر آئے ہیں۔ ان کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔" اور اس کا دم لبوں پر آ اٹکا۔

"اماں۔۔۔ اماں۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔ ابھی کل ہی تو میری بات ہوئی ہے۔ وہ تو بالکل ٹھیک تھیں۔ یہ ایک دم سے آخر ایسا کیا ہوا؟ کیوں ہوئی ان کی طبیعت خراب؟ کہاں ہیں وہ۔" وہ مضطربانہ اٹھی۔ رئیسہ نے ہاتھ پکڑ کر پھر سے بٹھایا اور بند دروازے کی طرف اشارہ کیا اوپر جلی حروف میں I.C.U کندہ تھا۔

"اوہ میرے اللہ!" اسے ڈھیر سارا رونا آیا۔ ابھی کل ہی تو ان کی ہشاش بشاش آواز سنی تھی اور دل کو تسلی ہوئی تھی کہ وہ بخیریت ہیں۔ بہت ساری باتیں کی تھیں ماں بیٹی نے، وہ بار بار پوچھتی رہی۔ "آپ اپنی صحت کا خیال رکھتی ہیں نا۔ کھانا وقت پر کھاتی ہیں۔ دوا کا ناغہ تو نہیں کرتیں۔" اماں اپنے مخصوص انداز میں دھیمے سے ہنس دی تھیں۔

"میری دھی بھی نا بالکل چری ہے۔ مجھے کیا ہونا ہے بھلا، جسے رب نے اتنی پیاری شہزادیوں جیسی بیٹی دی ہو اور وہ اتنی دور سے بیٹھ کر بھی خیال رکھے تو بھلا بتاؤ بیمار پڑ سکتی ہوں میں، تو میری فکر میں ہلکان نہ ہوا کر بس دھیان سے اپنی پڑھائی کر میری بچی۔ جس دن تو ڈاکٹرنی بن جائے گی نا میں اسی دن سب دوائیاں چھوڑ دوں گی، صحت مند ہو جاؤں گی۔"

"اور اس سے پہلے کیوں نہیں۔" وہ ان کی بات پر مسکائی تھی۔

"اڑے بابا دوسرے ڈاکٹروں پر تو بھروسا کر کے دوائیاں کھا رہی ہوں، پر تیرے جیسی چری بیٹی کا کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھروسا۔" ان کے لہجے میں شرارت چھپی تھی۔ جسے بھانپتے ہوئے وہ چلائی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔" اور اماں ہنسے جا رہی تھیں۔ وہ بھی ہنس دی اور اب آنکھ سے جھڑی لگی تھی۔ رئیسہ نے کندھے پر بازو پھیلا کر ساتھ لگایا۔

"میں تمہیں اس وقت نہ بتاتی' مجھے پتا تھا تم ایسے ہی پریشان ہو جاؤ گی' مگر کیا کرتی' وہ بے ہوشی میں بھی تمہارا ہی نام لے رہی تھیں۔ دعا کرو' انہیں ہوش آجائے' مجھے یقین ہے تمہیں دیکھتے ہی وہ اپنی بیماری بھول جائیں گی۔" اور ان کے لیے دعا تو وہ ہر ہر سانس کے ساتھ کرتی تھی۔ اس کا ان کے سوا تھا ہی کون' اک وہی تو تھیں اس کی ماں' اس کی سکھی' دکھ سکھ کے ساتھ' زندگی کا حسن' اس کی تمام کائنات ان ہی کے دم سے تو تھی۔ بہنیں تو کب کی اپنے اپنے گھر بار والی ہو گئی تھیں۔ بابا رہے نہیں تھے' جب تھے' تب بھی ان سے وہ شفقت اور محبت نہ ملی جو ایک بیٹی کا حق ہوتا ہے۔ بیٹیاں پیدا کرنا اماں کا گناہ تو نہیں تھا۔ مگر سزاوار وہی ٹھہرائی گئی تھیں' اسی لیے تو چوتھی بیٹی جب فقط پانچ ماہ کی تھی تو بابا' بیٹے کی چاہ میں ان پر پہاج (سوتن) لے آئے تھے۔ وہ اماں کی وہ بیٹی تھی' جس نے ہوش سنبھالتے ہی ان کے آنسو اپنی ننھی ننھی پوروں پر چنے تھے۔ وہ ان کے اک اک درد کی گواہ تھی۔ راتوں کو ان کے سینے سے لگی ان کی ہچکیاں سنا کرتی اور بڑی حیران نگاہ سے ان کی آنکھوں سے ٹوٹتی لڑیوں کو تکیے میں جذب ہوتے دیکھا کرتی۔

"اماں کس نے مالا (مارا) ہے؟" اس کے معصومیت بھرے سوال شروع ہو جاتے' اماں سسکیاں حلق میں گھونٹ لیتیں' سر نفی میں ہلتا۔ "کیا بابا نے۔" وہ سرے ڈھونڈتی۔ وہ بچی ضرور تھی' مگر رویے جانچنے کے لیے عمر کی حد مقرر نہیں' اسے بھی نظر آتا تھا اماں کے ساتھ بابا کے اکھڑے تیور اور وہی بابا جب چھوٹی اماں کے پاس بیٹھے ہوتے تو مسکراہٹیں ان کے لبوں سے جدا نہ ہوتیں۔ تب اس عورت کے ساتھ ساتھ اسے بابا بھی انتہائی برے لگنے لگے اور وہ بے دھڑک اماں کے سامنے کہہ بھی دیتی۔

"بابا بالکل بھی اچھے نہیں ہیں۔ وہ مکرم اور معظم سے تو پیار کرتے ہیں' مجھ سے نہیں کرتے' آپ کو بھی دبکے (ڈانٹ) دیتے ہیں۔ بابا گندے ماٹھو (آدمی) ہیں۔"

"اونہوں۔۔۔" اماں ٹوکتیں۔ "مکرم اور معظم ان کے بیٹے ہیں۔ وہ ان سے پیار کرتے ہیں' تو ہم سے بھی کرتے ہیں اور مجھے وہ کب ڈانٹتے ہیں بھلا اور پتا ہے جب تم رات کو سو جاتی ہو تو بابا کمرے میں آکر تمہارا ماتھا چومتے ہیں' تمہارے سرہانے ٹافیاں رکھ کر جاتے ہیں اور پھر میں جو ہوں' میں اپنی بیٹی سے اتنا پیار کرتی ہوں۔" اماں کو اپنا رونا بھول جاتا اسے بہلاوے دینے لگتیں۔

اور وہ اکثر رات کو آنکھیں موند کر جھوٹ موٹ کی سوتی بنی رہتی' اسے بابا کا انتظار ہوتا' کب وہ آئیں' کب ماتھا چومیں اور بچپن کی کتنی ہی راتیں اسی آس

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول
محبت من محرم
سمیرا حمید

قیمت -/300 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ: 37 - اردو بازار کراچی۔ فون نمبر: 32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں کٹ گئیں۔ وہ جان گئی تھی اماں جھوٹ کہتی ہیں اور ایک عورت کی زندگی میں ہوتا کیا ہے علاوہ جھوٹ کے، اگر وہ یہ بھی نہ بولے تو جیسے کیسے ' سچ صرف کڑوا ہی نہیں زہر بھی بن جائے۔' اگر وہ ایک بار ہی خود سے بول دے تو سچ کنواں ہے۔ سچ کھائی ہے۔ سچ موت ہے۔ عورت کو زندہ رہنے کے لیے جھوٹ بولنا ہی پڑتا ہے، کتنی جھوٹی ہوتی ہے نا یہ عورت بھی۔ اس کے کچے ذہن نے یہ حقیقت بہت پہلے جان لی تھی۔ وہ وقت سے پہلے ہی سمجھ دار ہو گئی تھی۔

اس نے اماں کو کبھی نہیں جھٹلایا تھا۔ اسے بھی ان کے بہلاوے اچھے لگتے تھے۔ اسے ماں کو زندہ رکھنا تھا اور خود کو بھی۔ اماں میں تو اس کی جان اٹکی تھی۔ کل وہ کتنے خوش گوار موڈ میں باتیں کر رہی تھیں۔ ان کی آواز بتا رہی تھی۔ ان کی صحت بہت بہتر ہے تو پھر شام تک آخر ایسا کیا ہو گیا، وہ اس حال کو آ پہنچیں۔ بے قراری حد سے سوا تھی، دل کو پنکھے لگے تھے۔ رئیسہ پھر سے تسبیح پھیر رہی تھیں۔ ماسی شریفاں کونے میں جاء نماز بچھائے نوافل ادا کر رہی تھیں۔ وہ ان کے پاس آ بیٹھیں گھٹنوں پہ سر رکھ لیا، جانے کتنے پل بیتے۔

"اللہ سائیں ہے ناپٹ (بیٹا) پھر کس بات کی فکر۔ دل جائے رکھ، ہمت جی دھی سب خیر ہو گی ان شاء اللہ۔" ماسی شانہ تھپکتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"اماں اچانک سے کیسے بیمار ہو گئیں ماسی۔۔۔ کیا کوئی بات ہوئی تھی حویلی میں؟" اس نے سر اٹھایا، بھیگے رخسار بتا رہے تھے مسلسل بے آواز رو رہی ہے۔

"جیسے لوگوں کے درمیان وہ رہتی ہے، وہی بہت بڑی بات ہے پٹ۔ اللہ بکشے (بخشے) سائیں وارث کو۔ خود تو چلا گیا اور ایک سدا کی مصیبت چھوڑ گیا تمہاری ماں کے سر پر، خانہ خراب ہو اس زال کا، ساری عمر گزار دی دوسروں کی زندگی اجیرن کرنے میں، جب کی آئی ہے کم ذات اک دن بھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا اماں حسنہ کو۔ اور اب دیکھو تم کیا شوشا اٹھا رہی ہے۔ حد ہی ہو گئی۔"

"کیا مطلب؟ کیا ہوا ہے۔ کیا کہا ہے اس نے اماں سے کھل کر بتائیں مجھے۔"

"چھوڑ پٹ کیا کرے گی سن کر، جی ہی جلے گا۔ پہلے کیا کم فکریں ہیں، بس تو امڑ کی زندگی مانگ۔ باقی سب ٹھیک ہو جائے گا۔" انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے تھے۔ اس کے لب بھی محو مناجات ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

ہارٹ اسپیشلسٹ شاہ جمال سے اس نے خود اماں کی تمام کیس ہسٹری ڈسکس کی تھی۔ یہ انہیں دوسرا ہارٹ اٹیک تھا۔ گو کہ رپورٹس کچھ خاص حوصلہ افزا نہیں تھیں، مگر بقول ڈاکٹر کے بہترین علاج، احتیاط، خوراک اور مکمل طور پر ہر طرح کے ڈپریشن سے دور رکھ کر انہیں مزید کسی پیچیدگی سے بچایا جا سکتا ہے۔

"اماں اب واپس گاؤں نہیں جائیں گی، میرے پاس رہیں گی اور میں ہر طرح سے ان کا خیال رکھوں گی۔" یہ بات تو رات ہی ادی رئیسہ نے کہی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے ادی! آپ کچھ دن اماں کو اپنے پاس رکھو، پھر میں انہیں اپنے گوٹھ لے جاؤں گی۔" ادی شمسہ نے بھی اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

"اور میرے بچے تو ابھی کہہ رہے ہیں کہ اماں کو گھر لے کر چلیں۔" نفیسہ نے کہا تھا۔

"اماں اب حویلی میں ان لوگوں کے درمیان نہیں رہیں گی، ان کی صحت اور زندگی کے لیے ایسا کرنا بہت ضروری ہو گیا تھا، مگر اب یہ بات صرف چند روزہ تو نہیں تھی، اس کا کوئی مستقل حل نکالنا ہو گا۔ بیٹیوں کے گھروں میں وہ کتنے دن تک رہ سکیں گی، جبکہ ایسا ان کی خوددار طبیعت کو ہرگز گوارہ نہ ہو گا۔ تو پھر کیا کیا جائے؟ دوسری صورت میں مجھے میڈیکل ادھورا چھوڑ کر حویلی میں ان کے پاس رہنا ہو گا، مگر اماں اس پر بھی راضی نہ ہوں گی کہ میری تعلیم ان ہی کا تو خواب ہے تو پھر؟" ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ادا اظہر سے کہا جائے کہ کوئی چھوٹا موٹا فلیٹ ڈھونڈ دیں، جہاں وہ اور اماں ایک پرسکون زندگی گزار سکیں۔ دوسروں کی نفرتوں سے دور۔۔۔ عداوتوں سے پرے، ایک دوسرے کی سنگت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں ایک ساتھ، ہاں یہ ایک بہترین آپشن ہے۔ یوں میری بھی تمام فکریں ختم ہوجائیں گی؟ وہ جوڑتوڑ کرتی آرہی تھی کہ دروازے پر ہی ٹھٹک کر رک گئی۔ اماں کہہ رہی تھیں۔

"مجھے اپنی سب بیٹیاں بہت پیاری ہیں۔ پر کونج تو میرا دل ہے میری آنکھیں ہے وہ۔ وہ میری حیاتی کا وہ خواب ہے، جس کی تعبیر کے لیے ہی تو میں زندہ ہوں۔ بہت چاہت تھی میری کہ میں تو پڑھ لکھ نہیں سکی مگر میری بیٹیاں زیادہ سارا پڑھ لکھ کر اپنی زندگیاں سنواریں، لیکن ہوا کیا، ان کے باپ نے ہی میری آنکھوں سے خواب نوچ دیے۔ سائیں وارث نے اس عورت کے غلط مشوروں کی بھینٹ میری تین بیٹیوں کو چڑھا دیا۔ رئیسہ کو اس سے دگنی عمر کے مرد کے حوالے کیا گیا۔ شمسہ کو دوسری بیوی بنا دیا گیا۔ نفیسہ کو ایک جاہل کے سپرد کردیا۔ مجھ سے پوچھے بغیر ان کے فیصلے کیے گئے اور میں مجبور چپ رہی۔ میں نے اپنی جان پر گزرا ہر وار سہا، مگر میری بچیوں کے دکھوں نے مجھے اندر سے کھا لیا ہے۔ ان کے لیے میں کچھ نہ کرسکی۔ میرے ہاتھ بندھے رہے۔ وائے قسمت ان کے مقدر بھی مجھ سے جدا نہیں تھے اور میں نے سوچ لیا تھا کونج کو میں اپنے کسی فیصلے کی نذر نہیں ہونے دوں۔ اس کے فیصلوں کا اختیار میں نے سائیں وارث کی زندگی میں ان کے پاؤں پڑ کر اس سے لیا تھا۔ اسے بڑے واسطے ڈالے تھے کہ ایک بیٹی کی حیاتی تو مجھے بخش دو۔ میں اسے خوب لکھانا پڑھانا چاہتی ہوں۔ میں اسے اس قابل کرنا چاہتی ہوں کہ کل کو وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوجائے، کسی کی محتاج نہ رہے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ کاٹھی (لکڑی) بنے، جسے تم جیسے لوگ کسی بھی چولہے میں جھونک دو اور وہ تو جلے ہی، ہم بھی اس کے سیک (گرمی) سے مریں، بلکہ میں تو اسے وہ پورا درخت بنانا چاہتی ہوں آئندہ جس کی چھاؤں میں ہماری قبریں بھی ٹھنڈی رہیں اور اس نے تو مجھے حامی بھری تھی اور اس لیے تو اس نے اپنی نہر کنارے والی بنی (زمین) بھی کونج کے نام لگا دی تھی، تاکہ اس کی

ماہنامہ
حنا
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
لاہور
جنوری 2017 کا شمارہ سالگرہ نمبر شائع ہوگیا ہے
جنوری 2017 کے شمارے کی ایک جھلک
☆ "کچھ لمحے گلاب سے" مصنفین سے سروے،
☆ "یار من" عرشیہ راجپوت کا مکمل ناول،
☆ "جو بچے ہیں سنگ" شبانہ شوکت کا مکمل ناول،
☆ "دلوں کے دیپ جلتے ہیں" عمارہ امداد کا مکمل ناول،
☆ "درد مہکنے لگے" سباس گل کا ناولٹ،
☆ "محبت ایسے دریا ہے" تمثیلہ زاہد کا ناولٹ،
☆ "تو میری ضرورت ہے" درشہوار زاہد کا ناولٹ،
☆ "پربت کے اس پار کہیں" نایاب جیلانی کا سلسلے وار ناول،
☆ "دل گزیدہ" ام مریم کا سلسلے وار ناول،
☆ رمشا احمد، کنول ریاض، مبشرہ ناز، مریم ماہ منیر، حمیرا نوشین اور ثنا کنول کے افسانے،
اس کے علاوہ
پیارے نبی ﷺ کی پیاری باتیں، انشاء نامہ، عید کے پکوان، مہندی کے رنگ اور وہ تمام مستقل سلسلے جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں
جنوری 2017 کا شمارہ آج ہی اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب کریں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تعلیم کا ڈر چاپورا ہوتا رہے۔ مگر اب وہ عورت کہتی ہے سائیں وارث کونج کی زندگی کا فیصلہ اس کے ہاتھ میں دے گیا تھا۔ اسے اختیار دے گیا تھا کہ وہ جہاں چاہے اس کا سنگ (رشتہ) کردے اور اس نے فیصلہ کرلیا ہے۔ حد ہے نا' ادا سائیں! میرے ہوتے ہوئے کونج کی ماں کے ہوتے ہوئے وہ کیسے اس کے لیے کوئی فیصلہ کر سکتی ہے' مگر وہ کہتی ہے کہ اس نے زبان دے دی ہے۔ مگر میں کیسے مان لوں ادا سائیں! میں کیسے اپنی کونج کو کسی جہنم میں دھکا دوں' میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔" اندر اماں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔

باہر کھڑے کھڑے اس کا شدت سے دل چاہا اس عورت کو شوٹ کر آئے جو ان کی زندگیوں میں عذاب کی صورت اتری تھی۔

"بکواس کرتی ہے' وہ عورت اسے بکنے دو جو وہ بکتی ہے۔ تم نے کیوں اس کی بات کو دل سے لگالیا۔ خود کو اکیلا سمجھتی ہو کیا۔ ہم سب ہیں نا تمہارے۔" مامی' اماں کو دلاسا دے رہی تھیں۔

"ٹھیک کہہ رہی ہے تمہاری بھاجائی۔ ہم بیٹھے ہیں ابھی۔ تمہارے سر پر ہاتھ رکھنے والے وارث۔" اس نے اپنی زندگی میں جو بھی بیٹیوں کے لیے فیصلے کیے وہ باپ تھا' حق رکھتا تھا' ہم نے کچھ نہیں کہا' مگر اب تم ہو کونج کی ماں' اس کے لیے کسی بھی فیصلے کا اختیار صرف تمہیں ہے۔ کوئی ایرا غیرا زبان چھوڑ اپنی جان بھی کہیں دے آئے' تمہیں پروا نہیں ہونی چاہیے۔ تم گھبراؤ مت۔" ماما سائیں بھی اندر تھے اور اماں کو بھرپور تسلی دے رہے تھے۔

"کیسے نہ گھبراؤں ادا۔ وہ بہت شاطر عورت ہے۔ اس کی چال بازیوں کو میں جانتی ہوں۔ پچھلے چار ماہ سے لے کر اس نے میرا جینا عذاب کر رکھا ہے۔ ایک ہی رٹ ہے اس کے رنڈوے بھائی سے کونج کا نکاح کردوں۔ جبکہ سارا زمانہ جانتا ہے اس کے کچھن' کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس کی فطرت' کہنے والے تو یہ بھی کہتے ہیں' اس نے اپنی زال کو خود زہر دے کر مارا ہے۔ اس کی زمین کے لالچ میں اب ایسی صورت میں ہے۔"

"اس بے غیرت کی ہمت کیسے ہوئی اس نے ایسا سوچا بھی کیسے۔ اس کی یہ جرأت کہ اس بدمعاش کے لیے ہماری بچی کا نام لے اور تم نے اتنے مہینوں سے ہمیں بتایا تک نہیں' پہلے بتاتیں تو اب تک میں اس کا منہ بند کر چکا ہوتا۔" ماما سائیں کو شدید غصہ آیا تھا۔

"کیسے بتاتی ادا' وہ مجھے دھمکیاں دے رہی ہے۔ ادا سائیں! آپ کو اللہ کا واسطہ میری کونج کے سر پر ہاتھ رکھ دیں۔ مجھے بہت فکر ہے۔ وہ برے لوگ ہیں کچھ الٹا سیدھا نہ کردیں۔ میں تو جیتے جی مرجاؤں گی۔ نہیں سہہ سکوں گی میں۔" اماں حد درجے ڈری ہوئی تھیں' زار زار روتے انہوں نے ماما سائیں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے' جنہوں نے بے تابانہ بہن کو گلے لگایا تھا۔

"ان لوگوں کا علاج تو میں بہت اچھے سے کر سکتا ہوں' ہمیشہ تمہارے منہ کو چپ لیے رہا' انہیں تو میں دیکھ لوں گا' تم اس طرف سے کوئی فکر مت رکھو۔ باقی اگر تم اس میں راضی ہو تو کونج صرف تمہاری ہی نہیں میری بھی بیٹی ہے۔ اب تم جلدی سے چنگی بھلی ہو کر گھر جاؤ' میرا تم سے وائدہ (وعدہ) ہے۔ اس سے اگلے ہی دن میں اپنی امانت لینے آجاؤں گا۔ جاذل تمہارا بھتیجا ہی نہیں تمہارا بیٹا بھی ہے' اب خوش۔" انہوں نے تو آنا" فانا" فیصلہ سنادیا تھا۔ وہ جو اگلے قدم پر کمرے میں داخل ہونے والی تھی وہیں دہلیز پر بت بن گئی۔

✲ ✲ ✲

"کہاں ہو؟" ہوا کے دوش پر اڑتا' لہراتا' لڑکھڑاتا پیغام نما سوال آیا تھا "راستے میں۔" اسٹیئرنگ پر ایک ہاتھ جماتے دوسرے سے دو لفظ ٹائپ کیے اور اسی ہوا کے سپرد کرڈالے۔

"آج موسم کتنا آفت ہے نا۔" جھومتی ہوا نے ایک بار پھر اپنا پلو جھاڑا تھا۔ جانے اب یہ سوال تھا یا اطلاع۔ مگر اس کے پیچھے کوئی خاص بات ضرور تھی۔

"ہاں میں بھی دیکھ رہا ہوں' تو پھر؟" دو گھنٹے جم میں لگانے کے بعد وہ خاصی تھکن محسوس کر رہا تھا۔ گھر پہنچ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر آرام کرنا چاہتا تھا' جو کہ اب مشکل لگ رہا تھا اور وہی ہوا۔ ہوا کے دامن میں نہ اگلا مشورہ تھا' نہ پیغام' بلکہ سیدھا سیدھا حکم نامہ۔

"لانگ ڈرائیو پر چلنا ہے۔ میں تیار ہوں جلدی پہنچو۔" اور وہ جس ماحول سے تھا وہاں مرد سدا سے حکم دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ حکم دینا ان کی گھٹی میں ڈالا جاتا ہے۔ ماننا ان کی سرشت نہیں ہوتی اور وہ یوں تو اس کی ہر ہر ادا پر نثار ہوتا تھا' مگر اس کی یہ ہی عادت مردانگی پر ضرب کی طرح لگتی۔ اس نے ہمیشہ ہر کام اپنی منشا و مرضی سے کیا تھا۔ مشورہ ہو یا حکم۔ چڑ تھے اس کی۔ بس ایسا ہی اکھڑ مزاج تھا وہ۔ موبائل ڈلیش بورڈ پر ڈال کر میوزک آن کیا۔ اب چاہے ٹیون بجتی رہے اس کی بلا سے۔ گاڑی کی اسپیڈ انتہائی سلو کردی۔ آدھ گھنٹے کی مسافت پورے سوا گھنٹے میں طے کرکے جب اپنے بلاک کی طرف ٹرن لیا تو وہ سجی سنوری ٹیرس پر کھڑی دور ہی سے نظر آگئی۔ دھیان ہتھیلی پر دھرے سیل فون پر تھا۔ یقیناً" وہ اسے اب تک پچاسیوں ٹیکسٹ کرچکی تھی۔ مگر پروا کسے تھی وہ کون سا اٹھارہ سو اسی کا محبوب تھا' جسے محب کو انتظار کے اک لمحے سے گزارنا بھی گراں بار لگتا تھا۔ وہ تو اکیسویں صدی کا محبوب تھا' الٹی کھوپڑی کا' جس کا محب اس کے انتظار میں صبح سے شام بھی کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

محبت تو ہے ہی برداشت کا دوسرا نام۔ وہ محبت ہی کیا جو ذرا سی کڑکتی دھوپ نہ جھیل سکے اور ابھی تو اسے فریش ہونا تھا' پھر اچھی سی چائے پینا تھی' کیونکہ چائے چاہے کسی فائیو اسٹار ہوٹل کی ہی کیوں نہ ہو اس کے حلق سے نہیں اترتی تھی۔ چائے ہو تو بس خالص دودھ کی۔ گاڑی کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ چتون خوب تیکھے تھے۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا' پتا تھا ابھی دوڑتی آئے گی۔ چوکیدار نے گیٹ کھول دیا اور سامنے نظر جاتے ہی نہ صرف بریک پر پاؤں پڑا بلکہ ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی۔ بلیک بلینو جگر جگر چمک رہی تھی۔

"اوہ گاڈ۔۔۔ بابا سائیں۔۔۔ یہ کب آئے؟" ٹیرس کی طرف نگاہ کی' وہ موجود نہیں تھی۔ یعنی وہ ادھر ہی آرہی تھی۔ "اف" جھٹ دروازہ کھول کر اترا' گیٹ بند کرتے چوکیدار کو پرے دھکیل کر باہر کو دوڑ لگائی۔ وہ اپنے گیٹ سے نکل رہی تھی۔

"بہت برے ہو تم' اتنی دیر لگادی۔ یہ صرف دس منٹ کی تو ڈرائیو ہے۔ جم سے واپسی پر اتنی دیر تو نہیں لگتی' کہاں رہ گئے تھے۔ کب سے ویٹ کررہی ہوں' کتنے ٹیکسٹ کیے' تم نے چیک تک نہیں کیا' حد ہوتی ہے لاپروائی کی۔ تمہیں احساس ہے کہ۔۔۔" وہ نان اسٹاپ شروع ہوچکی تھی۔ جازل نے بازو سے پکڑا اور کھینچتا ہوا واپس گیٹ تک لے گیا۔

"بلیوی' تم بہت پیاری ہو' تمہاری سب عادتیں بے حد اچھی ہیں' مگر یہ جو ایک ہی سانس میں بولے چلی جاتی ہو نا' سچ میں بہت بری لگتی ہو اور سنو ادھر آنے کی غلطی مت کرنا' بابا سائیں آئے ہوئے ہیں۔ لانگ ڈرائیو کا پروگرام پھر کسی موسم میں اوکے۔" اس کا گال تھپتھپا کر وہ جلدی سے پلٹا۔

"ارے رکو۔۔۔ سنو۔۔۔ جیزی۔۔۔" وہ آوازیں دیتی رہ گئی۔

"سائیں وڈا دو گھنٹے سے آپ کا انتظار کررہے ہیں۔" سارا سین ملاحظہ کرتے دانت نکوستے چوکیدار نے مطلع کرنا ضروری سمجھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کو ہولیا۔ غیر یقینی نظارہ تھا' گھر کا گھر جمع تھا اور وہ بھی شام کے اس پہر ادا اماں' عبید' اسرار بھاجائی سندھل' شہلا' زرین حتیٰ کہ سب بچے بھی' بابا سائیں نے آخر ایسا کیا منتر پھونکا تھا جو سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر یہاں آبیٹھے تھے اور ایسے چپ گویا سانپ سونگھ گیا ہو؟ اس کے سلام نے سب میں جان ڈال دی' سب ہی نے سر گھما کر دیکھا تھا اور سب ہی کی آنکھوں میں بڑا عجیب سا تاثر تھا۔

"وہ میرا شہزادہ' کدھر رہ گئے تھے' شیر جوان! کب سے راہ تک رہا ہوں تمہاری۔" وہ بابا سائیں کا چھوٹا اور لاڈلا لخت جگر تھا۔ وہ اس سے بے پناہ پیار کرتے تھے۔ مگر آج سے پہلے ایسا والہانہ استقبال کبھی نہیں کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا انہوں نے' اٹھ کر بازو وا کر دیے۔ وائے حیرت' وہ اندر ہی اندر سہمتا' لمبا تڑنگا چھ فٹا نوجوان ان کے سینے سے جا لگا۔ اگر ان کا پیار بے تحاشا تھا تو ان کا غصہ بھی الامان۔

"سوری بابا سائیں! مجھے آپ کے آنے کی خبر نہیں تھی' کچھ دیر ہو گئی وہ راستے میں ٹریفک۔۔۔"

"خیر ہے ابا۔۔۔ اتنی دیر سویر تو شہر میں معمولی بات ہے' بیٹھو تم۔" انہوں نے تو اسے کوئی جھوٹا بہانہ تراش کر گناہ گار ہونے سے بھی بچالیا۔ شانہ تھپک کر پاس بٹھایا۔

"دھی سند ھل۔۔۔" انہوں نے مراقبے میں سر ڈالے بیٹھی بہو کو آواز دی جو ہڑبڑا کر سیدھی ہوئیں۔

"جی۔۔۔ جی بابا سائیں۔۔۔"

"ماں دیکھ رہی ہو میرا بچہ تھکا ہوا آیا ہے۔ جاؤ اس کے لیے کوئی پانی لے کر آؤ اور بچو تم سب اٹھو اور فافٹ اپنی اپنی تیاری کرو' ایک گھنٹہ تک ہمیں گاؤں کے لیے نکلنا ہے۔"

"گاؤں کے لیے اور اس وقت۔۔۔ خیر تو ہے بابا سائیں۔" ان کی بات پر کسی نے سر بھی نہیں ہلایا تھا' ہاں اٹھنے کے لیے سب ہی نے پر تول لیے۔ وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ مالک کا کرم ہے' سب خیر ہے' تم تسلی سے مانی بانی (کھانا وانا) کھاؤ' میں بھی بیٹھے بیٹھے تھک گیا ہوں' کچھ دیر آرام کروں گا' پھر بات کرتا ہوں تم سے۔۔۔" وہ دونوں گھٹنوں پر ہتھیلیوں کا دباؤ ڈالتے اٹھ کھڑے ہوئے ان کے پیچھے ہی باقی سب بھی تتر بتر ہونے لگے۔

"کیا ہوا ہے' یہ آج بابا سائیں اتنی تیزی میں کیوں ہیں اور یہ ایک دم سے سب کو گاؤں لے کر جانے کا کیا پلان ہے۔ ادھر سب ٹھیک تو ہے۔" اس کی پریشانی فطری تھی۔ ادا اسرار سے پوچھا جنہوں نے بس اک جان دار مسکراہٹ اچھالی اور سیڑھیاں چڑھ گئے۔

"کیا ہوا ہے بھاجائی۔" سند ھل کا چہرہ بتا رہا تھا کوئی غیر معمولی بات ہے۔

"اوہ بھائی۔۔۔ گھبراتے کیوں ہو۔ کچھ نہیں ہوا' سب خیر ہے' بابا سائیں نے کہا ہے نا۔" کہ تم سے بات کرتے ہیں۔ تو پھر سمجھو ان ہی کے کرنے کی کوئی بات ہوگی ہمیں کیا پتا۔ چلو سند ھل چل کر میرے کپڑے شپڑے ڈالو بیگ میں اور ہاں اپنے کپڑوں میں وہ سوٹ ضرور رکھنا جو ابھی عید پر۔۔۔" ادا امان بیوی کا ہاتھ پکڑ کر لاؤنج سے نکل گئے۔ وہ بھی کندھے اچکاتا بیڈ روم میں چلا آیا اور جب تقریباً" ایک گھنٹہ بعد بابا سائیں نے اسے بلا کر جو کچھ کہا اسے سنتے ہی لگا کہ لاشاری ہاؤس کی پوری چھت اس کے سر پر آن گری ہے۔

☼ ☼ ☼

حویلی میں گہما گہمی بڑھتی ہی جا رہی تھی اوپر تو اور اللہ جانے کس نے مائی سکھاں کو اطلاع کر دی تھی' وہ اپنا سارا ٹولہ لیے آن حاضر ہوئی اور پھر جو انہوں نے پاٹ دار آوازوں میں شگن کے سہرے شروع کیے تو ہر طرف سماں بندھ گیا۔ حویلی کی تاریخ میں یہ پہلی شادی تھی جو اس قدر سادگی اور خاموشی سے انجام پا گئی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے کی شادیاں تو گاؤں برادری والوں کو اب تک یاد تھیں۔ مہینوں پہلے ایسی دھوم دھام اور رونق رہتی کہ دن اور رات کا فرق مٹ جاتا۔ اوطاق پر اتنی دیگیں پکتیں کہ گاؤں والوں کو چولہا گرم کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

سراج احمد لاشاری کو اللہ نے نہ صرف مال کی نعمت سے نوازا تھا' بلکہ وہ کثیر الاولاد بھی تھے۔ سات بیٹوں اور تین بیٹیوں میں جاذل لاشاری ان کی آخری اور عزیز ترین اولاد تھا۔ وہ اس وقت ماں کی گود میں آیا تھا' جب زہرہ بی بی بچے پیدا کر کر کے اور پال پال کر ناک و ناک آچکی تھیں' پھر اس کی پیدائش کے بعد وہ بہت زیادہ ہی بیمار بھی ہو گئی تھیں' مگر حویلی میں اس کی دیکھ بھال کرنے والے کم نہیں تھے۔ ملازماؤں کے علاوہ بہن بھائیوں نے اسے ہتھیلی کا چھالا بنا لیا۔ وہ تو ان سب کے لیے ننھا منا کھلونا ثابت ہوا تھا۔ سب ہی ان

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے یوں ناز نخرے اٹھاتے کہ سن شعور آنے تک وہ خود کو کسی ریاست کا شہزادہ سمجھنے لگا۔ اسے ہمیشہ من چاہا ملا، کبھی کوئی خواہش رد نہ ہوئی، یہ ہی وجہ تھی کہ مزاج سب سے نرالا ہو گیا۔ وہ سب بھائیوں میں خوبرو تھا اور اسے یہ احساس دلایا بھی خوب ہی گیا، کچھ جوانی کی دہلیز تک آتے کئی آنکھوں نے بتایا تو شخصیت میں کچھ اور کلف لگ گیا۔

خاندان کی پرانی ریت تھی کہ بچوں کی نسبتیں اکثر ان کے بچپن میں ہی ٹھہرا دی جاتیں، مگر سوئے اتفاق کہ وہ حویلی کا واحد سپوت تھا جو ایسے کسی بھی عتاب سے بچا رہا، باقی بھائی بے چارے اپنی اپنی "قسمتیں" بھگت رہے تھے اور اس کے لیے سب ہی کی آنکھوں میں بہت سے خواب تھے۔ سب کے ارمان تھے کہ اس کے لیے کوئی شہزادی نہ سہی تو کم از کم کہیں کی نواب زادی تو ضرور ہی لے کر آئیں اور وہ سب کی سرگرمیوں سے بے پروا اپنی دنیا میں مگن تھا کہ چند ماہ پیشتر لاشاری ہاؤس کے پڑوس میں آباد ہونے والی خان فیملی کی سوہا رجب خان اسے بے طرح بھا گئی۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ نازک اندام، دلکش خال وخد، بے حد اسٹائلش سا انداز رکھنے والی سوہا تیکھے نقوش اور اکڑ و مزاج رکھنے والے جاذل لاشاری پر فریفتہ ہو گئی۔ اس کا وقت بے وقت لاشاری ہاؤس کے چکر لگانا اور آتے جاتے خاص اس سے حال احوال پوچھنا اور یوں ہی باتوں کو طول دیے جانا، پھر نوبت ٹیلی فونک گفتگو تک بھی آگئی اور بس پھر۔۔۔ وہ کہاں تک دامن بچاتا۔ بات بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ سندھل نے بھی معاملہ بھانپ لیا اور ان سے شہلا اور زرین کو بھی خبر ہو گئی۔ ان سب کو کیا اعتراض ہونا تھا بھلا، اچھے خاصے کھاتے پیتے خاندان کی خوب صورت لڑکی تھی، پھر سب سے بڑھ کر جاذل کی پسند۔

مگر معاملہ تھوڑا سا گڑبڑ تب ہوا جب دو چار بار سراج احمد لاشاری نے بھی اسے دیکھا، وہ اپنے اسی لاپروا اور ماڈ حلیے میں ہوتی تھی، جو انہیں سخت ناگوار گزرا۔ فی الفور بیوی کو ٹوکا کہ گھر کی بچیاں سمجھ دار ہو رہی ہیں، اس طرح کی لڑکی کا آنا جانا کنٹرول کرو۔ جاذل تک ان کا حکم نامہ پہنچا۔ تب سے وہ محتاط ہو گیا۔ جب بابا سائیں آتے وہ سوہا کو ادھر آنے سے روک دیتا کہ شومئی قسمت اسی کی طرح وہ بھی کسی کی سننے والی نہیں تھی۔ خصوصاً" ذاتی معاملات میں انتہائی من موجی لڑکی تھی اور وہ ابھی سے اس پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا تھا، ہاں بعد میں تو پھر اپنے خاندان اور مزاج کے مطابق ڈھال ہی لیتا۔ اسے کیونکہ گمان ہی نہیں، یقین بھی تھا کہ ہر خواہش کی تکمیل کرنے والے بابا سائیں اس معاملے میں بھی مایوس نہیں کریں گے، لیکن۔۔۔

وہ سختی سے دانت پر دانت جمائے بیٹھا تھا۔ اردگرد بڑھتا شور اعصاب پر گراں بار ہوتا جا رہا تھا، کوئی کند چھری لیے اندر ہی اندر دل چیرے دے رہا تھا اس کا۔ زندگی کبھی ایسا برا مذاق بھی کر سکتی ہے، یہ تو تصور کے ہزارویں حصے میں بھی نہ تھا۔ سدا پھولوں کی رتھ پر سواری کرنے والا گویا اچانک سے کانٹوں پر آ پڑا تھا۔ دل کی بستی پر ایسا ڈاکا پڑا تھا کہ چہار اور خواہشوں اور ارمانوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ ہر جا خون ہی خون تھا۔ وہ پورا اونچا مردانی تمام عمر میں پہلی بار کسی مقام پر ایسا بے بس ہوا تھا کہ جی چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ کون آ رہا ہے۔ گلے لگ رہا ہے۔ کیا کہہ رہا ہے۔ اسے قطعاً" خبر نہیں تھی۔ اندر اٹھتے بگولوں کا شور باہر کے شور پر غالب آنے لگا تو وہ کسی طرف بھی دیکھے بنا، دھڑ دھڑ کرتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ بی بی جان مبارک بادیاں دینے آنے والیوں میں گھری کھڑی تھیں۔ مگر اس کا جانا انہوں نے بغور دیکھا تھا۔ شہلا نے سندھل کو کہنی ماری تھی، جن کے ہونٹوں پر بنا عنوان کی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تم نے دیکھا جاذل کو۔ ابھی کیسے سب کے بیچ سے اٹھ کر اوپر گیا ہے۔" سامنے سے آتی زرین کو بتانا بھی ضروری تھا، وہ الگ جھنجلائی ہوئی تھی۔

"ہیں۔۔۔ کب۔۔۔ کیوں؟ اف میں تو اپنی مصیبت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں پڑی ہوں۔ بھلا ایسی بھی کوئی شادیاں ہوتی ہیں۔ آدھے گھنٹے میں بندوق کی نالِ پر تیاری کروا کر سارے کنبے کو گھسیٹ لائے بابا سائیں۔ جلدی جلدی میں' میں تو گڑیا کا دودھ کا ڈبا لانا ہی بھول گئی۔ اب اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ بار بار ڈائپر گندہ کر رہی ہے۔ تنگ ہو گئی ہوں میں تو۔۔۔"

"اور میرے بچوں نے مجھے تنگ کیا ہوا ہے۔ کل ٹیسٹ ہیں دونوں کے۔ اب رو رہے ہیں کہ اسکول نہ پہنچے تو ڈانٹ لگے گی۔ اور یہ شادی بھی بھلا کوئی شادی ہے۔ بے چارے گھوٹ (دولہا) پر تو قیامت گزر گئی ہے قیامت۔ شہلا نے اپنا دکھڑا رونے کے ساتھ اصل مدعا بھی بتایا۔

"ویسے اس پر تو جو بیتی ہے سو بیتی ہے۔ اچھا تو پھر غریب کونج کے ساتھ بھی نہیں ہوا۔ باپ کے گھر بھی سکھ نہیں ملے' ترستے ہی ساری عمر گزر گئی اور اب تقدیر نے نئی گھات لگائی۔ پتا نہیں کیا ہو گا۔" زرین کو آنے والے وقت کا دھڑکا لگ گیا۔

"تم لوگ اپنی باتوں میں لگی ہو۔ ذرا گھر آئے مہمانوں کو بھی دیکھ لو' ہر آئے گئے کو میں اکیلی ہی منہ دوں کیا۔ تم لوگ تو جیسے پرائی شادی میں آئے ہو۔ سندھل ہے تو خود مہمان بنی بیٹھی ہے۔ باقی زینب اور بیبن کدھر ہیں' کچھ پتا نہیں۔ مجھے ہر موقع پر سمجھانا پڑتا ہے۔ اللہ جانے کب عقل آئے گی' تم لوگوں کو۔۔۔" بی بی جان کو جانے کس بات پر غصہ تھا جو آکر ان پر نکال دیا۔ دونوں گھبرا کر ادھر ادھر ہو گئیں۔ وہ سر جھٹکتی سیڑھیاں چڑھ گئیں۔ پہلے وہ جاذل کے کمرے میں ہی آئی تھیں' بڑا سارا سجا سجایا کمرہ بھاں بھاں کر رہا تھا' پھر تو انہوں نے ایک ایک کمرہ دیکھ ڈالا۔ لیکن وہ تو جانے کہاں چھپ گیا تھا۔

"اف۔۔۔ اللہ سائیں۔۔۔ اس لڑکے کو عقل دے' آج تو پورا گوٹھ گھر میں آ بیٹھا ہے۔ اس کی کوئی ایسی ویسی حرکت ناک کٹوا دے گی ہماری۔ ہائے کدھر جاؤں میں۔ اری او زلیخا۔۔۔ تم نے جاذل کو اوپر آتے دیکھا ہے' کس کمرے میں گیا وہ۔۔۔" انہوں نے اسٹور سے برتن نکالتی ملازمہ سے استفسار کیا۔

"نہیں بی بی جان' میں نے نہیں دیکھا' مگر مجھے لگا ہے کہ اوپر والی چھت پر کوئی گیا ہے۔ کہیں وہ چھوٹے سائیں ہی نہ ہوں۔ آپ ٹھہریں ادھر۔ میں دیکھ کے آتی ہوں۔" وہ ہاتھوں میں تھامے تھال چارپائی پر رکھنے کو جھکی۔

"نہیں تم جاؤ' اپنا کام کرو' میں خود دیکھ لیتی ہوں۔" اور زلیخا کا اندازہ بالکل درست تھا' کھلی چھت کے آخری کونے پر بنے کبوتروں کے کابک کے پاس وہ فرش پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔ جاذل نے سر اٹھایا اور لپک کر ہانپتی کانپتی ماں کو تھام کر دیوار کے ساتھ لگی چارپائی پر لا بٹھایا۔

"آپ کیوں آگئی ہیں یہاں تک۔ طبیعت خراب ہو گئی تو۔۔۔" وہ نیچے بیٹھ کر ان کے گھٹنے دبانے لگا۔

"چل ہٹ پرے۔ مجھے نہیں چاہیے تیری جیسی اولاد کی خدمت۔ یہ کیا حرکت تھی بھری محفل میں سے یوں اٹھ کر آتے ہیں کیا۔ گوٹھ والوں کے علاوہ برادری کے بھی چار لوگ آئے ہوئے ہیں اور سارے کے سارے آنکھوں کے اندھے نہیں ہیں کہ کسی نے تمہارے ماتھے کی تیوریاں نہ دیکھی ہوں گی' لوگوں کو تو رائی چاہیے پہاڑ بنانے کے لیے' حسنہ بے چاری تو پہلے ہی بیمار پڑی ہے۔ اگر برادری میں کسی نے کچھ الٹا سیدھا بول دیا اسے جا کر تو سوچو کیا گزرے گی اس کے دل پر۔۔۔"

"اور جو میرے دل پر گزر رہی ہے اس کی فکر کی آپ میں سے کسی نے' آپ تو سارے جانتے تھے نا' بابا کو کسی نے نہیں سمجھایا۔ خوب صورت چہرہ تپ کر سرخ ہو رہا تھا۔ بی بی جان کو شدید غصے کے باوجود اس پر پیار آگیا' ہاتھ پکڑ کر بٹھانا چاہا' وہ اینٹھتا ہاتھ چھڑا کر دور ہو گیا۔

"تیرے بابا' بہن کو قول دے چکے تھے' پھر کیا سمجھاتے ہم انہیں۔"

"ہاں۔۔۔ بابا سائیں قول دے چکے تھے جو انہوں نے نبھا دیا اور جو قول میں کسی کو دے چکا ہوں' اس کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیا ہو گا اب کیسے بھروں گا میں کفارے وہ تو یہ سنتے ہی مر جائے گی۔" وہ روہانسا ہو رہا تھا۔ بی بی جان نے ہونہہ کر کے سر جھٹکا۔

"کوئی نہیں مرتا ایسی باتوں سے۔ سب اپنی آئی پر ہی جاتے ہیں۔ تمہارے قول کی عزت تمہارے باپ کے قول سے زیادہ تھی کیا۔ تم سے پہلے چھ پٹ (بیٹے) بیاہے ہیں ہم نے اور ان سب کے فیصلے تمہارے بابا سائیں نے ہی کیے تھے اور تم کیا سمجھتے ہو تم پہلے بیٹے ہو اس حویلی کے جس نے دل لگی کی ہے۔ ارے باقی سب بھی تیرے ہی بھائی ہیں۔ چھ کے چھ میرے گھٹنے پکڑ پکڑ کر روئے ہیں اپنی شادیوں سے پہلے۔ اسرار نے تو اپنی کلاس فیلو کے پیچھے اس چھت سے کودنے کی دھمکی دی تھی۔ میں نے بھی کہہ دیا تھا۔ بیٹا تم کودو نہ کودو میں خود تمہیں دھکا دے دوں گی۔ ارے بابا جس اولاد کو ماں باپ کی محبت اور عزت سے زیادہ باہر والے پیارے ہو جائیں ایسی اولاد کو دھکا ہی دینا چاہیے اور وہ امان وہ رئیسہ کے پیچھے دیوانہ ہوا پھرتا تھا۔ اسے تو سدھ بدھ بھول گئی تھی اپنی بھی۔ پر کیا کرتے سندھل منگ تھی اس کی۔ اسے چھوڑتے تو سارے خاندان میں فساد مچتا۔ پھر رئیسہ پر الگ انگلیاں اٹھتیں۔ اس کو کیوں برا بنواتے بس پھر جو فیصلہ تھا وہ پورا کیا۔ پھر کیا ہوا۔ جب زال گھر آئی بچے بھی ہو گئے تو سب دل لگیاں بھول بھال گئے اب کسی کو یاد بھی نہیں وہ پرانی باتیں ہم بھی ایک دن سب بھول جاؤ گے۔"

"مگر بی بی جان!" وہ تڑپ کر کچھ کہنے لگا کہ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر وہیں روک دیا۔

"ساری باتیں بعد میں میرے بچے ابھی تم صرف یہ دیکھو یہ فیصلہ جیسے بھی ہوا اور جن حالات میں ہوا سب تمہارے سامنے کی بات ہے۔ حسنہ پھوپھی ہے تمہاری۔ تمہارے باپ کی لاڈلی چھوٹی بہن ہے۔ اس نمانی نے ساری زندگی بڑے دکھ بھوگے ہیں اور ایسی حوصلے والی کہ کبھی کسی کے آگے روئی نہیں۔ اب اگر انتہائی مجبوری میں اس نے بھائی کے آگے دامن پھیلایا تو بھلا وہ کیسے موڑتے اور پھر کمی کیا ہے کونج میں۔ اچھی خوب صورت ہے۔ دھیمے مزاج کی لڑکی ہے۔ پڑھی لکھی سمجھ دار ہے پھر اس حویلی کے اصولوں کو جانتی ہے۔ خاندان کی عزت اور وقار کو کیسے سنبھالنا ہے اسے علم ہے۔ ارے باہر کی چلتی پھرتی عورت کا کیا بھروسا کس مزاج کی ہو نہ وہ ہمیں جان سکے نہ ہم اسے سمجھ سکیں۔ بس تم اب یہ یاد رکھو کہ کونج ہی تمہاری کنوار (دلہن) ہے۔ اس کی عزت اور مرتبہ اب وہی ہے جو اس حویلی کی پہلی بہوؤں کا ہے اور دیکھو اسے اپنی معشوقی کے ناکام قصے سنانے کی بالکل ضرورت نہیں۔ پہلے اپنی ماں کے حوالے سے بہت پریشان ہے وہ بچی۔ خبردار اس سے کچھ الٹا سیدھا مت کہنا۔ جانتے ہو نا اپنے بابا کو بیٹوں سے زیادہ بہوؤں کی قدر کرتے ہیں وہ اور میں بھی کوئی غلط بات برداشت نہیں کر سکوں گی اگر تم نے اپنا ذرا سا بھی غصہ کونج پر اتارا تو مجھ سے اپنا تعلق ختم سمجھنا۔" وہ پائے کا سہارا لے کر اٹھیں جاثل نے ہونہہ کر کے سر جھٹکا۔

"اب آرام سے نیچے اتر آؤ گھر مہمانوں سے بھرا ہوا ہے۔ سب پوچھیں گے تمہارا" وہ کہتیں نیچے کو چل دیں۔ جبکہ اس نے ایک زوردار ٹھوکر بے قصور دیوار کو رسید کی۔

☼ ☼ ☼

وہ جیتا جاگتا انسان تھا اس کے اپنے کچھ خواب تھے کچھ پلاننگز تھیں جن سے وہ کسی صورت دست بردار نہیں ہو سکتا تھا اور کسی کی خاطر تو بالکل نہیں۔ اسے کسی کی مجبوریوں سے کوئی لینا دینا نہیں تھا مگر بابا سائیں نے اسے کچھ ایسے بے دست و پا کیا کہ وہ پھڑپھڑا بھی نہ سکا۔ انہوں نے اسے دھمکا کر ایک فیصلہ تو منوا لیا تھا لیکن اب اس کے بعد کے سب فیصلے اس کے اپنے ہوں گے۔ اپنی زندگی کے سبک روی سے بہتے دریا میں پتھر پھینک کر تلاطم برپا کرنے والوں سے کوئی رعایت نہیں برتتے گا اس نے سوچ لیا تھا اور چاؤ پورے کرنے کے نام پر جب اپنی جیب خالی اور بہنوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھابھیوں کی مٹھیاں گرم کرکے کمرے میں آیا تو ارادہ یہ ہی تھا کہ وہ اس پڑھی لکھی ' سمجھ دار لڑکی کو کسی دھوکے میں نہیں رکھے گا ' سب بتا دے گا ' تاکہ وہ اس سے کسی بھی قسم کی توقعات وابستہ نہ کرے۔ مگر ساتویں قدم پر اسے بااختیار دھچکا لگا۔ ساتویں قدم پر اس لیے کہ کمرے میں آکر بیڈ کی طرف نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ نخوت سے منہ اٹھائے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا تو آئینے میں پڑتے عکس نے چونکا ڈالا۔ وہ جو گزشتہ کئی گھنٹوں سے جل سلگ رہا تھا۔ ایک دم اوپر جیسے کسی نے یخ ٹھنڈا پانی ڈال دیا۔ سرخ زرتار دوپٹا صوفے پر پڑا تھا۔ سارا زیور سینٹرل ٹیبل پر۔ جسے اس کے انتظار میں سر جھکائے بیٹھے ہونا چاہیے تھا ' وہ پیروں سے سر تک چادر تانے ہوئے تھی۔ جاذل بت بن گیا۔ دماغ میں کلبلاتے اودھم مچاتے خیالات بھی ساکت ہوگئے۔ چند ساعتوں بھرا اک گہرا سانس لے کر وہ خود کو مزید ریلیکس کر رہا تھا۔

اچھا ہوا اس نے خود ہی منہ چھپالیا ' ورنہ سامنا ہونے پر پتا نہیں کیا کچھ کہہ دیتا میں اسے ' پھر اتنے دن ہوگئے پھوپھی کی بیماری کی وجہ سے بھی تھک گئی ہوگی ' ٹھیک ہے آرام کرے ' وہ واش روم میں جا گھسا ' کچھ دیر بعد آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں باہر آیا۔ ٹیبل پر رکھا ' سیل فون اٹھا کر ٹیرس کا دروازہ کھولتا ادھر کو نکل گیا۔ وہ کسی سے بات کر رہا تھا ' ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی ' مگر واضح نہ تھی ' پھر شاید اسے دھیان آیا تھا۔ دروازہ بند کردیا ' ساتھ ہی آواز آنا بھی بند ہوگئی۔ ہر طرف خاموشی پھیل گئی۔

کونج نے چادر سرکا کر منہ باہر نکالا ' کمرے کی ہر چیز تو چمک دار اور روشن تھی ' پھر اسے ہی کیوں دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ذرا سا سسک کر تکیے کے سہارے نیم دراز ہوئی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے منہ دھو کر خشک کیا تھا ' مگر سارا چہرہ پھر سے بھیگ رہا تھا۔ سرخ آنکھیں ' اب تو پپوٹے بھی سوج کر درد کر رہے تھے۔ پلکیں نیر بہا بہا کر تھک چکی تھیں ' مگر اندر سے بھرے سمندر میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ جوں کا توں کناروں سے سر پٹخ رہا تھا۔

جب وہ ماں کی گود میں آئی تھی تو انہوں نے اس کا نام کچھ اور ہی رکھا ہوگا ' مگر جب دادی مرحومہ نے دیکھا تھا تو ناک چڑھا کر بولیں۔

" اڑے مار پڑے ' یہ کیا پیدا کردیا ہے۔ یہ تو صفا کونج ہے۔ (کم صورت سیاہ پرندہ) اور بس تب سے ہی وہ کونج ہوگئی۔ جبکہ اماں اسے کہا کرتیں تھیں کہ میری بیٹی بولتی بہت میٹھا ہے۔ بالکل کونج کے جیسا اور پھر جیسے کونج فضاؤں میں پرواز کرتی ہے ' تاویسے ہی میری بیٹی کے نصیب بھی اونچے ہوں گے ' اونچے بہت اونچے ' سب سے بلند ' دیکھنا نام کا بڑا اثر پڑتا ہے انسان کے نصیب پر..... اور اس میں کوئی شک نہیں تھا ' اس کی قسمت نے بھی کونج کا سا ہی روپ دھار لیا تھا۔ ماں نے تو اس کے لیے ان گنت رنگوں سے خواب بنے تھے ' ایک ایک موتی بڑے ارمانوں سے اس کی پلکوں پر جڑا تھا۔ مگر پھر جانے ماں خود ہی کیوں ڈر گئی اسے ہمت کے سبق پڑھاتے پڑھاتے ' وہ حوصلہ کیوں ہارنے لگی ' بنا سوچے سمجھے ' جانے بوجھے اسے کھائی سے بچانے کی کوشش میں اپنے ہی ہاتھوں کنویں میں دھکا دے بیٹھی۔

ہائے میری بھولی اماں ! تم نے تو اپنے خون پر اعتبار کیا ' مگر تم کیا جانو جسے میرے لیے نجات کا راستہ سمجھی ہو وہ تو ایک بند گلی ہے ' جہاں میں آ پھنسی ہوں۔ ہائے میں کیسے تمہیں بتاتی ' کیسے توڑتی تمہاری خوش فہمیوں کے بت۔ ادی رئیسہ ' شمسہ ' نفیسہ تو تم سے آکر اپنے دکھڑے کہہ دیتی تھیں ' پر میں کس زبان سے سناؤں گی اپنے درد ' پہلی بار میں نے تمہارے لبوں پر جھلکتی مسکراہٹ کا الگ سا رنگ دیکھا ہے۔ میں نے تم سے ہی تو سیکھے ہیں ماں ' من پر چاہے کتنے ہی چرکے کیوں نہ لگے ہوں ' پر تن پر سے بھرم کی چادر نہ سرکے۔ عورت تو کھڈی پر چڑھا سوت ہے۔ جتنے بل پڑیں گے اتنا حسن نکھرے گا۔ تم نے تو میرے سکھ ہی چاہے اماں اور مجھے اب تم سے صرف اک دعا چاہیے کہ میرا دل پتھر کا ہوجائے بس اور شاید مقدر میں اب رونا ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لکھا جاچکا تھا۔ وہ بہت روئی تھی' اماں کی تو حالت ہی ایسی نہ تھی کہ ان سے کچھ کہا جاتا' ہاں بہنوں سے اس نے صاف کہا تھا کہ وہ جاذل لاشاری سے شادی نہیں کرے گی۔

"کیا کمی ہے' خاندان کا خوب صورت نوجوان ہے۔ پڑھا لکھا ہے۔ اتنا مال متاع ہے ان کے پاس۔ نصیبوں والیاں ہوتی ہیں جنہیں ایسا مکمل گھر ملتا ہے۔ تمہیں تو رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور تم نخرے کر رہی ہو۔" ادی شمسہ نے بھی حسب توفیق کان کھینچے۔

"میں نخرے نہیں کر رہی' میں چند دن پہلے ایک سیمینار اٹینڈ کرنے گئی تھی۔ وہیں اسے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں دیکھا تھا۔ وہ ایک خوب صورت لڑکی کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور جس طرح دونوں بات چیت کر رہے تھے لگتا تھا پرانی شناسائی ہے۔" آخر اس نے بلی تھیلے سے باہر نکال ہی دی۔ ہانڈی میں ڈوئی گھماتی رئیسہ کے ہاتھ اک پل کو تھمے تھے۔ اگلے لمحے پھر متحرک ہو گئے۔

"ہاں تو ہو سکتا ہے یونی ورسٹی میں کہیں ساتھ پڑھتی ہو۔ ہو گی کوئی جاننے والی۔"

"تمہیں کیوں تعجب ہوا۔" نفیسہ نے پوچھا۔

"وہ اس لیے تعجب ہوا کہ اس لڑکی کے ساتھ دو ماہ پہلے بھی میں نے اسے دیکھا تھا۔ وہ اس کی گاڑی میں تھی' فرنٹ سیٹ پر اس کے برابر۔" وہ صوفے پر دونوں پاؤں اوپر کیے مسلسل ہل رہی تھی۔ آنکھوں کی پتلیوں پر جیسے وہ منظر پھر سے جاگ گیا تھا۔

"اوہو...." شمسہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"اڑے چری۔ بس اتنی سی بات پر شادی سے انکار... آج کل تو لڑکا لڑکی کی دوستی عام سی بات ہے۔ وہ بھی اس کی کوئی اچھی دوست ہو گی' اگر ان کے درمیان اس سے بڑھ کر تعلق ہوتا تو کیا جاذل اب تک گھر والوں کو نہ بتاتا۔"

"بتایا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ماما سائیں نہ مانے ہوں۔"

وہ قیاس کے گھوڑے پر چڑھی تھی۔

"یہ تم کیوں اتنی پریشانی لے رہی ہو۔ ماما سائیں نے اس سے پوچھ کر ہی فیصلہ کیا ہو گا' کوئی یوں ہی تو نہیں شادی کا دن مقرر کر گئے۔ چلو تم جا کر اماں کو دیکھو اور ہاں خبردار ان سے ایسی کوئی بات نہ کرنا۔" اور بس اک یہیں آکر اس کے سارے حوصلے دم توڑ گئے۔

اماں سے کچھ نہ کہا' چپ چاپ کڑوا گھونٹ نگل لیا اور اس کے وسوسے جھوٹے نہ تھے۔ رسموں کے دوران جب اس کا دوپٹا جاذل پر بھی ڈال کر ان کے درمیان آئینہ رکھا گیا تو اس نے کن اکھیوں سے دیکھا اس کے چہرے پر پتھروں کی سی سختی تھی۔ پھر جب سب جیٹھانیاں اسے کمرے میں لے کے آئیں۔ شہلا بولی۔

"ہمارا جاذل بہت پیارا ہے۔ اس کی ہمیشہ دل سے قدر کرنا' کبھی کوئی دکھ مت دینا۔"

"بے چارہ پہلے ہی اتنا دکھی ہو گیا ہے۔" سندھل زیر لب بڑبڑائی تھی' مگر ایسے کہ اس نے بخوبی سن لیا۔ زرین نے کہا۔

"ارے چھوڑو بھی بھاجائی۔ کس بات پر دکھی' ہماری کونج بھی کسی سے کم ہے کیا' دیکھنا جاذل سارے غم وم بھول جائے گا' یوں بھی لڑکوں کی عادت ہوتی ہے جب تک اپنا آھورا (جانوروں کے کھانے کا برتن) پکا نہ ہو جائے' وہ ادھر ادھر کی گھاس چرتے رہتے ہیں۔ اور کئی تو بعد میں بھی باز نہیں آتے' جیسا کہ ادا امان۔" زینب نے باقیوں کو آنکھ ماری۔

"نہیں.... ہیں.... ایسی مجال نہیں میرے مڑس (شوہر) کی۔ جان نہ نکال دوں گی میں۔" سندھل چمک کر بولی' سب ہنس دیں' وہ اب اک دوجے کو چھیڑ رہی تھیں۔

وانٹڈ اور ان وانٹڈ کا فرق کیا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ بہتر کون جانتا ہو گا۔ وہ سن شعور سے یہ دکھ سہہ رہی تھی' ہاتھ اٹھا کر مانگی جانے والی دعاؤں کی قدر و منزلت اور ہوتی ہے۔ بن مانگے مل جانے والی تو اکثر نعمتیں بھی بے مول ہو جاتی ہیں۔ محبت کا موتی بخت والوں کا نصیب بنتا ہے۔ قبل اس کے اگلا دھتکارے وہ خود پرے ہٹ جائے گی۔ وہ دل کو سمجھا کر ہی اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

منزل تک آئی تھی۔ فی الحال تو چادر کی پناہ ہی مناسب حل لگا۔ اف۔۔۔ مگر ایک تو یہ آنسو' قدرت نے آٹھ سمندر بہائے ہیں' سات سمندر زمین کو بخش دیے اور آٹھواں عورت کے اندر رکھ دیا۔ جو ذرا ذرا سی بات پر بھی ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ اسے خود اپنی کمزوری پر غصہ آیا۔ جب اوکھلی میں سر دے ہی دیا ہے تو اب رونا کیسا۔ بس بے پروا ہو جاؤ' وہ اپنے آپ کو گھرک رہی تھی اور یوں ہی خود سے لڑتے آنکھ لگ گئی۔ نیند تو کانٹوں پر بھی آجاتی ہے' وہ تو پھر نرم بستر پر تھی۔ جانے کون سا پہر تھا۔ وہ کسی ویرانے میں تھی۔ دہشت سی دہشت' چاروں اور سے سیاہ آندھی کے بگولے اٹھ رہے تھے۔ پھر یک لخت بین کی آوازیں' کوئی چلا رہا تھا۔

"اماں۔۔۔ اماں۔۔۔" وہ ڈر کر پکار رہی تھی۔ چیخ رہی تھی۔ مگر وہ کہیں نہیں تھیں۔

"اف۔۔۔" وہ تڑپ کر اٹھی۔ بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز دبائی۔ جاذل بالوں میں انگلیاں پھنسائے بیڈ کے قریب ہی کھڑا تھا۔ اسے یوں بدحواسی سے بے دار ہوتا دیکھ کر کچھ کہتا رک گیا۔ ضرور کوئی برا خواب دیکھا تھا' تو کیا اس کے لاشعور کو خبر ہو گئی تھی۔ اسے حیرت ہوئی۔ مگر کیسی حیرت' وہ ماں کی لاڈلی بیٹی تھی اور ماں نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ اب ان کی ہر منزل آسان ہو گئی تھی۔ جن ہاتھوں سے اس نے اپنے لیے اب صرف ایک دعا چاہی تھی' افسوس کہ اب وہ ہاتھ نہیں رہے تھے۔ اس کی چیخیں سینے میں ہی گھٹ گئیں' تو کیا اس کے بدقسمت ہونے میں کوئی آڑ نہیں رہی تھی؟

☆ ☆ ☆

کتنے ہی دن گزر گئے تھے۔ لیکن اسے ابھی بھی یوں ہی لگتا تھا اماں کہیں سے نکل کر سامنے آجائیں گی۔ کونج منجھی مٹھڑی کونج۔ کونج میری پیاری بیٹی ان کی پیار بھری آواز سماعتوں میں ویسے ہی تازہ تھی۔ اس کا دل ماننے پر آمادہ ہی نہ ہوتا تھا کہ ہمیشہ دعاؤں کے حصار میں باندھے رکھنے والی اماں جا چکی ہیں۔ اس کے دل شکستہ کو صبر آتا ہی نہ تھا۔ وہ بند کھڑکی سے سر ٹکائے جانے کب سے کھڑی تھی۔ باہر بادل برس رہے تھے' اندر اس کی آنکھیں۔ رئیسہ کمرے میں آئی تھیں' پیچھے ہی ملازمہ کھانے کی ٹرے اٹھائے ہوئی تھی۔

"کونج میری جان! وہ صرف تمہاری ہی ماں نہیں تھیں کونج۔ وہ ہماری بھی ماں تھیں۔ مجھے دیکھو۔ جانے والوں کے ساتھ جایا جاتا تو یہ دنیا اب تک ویران ہو گئی ہوتی۔ کوئی بھی دکھ سہنے کو نہ رہتا یہاں' مگر مشکل یہ ہے کہ جینا پڑتا ہے۔ اپنے لیے نہیں تو کسی اور کے لیے اور اسی کا نام زندگی ہے۔ دعا اور صبر ایسا سہارا ہے جو بڑے بڑے غم سے نکال دیتا ہے۔ تم بھی رونے کے بجائے دعا کیا کرو' دل کو سکون ملے گا اور اب ذرا اپنے گھربار کی بھی فکر کر لو۔ مامی سائیں کا کئی بار فون آچکا ہے۔ وہ اور ماما سائیں لینے کے لیے آرہے ہیں تمہیں۔"

"آپ انہیں منع کردیں۔ میں حویلی نہیں جاؤں گی' میں تو واپس ہاسٹل جارہی ہوں۔ میری پڑھائی کا بہت حرج ہو گیا ہے۔" وہ کھڑکی سے ہٹ کر الماری کھولے اپنی چیزیں نکالنے لگی۔

"تمہاری پڑھائی کی فکر اب صرف تمہیں ہی نہیں' اب تم سے زیادہ ماما سائیں کو بھی ہے۔ اماں نے ان سے وعدہ لیا تھا کہ وہ تمہاری تعلیم جاری رکھیں گے اور تمہارے لیے گاؤں میں اسپتال بنوانے کا ان کا خواب بھی پورا کرنے میں مدد کریں گے اور اب تم شہر میں ہی لاشاری ہاؤس میں باقی بیویوں کے ساتھ رہو گی اور وہیں سے کالج آیا جایا کرو گی۔ ماما سائیں تمہارے ہاسٹل رہنے کے حق میں نہیں ہیں۔ مامی نے خود کہی ہیں مجھ سے یہ ساری باتیں اور اب تم آرام سے کھانا کھاؤ۔ میں وسائی سے کہتی ہوں۔ وہ سمیٹ دے گی سب سامان۔" رئیسہ کمرے سے نکل گئیں۔ کونج نے ہاتھوں میں تھاما کپڑوں کا ڈھیر فرش پر پھینک دیا۔

☆ ☆ ☆

"بابا سائیں' رات تمہیں کال کرتے رہے۔ تم نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پک ہی نہیں کی۔ کدھر بزی تھے۔" اس کا فیورٹ چیئر آملیٹ ٹیبل پر رکھتے شہلا نے پوچھا۔

"اچھا... پتا نہیں' میں نے موبائل ہی چیک نہیں کیا۔ رات بہت دن بعد بکس لے کر بیٹھا تھا' تو سیل سائلنٹ موڈ پر کردیا۔ ایگزامز میں کم ٹائم رہ گیا ہے۔ سوچا کچھ پڑھ ہی لیں۔" اپنے آگے رکھی بریڈ چھوڑ کر اس نے زرین کی پلیٹ میں دھرے پراٹھے کا نوالہ توڑا۔ جس نے گھورتے ہوئے پلیٹ ہی اس کے آگے کھسکادی۔

"ماشاء اللہ... ماشاء اللہ... شکر ہے تمہیں بھی خیال آیا اسٹڈیز کا۔ نظر اتار لینا تھی اپنی۔" شہلا نے میٹھا سا طنز کیا۔

"آپ اتار دیں۔" وہ مزے سے زرین کا پراٹھا اڑا رہا تھا جو برے برے منہ بناتی سوکھے توس نگل رہی تھی۔

"تو بھلا ہم کیوں اتاریں' خیر سے تمہاری کنوار (دلہن) آجائے گی تو وہی اتارے گی ساری نظریں۔" بھاپ اڑاتی چائے کا کپ لیے آتی سندھل نے ٹھٹھا لگایا۔ جاذل نے ترچھی نظر سے دیکھا اور سر جھٹک کر پھر پلیٹ پر جھک گیا۔

"آج بابا سائیں اور بی بی جان آرہے ہیں' ان کا میسج ہے تمہارے لیے' شام کو اگر تم کہیں بزی بھی ہو تو اپنے سارے کام ترک کرکے ان کے ساتھ کونج کو لینے جاؤ گے رئیسہ کی طرف..." شہلا اپنا ناشتا بھی لے آئی تھی' کرسی سنبھالتے ہوئے بتایا۔

"سوری... شام میں تو بہت بزی ہوں' بالکل بھی ٹائم نہیں ہے' کسی بھی فالتو کام کے لیے اور جب بابا سائیں اور بی بی جان خود آرہے ہیں تو جہاں چاہے جائیں اور جسے چاہے لائیں۔" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کررہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسا کہ...

"میری بلا سے..."

"پھر تمہیں بابا سائیں کی بھی خبر ہے' اب اگر شام میں تم گھر میں نہ ہوئے تو وہ سخت ناراض ہوں گے اور الٹا ہم سب پر غصہ کریں گے کہ تمہیں روکا کیوں نہیں۔ ارے بھئی کیا کیا بہانے بنائیں گے ہم۔" سندھل نے اعتراض اٹھایا۔ وہ گرم گرم چائے کے دو گھونٹ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہانے کس لیے۔ جو بات ہے وہ بتادیں۔ وقت نہیں ہے میرے پاس... پہلے ہی فضول کی مصیبت کے باعث دماغ الٹ رہا ہے میرا اتنے دن اپنی اسٹڈیز پر توجہ نہیں کرسکا۔ اب اگر پڑھنا چاہ رہا ہوں تو پھروہی چخ لگارہے ہیں آپ لوگ اور ہاں پلیز ایک ریکویسٹ آپ تینوں سے ہے۔ بابا سائیں کی بھانجی آرہی ہے یہاں۔ جاذل لاشاری کی منکوحہ نہیں اور اگر کبھی بائے چانس سوہا کا اس سے سامنا ہوا تو آپ نے اس سے یہ ہی کہنا ہے۔ کم از کم اسے علم نہ ہو کہ وہ یہاں کس رشتے سے آئی ہے اور آنے والی کے کانوں میں بھی یہ بات ڈال دیجیے گا۔" وہ موبائل اور گاڑی کی چابی سنبھال کر اٹھا۔

"ہائیں... ہائیں یہ کیا بات کررہے ہو۔ ہوش میں تو ہو' کونج تمہاری بیوی کی حیثیت سے آرہی ہے اور اس گھر کی بہو بن کر۔ اب اتنی بڑی بات کو ہم کیسے چھپائیں گے' کسی سے' کہاں کہاں پردے ڈالیں گے ہم۔"

"ڈال لیجیے گا جیسے آپ سب نے اور بہت سی باتوں پر پردہ ڈالا ہوتا ہے۔ بالکل ویسے ہی' جیسے فہد کا رزلٹ اداامان سے چھپایا گیا اور دوبارہ پیپر کلیئر کروانے کے لیے بھاری فیس' سہیلی کی شادی کے لیے شاپنگ کا نام لے کردی گئی اور بالکل ویسے ہی جیسے ادا اسرار کے منع کرنے کے باوجود غزل کو اسکول ٹرپ پر مری بھیجا گیا۔ نانی کے گھر جانے کا کہہ کر اور بالکل ویسے ہی جیسے آپ میرے معصوم برادر ان کی ہی کمائی سے خریدی گئی چیزیں اکثر اپنے میکے کے نام سے پیش کرتی ہیں اور بالکل ویسے ہی..." اوکے' چلتا ہوں' وہ ایک خوب صورت مسکراہٹ ان کی نذر کرتا چلا گیا۔

"دیکھو بھلا چھورا تو صفا چریا ہوگیا ہے۔ باتیں سنی اس کی۔ ہائے بے چاری کونج پہلے ہی اتنے دکھ اٹھا چکی ہے نمانی اب یہ ظالم پتا نہیں کیا کرے گا اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ساتھ۔ ہائے ہائے کسی کے ایسے برے نصیب بھی نہ ہوں۔" سندھل ہاتھ مل رہی تھیں۔ ان کی ہمدردیاں جو کل تک اس کے ساتھ تھیں اب یک دم پلٹ کر کونج کی جانب ہو گئیں۔

"غزل کے اسکول ٹرپ پر جانے کا اسے کیسے معلوم۔" شہلا حیران سی بڑبڑا رہی تھی۔

"اڑے مجھے کیا خبر۔" سندھل کو غصہ آ گیا۔ الٹا ہاتھ لہرایا۔

"ہونہہ..... ! نخرے دکھا رہا ہے۔ خواہ مخواہ' بابا سائیں کے سامنے کرے نہ یہ باتیں تو وہ طبیعت درست کردیں اس کی۔ اب ہم گھر میں چلتی پھرتی کونج کو روح قرار دے دیں۔ ہم نہیں بتائیں گے تو کیا کوئی اور بھی نہیں بتائے گا اس کی سرچڑھی کو۔ خاندان والے آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم کس کس کے آگے ہاتھ جوڑیں گے۔ یہ زندگی ہے کوئی ڈرامہ تو نہیں"۔ شہلا کڑھی۔

"ویسے کتنا مزا رہے گا' میں نے ایسے ناول پڑھے ہیں۔ جس میں ہیرو کو ہیروئن پسند نہیں ہوتی اور وہ اسے بری طرح اگنور کرتا ہے اور آج کل تو ڈرامے بھی ایسے چل رہے ہیں۔ آپ نے عمیرہ احمد کا وہ ڈرامہ دیکھا' کیا نام ہے اس کا....." زرین اک نئی سوچ میں پڑ گئی۔ اس کے بچے ابھی بہت چھوٹے تھے اور ایسے کوئی سیکرکس نہیں تھے جن پر اسے پریشانی ہوتی۔ رہ گئی بات شوہر کی کمائی سے خریدی چیزیں میکے والوں کے کریڈٹ میں ڈالنے کی تو ایسا اکثر خواتین کرتی ہیں' اس میں برا کیا ہے۔ جیٹھانیاں اسے گھور رہی تھیں۔

"جب ڈرامے کا نام یاد آجائے تو شام کے کھانے کے بارے میں بھی سوچ لینا۔ آج کی کچن کی ذمہ داری تمہاری ہے۔" سندھل کرسی کھسکا کر اٹھیں اور اسے ہکا بکا چھوڑ گئیں۔

☆ ☆ ☆

لاشاری ہاؤس آج سے پہلے وہ کوئی دو بار آئی تھی' ایک بار تب جب ماما سائیں نے جدید طرز تعمیر کا یہ پیارا گھر خریدا تھا اور بی بی جان نے سارے خاندان کی دعوت کی تھی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ بہت چھوٹی تھی۔ بقول اماں' تب وہ نیا نیا چلنا سیکھ رہی تھی۔ ہاں دوسری مرتبہ اسے یاد تھا۔ وہ ادا اسرار اور شہلا کی شادی پر آئی تھی۔ بڑی بڑی کھڑکیوں والے کمرے اونچے سفید ستونوں اور کھلے والالان کے سرخ ٹائلز' کئی قسم کے پھولوں سے سجا سرسبز لان اسے مبہوت کر گیا تھا۔ وہ مسحور سی پورے گھر میں پھری تھی' پھر کئی راتوں تک اماں کے بازو پر سر رکھے ماما سائیں کے شہر والے گھر کو یاد کرتی رہی تھی اور اماں اس کی باتیں سن کر ہنستیں۔

"اللہ سائیں میری مٹھڑی کونج کو بھی ایسا پیارا سا گھر دے گا۔" یہ ان ہی کی دعا تھی جو منظور ہوئی۔

اور آج اتنے عرصے بعد عجب تھا کہ اسے یہاں آکر کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ لاشاری ہاؤس تو پہلے سے کہیں زیادہ نکھر گیا تھا۔ لیکن اس کا دل بالکل بجھا ہوا تھا۔ بی بی جان اور بابا سائیں کے ساتھ جازل لاشاری بھی اسے لینے آیا تھا۔ مگر اس کی شکل دیکھتے ہی کوئی بھی بتا دیتا کہ وہ دراصل آیا نہیں بلکہ لایا گیا ہے اور وہ بھی کافی تگ و دو کے بعد۔ تمام عرصے میں اس نے اک بار بھی نگاہ اٹھا کر کسی کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ نہایت فرماں بردار شاگرد کی طرح سر جھکائے اپنے سیل فون پر مصروف رہا۔ گھر آنے کے بعد سے وہ جو "میں بھی آیا" کہہ کر گیا تھا تو ہنوز غائب است..... ماما سائیں خوب تھک چکے تھے' وہ آرام کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے' بی بی جان بھی نماز کے لیے اٹھ گئیں۔ کونج اب بچوں کے گھیرے میں تھی۔

"چاچی تو کہیں سے بھی نئی دلہن نہیں لگ رہیں۔ کتنا ڈل کلر پہن رکھا ہے آپ نے۔ آپ کو پتا ہے چاچا سائیں کو برائٹ کلرز بہت پسند ہیں۔ انہوں نے تو کبھی ہمیں بھی اس طرح کے کلرز نہیں پہننے دیے۔ کبھی کوئی غلطی سے پہن بھی لے تو اسے اتنی باتیں سناتے ہیں کہ توبہ..... لگتا ہے آپ کو بھی ان سے ڈانٹ پڑ چکی ہے۔" اس کی مسلسل کم گوئی پر غزل نے تبصرہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیا تھا۔

"یہ تو اپنی شادی پر بھی اچھے سے تیار نہیں ہوئی تھیں۔ تب ہی تو اس دن چاچا سائیں کو بہت غصہ تھا۔ اتنی سادہ لہن کوئی اچھی لگتی ہے بھلا۔ وہ ادی سوہا ہے نا۔ اتنی تیار ہو کر آتی ہیں ادھر اور چاچا سائیں کی ان سے خوب دوستی بھی ہے۔ آپ بھی ویسی بن جائیں اچھی لگیں گی۔" مرک نے اپنی عقل اور گفتگو میں حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"اونہوں۔۔۔" پاس سے گزرتی شہلا نے بیٹی کو گھر کا۔ "بہت فضول بولتے ہو تم لوگ۔ چلو سب بچے اپنے اپنے روم میں جاؤ۔ اور زرین تم کونج کو اس کے کمرے میں لے جاؤ، بہت دیر سے بیٹھی ہے، تھک گئی ہو گی" اور زرین تو جیسے اس انتظار میں تھی، اس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو گئی۔ وہ اسے بتاتی بھی جا رہی تھی کون سا کمرہ کس کا ہے۔ جاذل کا بیڈ روم سیکنڈ فلور پر تھا۔ وہ دروازے کے باہر ہی رک گئی۔ "کیا میں اس فلور کے بھی سارے کمرے دیکھ سکتی ہوں۔" بڑی معصوم سی فرمائش تھی پھر زرین اس کو سارے کمرے دکھاتی رہی۔ کونے کا آخری کمرہ باقیوں کی نسبت چھوٹا تھا۔ فرشی نشست پھولدار قالین پر ڈھیر سارے کشن۔ اک دیوار میں شیلف تھے مختلف کتابیں، دوسری طرف کم اونچائی والے ٹیبل پر کمپیوٹر اور فائلیں دھری تھیں۔ سامنے کی دیوار میں فرنچ ونڈو، روشن ہوادار اور پرسکون جگہ۔ کونج کو یہ کمرہ بہت اچھا لگا۔

"یہ کمرہ کس کا ہے؟" اس نے زرین سے سوال کیا۔

"یہ کمرہ خاص کسی کے استعمال میں تو نہیں ہے، بس جس کا دل چاہے سکون سے کام کرنے کو تو ادھر آکر بیٹھ جاتا ہے، میں خود کبھی کبھار گھر اور بچوں سے گھبرا جاؤں تو ادھر آکر چپکے سے بیٹھ جاتی ہوں۔ گھنٹہ دو گھنٹہ کوئی ناول پڑھتی ہوں یا پھر کوئی مووی دیکھ لی تو دماغ فریش ہو جاتا ہے۔ تمہیں بھی اچھا لگا دیکھ کر۔"

"ہاں بہت۔ تو کیا میں بھی اپنی کتابیں یہاں رکھ سکتی ہوں۔ ایکچوئلی مجھے عادت ہے اکیلے پڑھنے کی تو۔۔۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور رکھو جہاں مرضی بیٹھ کر پڑھو۔ تمہارے لیے تو ہم سب کو بابا سائیں کی طرف سے خاص ہدایات جاری ہوئی ہیں کہ ان کی بھانجی پلس بہو کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہو سب اس کے آرام کا خیال رکھیں۔ جب تک وہ اپنی پڑھائی مکمل نہیں کر لیتی تب تک گھر کی کوئی ذمہ داری بھی اس پہ نہ ڈالی جائے۔ وہ خود سے اٹھ کر کوئی کام نہیں کرے گی۔ حتی کہ پڑھائی کے دوران اسے چائے پانی بھی ہم پہنچائیں تو بس پھر موج کرو تم۔ اب سے یہ کمرہ سمجھو تمہارا، کوئی تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا کرے گا۔ ہاں البتہ جاذل کی کوئی گارنٹی نہیں۔ وہ تو تنگ کرنے کے سارے حق رکھتا ہے ناں۔" زرین شرارت سے مسکرا رہی تھی وہ شیلف میں لگی کتابوں کی طرف یوں متوجہ تھی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

"اور یہ جاذل ابھی تک آیا نہیں پتا نہیں کدھر رہ گیا۔ خیر آ جائے گا اور سنو اس کا خصوصی دھیان کرنا کافی بگڑا ہوا ہے ہمارا شہزادہ۔ یہ نہ ہو کہ تم بس کتابوں میں ہی گم رہو۔" وہ مخلصانہ مشورہ دے رہی تھی۔ کونج کے لبوں پر اک بے نام سی مسکراہٹ پھیل کر معدوم ہو گئی۔

"اچھا اب اپنے بیڈ روم میں چلو جاذل آنے ہی والا ہو گا۔" اور اس نے سر ہلا دیا۔

کمرے میں تو وہ آ گئی تھی، مگر ایک کے بعد اگلا قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا۔ کمرہ اپنے مکین کے اعلا ذوق کا مظہر تھا۔ ہر چیز بہترین فرش کے قالین سے لے کے چھت کے فانوس تک ہر ہر شے اپنا مول خود بتا رہی تھی۔ محل سونے کا ہی کیوں نہ ہو اگر وہاں نوالے بھی سونے کے کھانے پڑیں تو زندگی کس قدر اذیت رساں ہو جائے گی۔ زندان کی دیواریں چاہے سنگ مرمر سے ہی کیوں نہ تراشی گئی ہوں وہ ہوتا تو پھر بھی زندان ہی ہے۔ پھر جہاں مکین ہی اپنا نہیں اس مکان سے کیا لینا دینا۔ ادھار کا سودا کتنے دن تک چلتا ہے آخر۔ نہ اس نے کسی سے قرض لیا تھا نہ کسی پر بار بننا تھا سو خاموشی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے اپنا سامان تلاشا جو دو بیگز پر مشتمل تھا اور ملازم اوپر ہی رکھ گئے تھے۔ ڈریسنگ روم کی الماری کی سائیڈ میں پڑے بیگز اسے جلد ہی مل گئے' ایک کتابوں سے بھرا تھا دوسرے میں کپڑے اور دیگر اشیائے ضرورت تھیں۔ اس نے کتابوں والا سوٹ کیس گھسیٹا اور اس کمرے تک لے آئی۔ شیلف میں اپنی کتابوں کی جگہ بناتے نظر ونڈو سے باہر پڑی تھی کھلے گیٹ سے گاڑی اندر آرہی تھی۔ اس نے جاذل کو اترتے دیکھا جو برابر والوں کے ٹیرس کی طرف دیکھتا بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ ہلا رہا تھا اور وہ کسے دیکھ رہا تھا اس میں یقیناً کوئی ابہام نہیں تھا۔ کونج نے لب بھینچ لیے اندر کہیں اک پن چبھی تھی۔ جھٹ کھڑکی کے پردے برابر کیے لپک کر دروازے کی کنڈی چڑھائی۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ کمر ٹکائے اکڑوں بیٹھ گئی تھی۔ اس نے تو نہ رونے کا قصد کیا تھا' لیکن آوارہ آنسو پلکوں کی باڑھ پھلانگتے رہے۔

☼ ☼ ☼

"ذمہ داری" کتنا بھاری لفظ ہے نا پھر جب اس کے ساتھ خواہ مخواہ بھی لگ جائے تو کتنا وزن بڑھ جاتا ہے اسے سب میں چھوٹا اور لاڈلا ہونے کا ہمیشہ ہی فائدہ ہوا تھا کہ اس کے سر پر کسی بھی طرح کا کوئی بوجھ نہیں تھا۔ وہ شروع ہی سے اپنی نیند سویا اور جاگا تھا۔ دل چاہا کھایا دل کہا تو رد کر دیا۔ اس کی اپنی مرضیاں تھیں' مگر اب تو جیسے اسے بابا سائیں نے آڑے ہاتھوں ہی لے لیا تھا ایک مصیبت کے پیچھے اتنی مصیبتیں ہوں گی اسے اندازہ نہ تھا۔ وہ جو یونیورسٹی جانے کے لیے صرف پندرہ منٹ پہلے بستر چھوڑتا تھا اب اسے پورے ڈیڑھ گھنٹہ قبل اٹھنا پڑ رہا تھا وہ بھی ان کی لاڈو رانی کا شوفر بننے کے لیے حد ہی ہو گئی یعنی کہ اب یہ اوقات رہ گئی تھی جاذل لاشاری کی۔ وہ بہت بھنایا بتیرے عذر بیان کیے شور و غوغاں کیا' مگر وہ بابا سائیں ہی کیا جو کسی کی سن جائیں۔

"کونج تمہاری ذمہ داری ہے اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھنا فرض عین ہے۔ تمہارے لیے تم اسے روز کالج چھوڑنے جاؤ گے اور لے کر بھی آؤ گے اور اس امر میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔"

"مگر بابا سائیں وہ کالج سراسر میرے روٹ کے الٹ ہے' میں نے بھی صبح یونیورسٹی پہنچنا ہوتا ہے' میں کیسے کروں گا مینیج۔" اسے تاؤ پہ تاؤ آرہے تھے بس نہیں چل رہا تھا سامنے ہی نظریں جھکائے بیٹھی اس "ذمہ داری" کو اٹھا کر کہیں پھینک آئے۔ جس کی وجہ سے اس کی پرسکون زندگی میں بھونچال آگیا تھا۔

"جوان جہان آدمی ہو۔ گھر بار بن گیا ہے۔ اب مینیج کرنا نہیں سیکھو گے تو کب کرو گے۔" ان کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔ وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

گندمی سی رنگت' تیکھے نقوش' متناسب قامت' سرو قد' کونج سے اسے کوئی ذاتی عناد نہ تھا وہ بے تحاشا خوب صورت نہیں تھی تو ایسی کم صورت بھی نہیں تھی۔ اس کے سادگی بھرے پیکر میں خاص تمکنت سی تھی۔ جاذل نے اس کی صراحی دار گردن کو اٹھا ہی دیکھا تھا آنکھوں میں ٹھہرا عجیب سرد سا تاثر اگر کچھ وقت پہلے وہ اس کی زندگی میں آئی ہوتی تو وہ ضرور اسے خوش دلی سے قبول کر لیتا' لیکن اب جب کہ وہ کہیں اور قول و قرار کر چکا تھا' سوہا رجب خان اس کی رگ رگ میں بس چکی تھی' اس سے الگ ہونے کا تصور ہی محال تھا۔ وہ تو اسے سب صاف صاف بتانے کا سوچے ہوئے تھا' مگر ایسا موقع ہی نہ آیا یا تاحال۔ کونج جس طرح اس سے چھپ رہی تھی لگتا تھا بھابھیوں نے اسے حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ جاذل نے سندھل سے پوچھ بھی لیا۔

"آپ لوگوں نے بتایا ہے کونج کو میرے اور سوہا کے متعلق!؟"

"تو بھلا ہم کیوں بتائیں گے اسے۔ وہ بے چاری پہلے ہی اتنی دکھی ہے ہم سے تو نہیں لگائی جائیں گی اس کے دل پر ضربیں' تم نے سوہا کو بتانے سے منع کیا تھا اور ہم نے رازداری برتی ہوئی اس پر بات کھلنے نہیں دی۔ باقی تمہارے جو قصے ہیں تم ہی نبٹاؤ۔" وہ صاف

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہہ گئیں اور وہ حیران و ششدر۔ پھر کونج کا گریز! اتنے دنوں میں وہ اس کے کمرے میں تو کیا سامنے بھی نہیں آئی تھی اور وہ خود تو بالکل بھی نہیں گیا تھا اس کمرے تک بھی۔ اب بابا سائیں نے دونوں کو آمنے سامنے لا بٹھایا تھا اک نئے تذکرے کے ساتھ۔ اب چاہے وہ سیدھا لٹکتا یا پھر الٹا۔ ذمہ داری تو بہر حال اسی کی تھی۔ پھر روز صبح وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر جانے لگی۔

☼ ☼ ☼

"ارے رکو... رکو... ٹھو... ٹھو..." چادر لپیٹے کتابیں سنبھالتی کونج ابھی کار سے چار قدم پیچھے تھی جب کھلے گیٹ سے سوہا بھاگتی ہوئی اندر آئی اپنے مخصوص حلیے میں بلو ٹائٹس پر پنک امبر ائیڈ شارٹ شرٹ پہنے گلے میں نام کا دوپٹا کہنی پر لٹکتا قیمتی بیگ دوسرے ہاتھ میں اسمارٹ فون۔

"ہائے سوئیٹو۔ ہاؤ آر یو؟" وہ بے دھڑک فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔ کونج اپنی جگہ ٹھٹک کر رک گئی۔

"فائن۔" جاذل لاشاری کے ہونٹ ہی نہیں آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔ اسے دیکھ کر۔

"ہیلو پڑھاکو گرل کیسی ہو تم؟" رخ ماہتاب اس کی طرف ہوا جو اسی کشمکش و پیچ میں تھی کہ آیا گاڑی میں بیٹھ جائے یا اب الٹے پیروں کھسک لے۔ چند دن پہلے آئی تھی وہ ادھر تو شہلا نے تعارف کروایا تھا وہی کہہ کر جس کی جاذل نے التجا کی تھی مکمل حوالہ کیوں نہ جتایا نہ شہلا نے وضاحت کی نہ کونج نے پوچھا۔

"ارے آجاؤ کونج تم تو وہیں بت بن گئی ہو یار۔ ایکچوئلی کیا ہے کہ کل سے میری گاڑی ورکشاپ پر ہے۔ مجھے آج یونیورسٹی جلدی پہنچنا ہے۔ بہت ضروری لیکچر ہے۔ پاپا سے ان کی گاڑی کی چابی مانگی تو انہوں نے صفاچٹ انکار کر دیا۔ میں نے تو فرینڈ کو کال کی تھی کہ مجھے پک کرتی جائے۔ بٹ تمہیں نکلتے دیکھا تو سوچا صبح سویرے تمہارے سفر کو خوب صورت بنا دیا جائے۔ کیوں ٹھیک کہا نا!" وہ شرارت بھرے تفاخر سے کہہ رہی تھی۔ جاذل نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر خم کیا۔

"زہے نصیب، جناب زہے نصیب۔ آپ کا یہ احسان بندہ تا عمر نہیں بھولے گا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ یوں ہی مائل بہ کرم رہیں اور میری ہر صبح حسین تر ہو جائے۔"

"اوہ شیور۔ آپ کی اس درخواست پر ضرور غور کیا جائے گا۔" سوہا بھی اسی کے سے انداز سے بولی پھر دونوں ہنس دیے۔ کونج طوہاً "کرہاً" پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھی۔

"سچ میں اگر ایسا ہو جائے ناں تو پھر تو میرا پیٹرول کا خرچ بھی بچے گا۔ اور اسی رقم سے میں مزید شاپنگ بھی کر لیا کروں گی۔" اس نے تو فٹافٹ پلان بھی ترتیب دے ڈالا جاذل کے ساتھ پیٹنے کی کسر رہ گئی۔

"اف۔ ایک تو تمہارا شاپنگ کا کریز سچ میں پاگل ہو تم لڑکی۔ کپڑے خرید خرید کر تم نے کوئی کنواں بھرنا ہے کیا؟ ہر ہفتے تو پورا ایک بورا خریدتی ہو تم' سالوں بعد ایک بار پہنے سوٹ کی باری آئی ہو گی۔ کیوں باپ کی محنت کی کمائی اجاڑنے پر تلی ہو۔ میری مانو تو ایک چادر خرید لو اچھا ٹوٹکا ہے اس کے بعد باقی کے سارے خرچے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔" بے اختیار بیک ویو مرر سے کونج کو دیکھا اتنی بڑی چادر کے نیچے وہ کس رنگ اور کس اسٹائل کا ڈریس پہنے ہوئی تھی اتنے دنوں میں وہ کچھ جان ہی نہیں پایا تھا۔ پیروں میں کینوس شوز' وہی ایک بلیک لیدر کا بیگ۔ جس میں سے موٹی موٹی کتابیں جھانک رہی ہوتی ہیں ایک ہاتھ میں نوٹ بک۔ یہ تھا اس کا حلیہ۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ چادر سے منہ ڈھانپ لیتی تھی' اب وہ کس رنگ کی لپ اسٹک استعمال کرتی ہے یا وہ بھی نہیں اندازہ ہی نہیں تھا۔ اور سوہا تو سراپا بہار تھی جسے دیکھتے ہی طبیعت ف ہو جائے ہر روز نئی خوشبو نیا رنگ' جو دیکھنے والی آنکھ کو نئی ترنگ اور سرور عطا کرے وہ اس کے مفت مشورے پر حسب توقع بھڑک اٹھی۔

"توبہ توبہ تم نے مجھے گوٹھانی (گاؤں کی رہنے والی) سمجھ رکھا ہے جو چادر لپیٹ کر پھروں۔" پھر ایک دم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے کوبج کا خیال آیا تو سر تھام بولی۔

"سوری یار تم مائنڈ مت کرنا۔" اور اس نے مائنڈ نہیں کیا تھا ہر انسان اپنے ماحول اور فطرت کے مطابق ہی الفاظ استعمال کرتا ہے لیکن وہ بولے بھی نہ رہ سکی۔

"چادر لپیٹنے والی ہر عورت گوٹھانی نہیں ہوتی اور نہ ہر شہری عورت چادر کے بغیر گھومتی ہے۔ چادر صرف وہ عورت لیتی ہے جسے اللہ توفیق دے۔" اس کا ٹھہرا سنجیدہ لہجہ جاذل نے ایک بار پھر بیک ویو مرر سے دیکھا۔

"یہ گلا سوٹ کررہا ہے تمہیں، کب لیا یہ ڈریس۔" وہ اس کا دھیان من پسند موضوع کی جانب موڑ چکا تھا اور اس کا دھیان، جو بار بار ٹوٹ رہا تھا۔

تقدیر بھی کیسی عجیب کتاب ہوتی ہے۔ ایک باب ختم ہوتے ہی نیا باب جاتا ہے اور اگلا پہلے سے زیادہ مشکل تر۔ زندگی تو درجہ بہ درجہ سبق پڑھانے پر تلی تھی۔ بہت سی اذیتیں جھیلی تھیں مگر اب جو آزمائش آپڑی تھی یہ بحر کن تھی اور تکلیف یہ کہ کوئی دیکھ سننے والا بھی نہ تھا وہ کہاں اپنا مقدمہ لے جاتی۔ وہ پچھلی سیٹ پر ایسے ہی بیٹھی تھی جیسے کوئی فالتو سامان پڑا۔ وہ اک دوجے میں مگن تھے یا نہیں بے تکلف مسکراہٹیں۔

پھر روز ایسا ہونے لگا اللہ جانے سوہا کی گاڑی ورکشاپ سے آچکی تھی یا ابھی تک وہیں تھی وہ روز صبح بھاگم بھاگ آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی۔ دونوں ہنستے مسکراتے رہتے جاذل پہلے اسے ڈراپ کرکے بقیہ سفر میوزک سے شغل فرماتا مگر اس دن سوہا کے اترنے کے بعد اس نے گاڑی اسٹارٹ نہیں کی۔ کوبج کے کان منتظر تھے کہ اب شور مچا کہ تب۔ اور شور تو مچا لیکن میوزک کا نہیں اس کی اپنی دھڑکنوں کا۔ وہ جو اپنے ہی دھیان میں تھی اس کے تلخی بھرے لہجے پر چونک اٹھی۔

"مانا کہ بابا سائیں نے محترمہ کی ڈرائیوری کا شرف بخش رکھا ہے۔ مگر مجھے بالکل ہی ڈرائیور نہ سمجھ لیا جائے۔ مہربانی ہوگی اگر آپ آگے تشریف لے آئیں تو۔" وہ اسی سے مخاطب تھا اتنے عرصے میں پہلی بات وہ بھی زہر بھری، کوبج چپ چاپ پچھلی طرف سے اتر کر آگے آبیٹھی۔

"نوازش۔" اس نے اسٹیئرنگ گھمایا۔ اور میوزک آن کرنا بھول گیا تھا شاید کئی خاموش لمحے ان کے درمیان سے بولتے گزر گئے۔

"بہتر ہوگا کہ تم کسی قریبی میڈیکل کالج میں اپنا مائیگریشن کروالو میرے اپنے بہت سے مسائل ہیں۔ میں زیادہ وقت تک یہ ڈیوٹی انجام نہیں دے سکوں گا۔" چند ثانیوں بعد وہ جھنجلایا ہوا سا کہہ رہا تھا۔ کوبج نے اک نظر اس کے بھرے بھرے سرخ چہرے کو دیکھا پھر سبھاؤ سے گویا ہوئی۔

"میرا یہ تیسرا سال ہے۔ میں وہاں اچھے سے ایڈجسٹ کرچکی ہوں۔ اب ایک دم سے کسی نئے ماحول میں جاکر پڑھنا مشکل ہوگا میرے لیے۔"

"اور جو مشکلات میرے لیے کھڑی ہوچکی ہیں ان کا کیا ہوگا اچھی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میری اپنی روٹین بے طرح ڈسٹرب ہو کر رہ گئی ہے۔ کئی کام ادھورے پڑے ہیں، میری اسٹڈیز متاثر ہورہی ہیں منہ اندھیرے اٹھنا پڑتا ہے آپ جنابہ کے لیے پھر واپسی کے لیے کلاسز بنک کرکے بھاگتا ہوں میں۔ اس ٹریفک کا جو حال ہے وہ بھی کسی سے چھپا نہیں۔ بیس منٹ کا سفر ایک گھنٹے پر محیط ہوجاتا ہے۔ اور جو سفر ہو ہی گھنٹے کا اس کا تو کہنے ہی کیا۔ میرا تو سارا دن ہی ڈرائیونگ کرتے گزر جاتا ہے۔ تھک جاتا ہوں حتیٰ کہ نیند بھی پوری نہیں ہوپارہی، اچھا مذاق ہے۔ میرے ساتھ جانے کس گناہ کی سزا ملی ہے۔" وہ تپا تپا سا جو منہ میں آیا بولے گیا۔ وہ لب بھینچے سننے پر مجبور تھی۔

اس میں غلط ہی کیا تھا سب سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ۔ من چاہا کام کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو کٹھن نہیں لگتا، نا چاہتے ہوئے تو ایک گلاس پانی کا بھرنا بھی تھکا دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں بھی سنا رہی تھیں تھکن کے قصے۔ اتنے دن جو وہ مروت نبھا گیا تھا تو یہ بھی بہت تھی۔ اگلی صبح آنکھیں ملتا ٹیبل پر پہنچا تو صرف زرین

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی کچن میں۔ جس نے اطلاع دی کونج تو کب کی چلی گئی کالج۔ "کہہ رہی تھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تمہیں آرام کرنے دیا جائے۔" اور اس نے یوں اطمینان سے ہاتھ جھاڑے گویا خس کم جہاں پاک۔ واپس روم میں آکر بیڈ پر گر سا گیا یعنی مزید ڈیڑھ گھنٹہ سکون سے سو سکتا تھا وہ۔

☆ ☆ ☆

بی بی جان کی کال آئی تھی۔ اس نے تو بڑی خوش دلی سے سلام کیا تھا لیکن وہ تو لٹھ پکڑے اس کی آواز کے ہی انتظار میں تھیں جو شروع ہوئیں تو اس کا منہ کھولنا محال ہو گیا۔

"بی بی... آں... ذرا... میں... یہ... اف... فیں... سنیں... وہ بار بار بولنے کی جسارت کرتا اور جھڑک کر چپ کروا دیا جاتا وہ تو مون سون کے بھرے بادلوں کی طرح بڑھے جا رہی تھیں۔

کی طرح بڑھے جا رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ عزت رکھی ہے تم نے ہماری۔ باپ کی باتوں کا بس اتنا ہی پاس ہے تمہیں۔ اڑے وہ بچی پندرہ دن سے بسوں ویگنوں کے دھکے کھا رہی ہے۔ غیر مردوں سے بھری گاڑیوں میں سفر کر رہی ہے۔ اور تم پڑے مزے سے اینڈتے رہتے ہو۔ تف ہے تمہاری غیرت پر۔ شاباش ہے اس نمانی پر بھی، روز بات کرتی ہوں اس سے اور اس نے ایک دن بھی مجھے تمہاری شکایت نہیں لگائی۔ وہ تو آج باتوں باتوں میں زرین نے مجھے بتایا۔ میرا تو مانو کلیجہ منہ کو آگیا۔ میری اولاد اور اتنی لاپروا جاذل پتّر ہم نے ایسی تربیت تو نہیں کی تمہاری۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔ خدا گواہ ہے تم نے بہت دل دکھایا ہے میرا۔ اب یہ نوبت آگئی کہ سراج احمد لاشاری کی بہو اور اس کے ساتھ غیروں کا سلوک۔ تمہیں کوئی مشکل تھی تو مجھے کہہ سکتے تھے میں کوئی اور انتظام کروا دیتی۔

کہاں ہے کونج میری بات کرواؤ، اس سے بھی تو پوچھوں جو وہ اتنی بہادر بنی پھر رہی ہے۔ تمہارے بابا سائیں کے علم میں یہ بات آگئی تو تم میں سے کسی کی خیر نہیں۔"

ان کا غصہ کسی طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ اور غصہ تو اسے بھی خوب آیا تھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کمرے تک گیا پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولا تھا۔ نوٹ بک پر لکھتی کونج ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ پشت دروازے کی جانب تھی لمبے کھلے سیاہ بالوں سے ڈھکی ہوئی، دوپٹا کچھ دور بے ترتیبی سے کشن پر پڑا تھا۔ وہ کبھی ادھر نہیں آیا تھا اور اب ایسے اندازے وہ بھی اس وقت۔ اس نے جھپٹ کر دوپٹا اپنی طرف کھینچا۔ بس چند ہی لمحے لگے اور گھنگھور گھٹائیں سبز پردے تلے چھپ گئیں۔ سارا فسوں غائب ہو گیا۔ وہ ہراساں اور استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ جاذل نے ہاتھ بڑھا دیا۔ کونج نے اس کی چوڑی ہتھیلی پر پڑے جدید سیل فون کو دیکھا پھر احتیاط سے اٹھا کر کان سے لگایا۔ بی بی جان اب اس کی کلاس لے رہی تھیں۔ وہ نہایت تابعداری سے ڈانٹیں وصولتی رہی۔ کبھی نچلا لب دانتوں میں داب لیتی کبھی مسکرا اٹھتی۔ اور جاذل نے پہلی بار اسے مسکراتے دیکھا اور پہلی ہی بار دیکھا کہ کسی کے دائیں گال سے آنکھ کے قریب پڑتا بھنور کتنا انوکھا سا لگتا ہے یا تو وہ غضب ناک تیور لیے تھا لیکن اب دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے حیران سا کھڑا تھا۔

"اس بار معاف کردیں۔ آئندہ خیال رکھوں گی آپ کو پھر کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی جی ٹھیک۔ اللہ حافظ۔" بات ختم ہو گئی کونج نے اس کی فرصت بھری محویت کو دیکھا کچھ ناگواری سے۔ سیل کمپیوٹر پر رکھ کر وہ دوبارہ سے لکھ رہی تھی۔ موتیوں سی لکھائی قلم چلتا جا رہا تھا پھر روانی میں کچھ کمی آنے لگی اور قلم ٹھٹک کر رک گیا۔ اس نے چہرہ اٹھایا جو صاف شفاف کسی بھی مصنوعی رنگ سے پاک دمک رہا تھا۔ چھوٹے سے نگ والی لونگ سے لشکارے پھوٹ رہے تھے اور گویا پوچھ رہے تھے۔

"اب تک گئے نہیں کھڑے کیوں ہو۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ عورت کا آدھا حسن اس کے بالوں میں ہوتا ہے لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ...."
جاذل بولتے بولتے رکا سیل فون اٹھا کر پاکٹ میں ڈالا اور جاتے جاتے کہہ گیا۔ "لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ اتنے لمبے بالوں والی عورت کو دیکھ کر ہمیشہ ہی چڑیل کا گمان ہوتا ہے۔" وہ تو کہہ گیا مگر وہ تادیر کھولتی رہی۔ یہ اور بات کہ اس رات پہلی ہی بار جاذل نے نیند میں بھی ایک چڑیل کو بھٹکتے دیکھا۔

☆ ☆ ☆

دو بیڈ رومز' باتھ' لاؤنج' اوپن کچن' گیلری جہاں دو کرسیاں ایک تپائی رکھنے کے بعد بمشکل اتنی جگہ بچتی کہ دو چار گملے رکھ لیے جائیں۔ یہ تھا وہ اپارٹمنٹ جو اب ان کا مسکن تھا۔

"لاشاری ہاؤس" میں بابا سائیں کی آمد اس روز بالکل اچانک ہی ہوئی تھی انتہائی سنجیدہ تیوروں کے ساتھ انہوں نے تو کسی کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا اور آتے ہی ان کے حضور جاذل لاشاری کی طلبی ہو گئی۔ اور پھر بند کمرے سے ان کے لہجے کی گھن گرج باہر آتی رہی۔ گھر کا گھر پریشان کہ ماجرہ کیا ہے اور عقدہ جلد ہی کھل گیا۔

کل اتفاقاً" انہوں نے خود بھی اپنے خوب صورت جوان بیٹے کو دیکھا جو پیاری بہو کو کار کے بونٹ پر بٹھائے آئس کریم کھلا رہا تھا تو ان کی کمزور بصارت بھی چکا چوند ہو گئی۔

اس حلیے کے ساتھ وہ کونج ہرگز نہیں ہو سکتی تھی اور وہ کونج تھی بھی نہیں۔ تو پھر وہ کون تھی اور وہ پہچان گئے بس تب سے ان کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔ وہ سارے شہر میں ان کی عزت کو بٹا لگائے پھر رہا تھا اور وہ اتنے بے خبر پھر تو انہوں نے وہی کیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔

"تم لاشاری ہاؤس کی باہر والی سڑک تو کیا تم مجھے اس علاقے میں بھی نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ تمہارا گھر بن چکا ہے اب سنبھالو اسے۔ اور دھیان رہے آئندہ تمہاری شکایت نہ ملے مجھے کہیں سے بھی۔" وہ سختی سے تنبیہہ کر گئے تھے۔ اور جاذل لاشاری نے صوفوں پر غصہ اتارا۔ دروازوں کو ٹھوکریں ماریں برتن پٹخے گیلری کے گملے توڑے کونج ایک کمرے میں دبکی تھر تھر کانپتی رہی صد شکر اس نے بروقت ڈور لاک کر لیا تھا ورنہ کوئی بعید نہیں۔ اب تک اس کا ہی سر پھوٹ چکا ہوتا۔ پھر خدا خدا کر کے طوفان تو تھم گیا لیکن اس نے ساری رات ایک بار پھر اکڑوں بیٹھ کر گزاری۔

☆ ☆ ☆

آج کل سر کھجانے کی فرصت نہ تھی۔ ٹیسٹ چل رہے تھے۔ کل فارماکولوجی کا ٹیسٹ تھا جو اسے سب سے زیادہ مشکل بھی لگتا' رات گئے تیاری کرتی رہی۔ جب ٹینشن کچھ کم لگنے لگی تو بھوک کا احساس جاگا گو کہ نیند بھی خوب آرہی تھی۔ لیکن پہلا احساس غالب تھا۔ وہ بڑی محتاط سی کچن تک آئی تھی نہایت آہستگی سے لائٹ جلائی مگر برا ہو۔ سنک پر چڑھ کر بیٹھے اس چوہے کا جس نے یک دم چھلانگ لگائی اور اس کے پیروں کے درمیان سے ہوتا ہوا لاؤنج کے صوفے تلے گھس گیا۔ کونج نے حتی المقدور چیخ پر قابو پایا لیکن مارے بوکھلاہٹ کے ٹیبل سے ٹکرائی تو کنارے رکھا گلاس گر کر اک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ رات کا سناٹا اور ایسی ہولناک آواز دوسرے بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور ٹراؤزر بنیان میں ملبوس جاذل عجلت میں باہر آیا۔

"کیا ہوا؟"

"وہ۔ وہ چ۔ چوہا...." آواز گلے میں پھنس گئی۔ رنگ اڑا ہوا تھا۔ معاملہ سمجھ میں آتے ہی بے اختیار جاذل کے حلق سے قہقہہ ابلنے کو تھا۔ مگر لب دبا لیے۔

"اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ چوہا! یعنی کہ صرف چوہا۔ جبکہ میرے خیال میں تو یہاں چوہوں کی پوری فوج کو ہونا چاہیے تھا' ہے نا؟" کچن پر اک طائرانہ نگاہ دوڑاتا وہ کہہ رہا تھا لہجے میں طنز کی آمیزش نمایاں تھی۔ جسے کونج نے بخوبی محسوس کیا۔ جب سے وہ ادھر شفٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہوئے تھے شروع کے دو چار دن اس نے کھانا بھی بنایا تھا۔ صفائی بھی برابر کرتی رہی۔ لیکن جب سے ٹیسٹ شروع ہوئے اسے ساری دنیا بھول گئی تھی۔ صبح اٹھ کر اپنے لیے ایک کپ چائے بنائی دو برتن دھوئے اور کالج کو روانہ ہو جاتی۔ یہاں آکر اسے جو فائدہ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ اسی بلڈنگ سے دو اور لڑکیاں بھی اس میڈیکل کالج جاتی تھیں جو اب یہاں سے آٹھ دس منٹ کی واکنگ ڈسٹینس پر تھا۔ اس نے پہلے ہی دن جاذل سے کہہ دیا کہ وہ اس کی طرف سے کسی بھی طرح کی پریشانی مول نہ لے۔ وہ خود آجا سکتی ہے دوسرے لفظوں میں وہ اس کا کوئی احسان نہیں لینا چاہتی۔ جاذل تو بابا سائیں کی وجہ سے متامل تھا مگر جب وہ اس کے بیدار ہونے سے بھی پہلے چلی جایا کرتی تو اس نے بھی منہ پر ہاتھ پھیر لیے۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں پھر پیچھے کچن میں غدر مچانے والا وہی تو ہوتا تھا جسے کالج سے واپسی پر وہ پوری جانفشانی سے سمیٹ لیا کرتی مگر اب کچھ دنوں سے گھمسان کا دن پڑا تھا وہ تو دو دن سے کالج سے ہی کچھ نہ کچھ لے کر کھا رہی تھی باقی دن تو یوں بھی ہوش بھولے رہتے۔ آج مجبوراً ''ادھر آنا پڑا تو یہ نئی افتاد۔ کونج نے ایک تیکھی نظر جاذل پر ڈالی اور بیٹھ کر کانچ سمیٹنے لگی۔

''ویسے تو بہت بہادر ہو۔ اور ایک چوہے سے ڈر گئیں۔ چچ۔ چچ۔'' اس نے اظہار افسوس کیا مسکراتے لبوں کے ساتھ۔ کونج ان سنی کر گئی۔

''مانا کہ تمہاری پڑھائی بے حد ٹف ہے لیکن محترمہ اب اس کے علاوہ بھی آپ کی زندگی میں کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ جنہیں سنبھالنا اور سنوارنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ آپ کا پڑھنا۔ اور جتنے تمہاری سمجھ داری کے ڈنکے بجے ہوئے ہیں اس کے بعد تو تمہیں ویسے بھی کسی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے اور جانتی ہو میں تین دن سے بھوکا ہوں شاید تمہیں کسی نے بتایا ہو اگر نہیں تو اب اچھی طرح ذہن نشین کر لو میں باہر کے کھانے نہیں کھاتا میں ہمیشہ گھر کا پکا تازہ کھانا کھاتا ہوں۔ لیکن جب سے تمہارے طفیل اس ڈربے میں آیا ہوں جہاں اور مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہاں پیٹ کی دہائیاں بھی سننا پڑ رہی ہیں' میں تو وہ ہوں جس نے کبھی خود سے اٹھ کر پانی کا ایک گلاس نہیں پیا تھا اور اب حالت یہ ہے کہ مجھے خود پکا کر کھانا پڑ رہا ہے اگر بی بی جان کو پتا چل جائے تاکہ تم ان کے لاڈلے پیارے راج دلارے بیٹے کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہو تو جانتی ہو کیسی کھنچائی کرے گی وہ تمہاری۔ اب جلدی سے سمیٹو یہ سارا کچن حد ہو گئی اتنی لاپروائی۔ جب تم صفائی نہیں رکھو گی تو اتنی گندگی کو چاٹنے کے لیے چوہے ہی آئیں گے نا۔'' جب وہ کچھ پکا نہیں رہی تو وہ خود بھی کچھ کھا رہی ہے یا نہیں۔ اس فکر میں پڑنے کی بجائے الٹا اسے خوب سنا کر فریج کے باکس میں سے آخری سیب بھی نکال کر دانتوں سے کھاتا اپنے روم میں چلا گیا۔ کونج کا دل چاہا تھا سمیٹے کانچ اس کے سر پر دے مارے مگر ہائے ری حسرت۔

''بی بی جان نے تو کہا تھا کہ گھر کے کاموں کے لیے وہ زلیخا کو بھیج دیتی ہیں۔ مگر یہ حضرت ہی تھے جس نے کہا۔

''ارے نہیں بی بی جان۔ زلیخا بھرے پرے ماحول میں رہنے کی عادی ہے وہ یہاں آکر پریشان ہو گی پھر ہم تو سارا دن گھر میں نہیں ہوتے اور ہم دونوں کا کام ہو گا ہی کتنا کونج سنبھال لے گی۔ آپ خود ہی تو کہتی ہیں آپ کی بہت سمجھدار بہو ہے تو کیا آپ کو اس پر بھروسا نہیں۔'' اور بی بی جان مطمئن ہو گئی تھیں۔ کونج کو غصہ آ رہا تھا کانچ ڈسٹ بن میں پھینک کر فریج کا جائزہ لیا۔ نہ انڈے نہ بریڈ۔ باکس کا بھی صفایا' نہ پھل نہ سبزیاں بس دو تین پانی کی ادھ بھری بوتلیں اور جوس کے خالی ڈبے اسے منہ چڑا رہے تھے۔ یعنی اب صرف صبر ہی ہو سکتا تھا اک ٹھنڈی آہ بھرتی وہ کچن سمیٹنے لگی تھی کہ جاذل کپڑوں کا ایک ڈھیر اٹھائے برآمد ہوا۔ ''یہ کام کر لو تو میرے کپڑے بھی پریس کر دینا ان کے علاوہ اس سے کہیں بڑا ڈھیر اندر دھونے والے کپڑوں کا پڑا ہے فرصت ملے تو ان کی فریاد بھی سن لینا اور کبھی اک نظر کرم میرے بیڈ روم پر بھی ڈال دینا یہ نہ ہو کہ کچن

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے بعد چوہوں کا اگلا پڑاؤ ادھر ہو جائے۔" وہ تپتی سلگتی بربڑا رہی تھی۔

"ہونہہ۔ رعب تو ایسے ڈال رہا ہے جیسے میں نوکر لگی ہو اس کی۔ اچھی مصیبت گلے پڑی ہے مشکل ہو گئی ہے میری' اف اماں جاتے جاتے کسی نافرمانی کی سزا دے گئی ہو مجھے؟" اور دروازے کے ساتھ لگا جازل ٹھوڑی کھجاتے ہوئے بغور اس کے ارشادات سن رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کہاں ہو؟"

"مت پوچھو بہت بزی۔"

"پھر بھی۔ شکل ہی نہیں دکھاتے۔ کیا بھائیوں نے گھر سے نکال دیا۔ تم تنگ بھی تو بہت کرتے تھے بھابھیوں کو۔ اتنی فرمائشیں تو وہ اپنے بچوں کی پوری نہیں کرتی تھیں۔ جتنی تمہاری۔ کل گئی تھی میں لاشاری ہاؤس شہلا بھابھی نے بتایا تم گاؤں گئے ہوئے ہو۔"

"آں؟ ہاں ہاں! وہ کچھ کام تھا بابا سائیں نے بلایا تھا۔"

"روز تمہیں دیکھنے کی عادت ہے اب اتنے دن گزر گئے۔ جیزی کب آؤ گے واپس بلیو می آئی مس یو۔"

"آئی مس یو ٹو جانم۔ میں خود تمہاری صورت کو ترس گیا ہوں میں آتا ہوں تو ملتے ہیں۔"

"کب تک؟"

"کہانا' جلد ہی آجاتا ہوں یار۔" وہ اپارٹمنٹ تک پہنچ چکا تھا۔ لاک کھول کر اندر آیا چابی وہیں دروازے کے پیچھے لگی کھونٹی پر لٹکا دی جہاں کونج کی چادر کی موجودگی بتا رہی تھی وہ آچکی ہے۔ چمکتا دمکتا صاف ستھرا لاؤنج سندھی بریانی کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ جازل کی بھوک چمک اٹھی۔ اسے اندازہ تھا اس نے کباب اور رائتہ بھی ضرور بنایا ہو گا وہ وہیں فٹ میٹ پر کھڑے کھڑے شوز اتارنے لگا پھر شوز ریک پر کونج کے جوتوں کے ساتھ ہی رکھتا صوفے پر آ بیٹھا۔

"نہیں ابھی۔" اس نے اصرار کیا۔

"اوہ یار۔ ابھی پاسیبل نہیں' کل ملتے ہیں نا۔ یوں کرتے ہیں میں تمہیں یونی سے...." دروازے پر ہوتی دستک نے جازل کا دھیان ہٹایا وہ بات کرتے ہی اٹھ گیا اور لاک کھول دیا۔ لیکن باہر موجود ہستی کو دیکھ کر ہاتھوں کے توتے تو کیا چڑیا کبوتر سب اڑ گئے۔

"تت۔ تم' یا' یہاں...." سیل ابھی بھی کان سے لگا تھا۔ تیکھے چتون سے گھورتی سوہا اسے ایک ہاتھ سے پرے دھکیلتی اندر گھس آئی۔

"یو چیٹو۔ کیا مسٹری ہے یہ' جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہو تم میرے ساتھ۔ ابھی تم نے کہا کہ تم گاؤں میں ہو' لیکن تم تو یہاں ہو کرتے کیا پھر رہے ہو تم۔ واٹ ہیپننگ۔"

"آں.... اوہ یار نہیں نہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں ہے۔ تم.... تم آؤ بیٹھو وہ میں گاؤں میں ہی تو تھا ابھی تو واپس آیا ہوں۔" وہ اک پل کو گڑبڑا گیا تھا مگر پھر بات سنبھال ہی لی۔

"واٹ ربش تم ابھی گاؤں میں تھے ابھی واپس آ گئے ہو کیا اڑ کر آئے ہو میں تمہاری گاڑی ہی دیکھ کر آ رہی ہوں اس کی حالت تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہی کہ وہ گاؤں سے ہو کر آئی ہے۔ تم یہ جھوٹ کیوں بول رہے ہو مجھے نہیں پتا' لیکن کچھ ہوا ضرور ہے' تم بہت دنوں سے مجھے ٹال رہے ہو لاشاری ہاؤس بھی نہیں آئے' وہ تو میں اتفاقاً" اس روڈ سے گزر رہی تھی تو تم پر نظر پڑی' تم اس اپارٹمنٹ میں کیا کر رہے ہو کب شفٹ ہوئے ہو اور کیوں' کیا ہوا ہے' مجھے کچھ بتایا کیوں نہیں۔"

"اوہو۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ ایکچوئلی کیا ہے کہ تمہیں بتایا تو تھا کہ ایگزامز کی ڈیٹ شیٹ آچکی ہے میں ذرا سکون سے تیاری کرنا چاہ رہا تھا۔ تو یہ اپارٹمنٹ کچھ دوستوں کے ساتھ شیئر کر رہا ہوں۔ کمبائن اسٹڈی کر رہے ہیں یوں اک دوسرے کی مدد سے اچھی تیاری ہو جائے گی۔" وہ عادی جھوٹا نہیں تھا' لیکن آج تو فٹافٹ بہانوں پر بہانے گھڑ تا وہ خود کو ہی شاباشی دینے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

لگا۔ سوہا کی آنکھوں میں تشکیک کے کانٹے کھبے تھے وہ کسی ماہر جاسوس کی طرح چاروں اور جائزہ لے رہی تھی۔

ایسا قرینے سے سجا اپارٹمنٹ ہر چیز صاف اور اپنی جگہ پر پھر پورے میں پھیلی تازہ کھانے کی اشتہا انگیز مہک۔ وہ لپک کر کچن کاؤنٹر تک گئی۔ دیگچی کا ڈھکن ہٹایا گرم گرم بھاپ بتا رہی تھی ابھی کوئی چولہا بند کرکے گیا ہے۔ سنک بھی گیلا تھا گویا برتن دھوئے گئے ہوں جب کہ جاذل تو ابھی آیا تھا تو پھر کون؟

"افوہ۔ تم کیا کر رہی ہو چھوڑو یہ سب۔ آؤ باہر چلتے ہیں ابھی کوئی دوست آجائے گا تو اچھا نہیں لگتا۔" جاذل اتنی دیر میں فٹ میٹ اٹھا کر شو ریک پر ڈال چکا تھا، لیکن کھونٹی پر لٹکی چادر غائب کرنا بھول گیا۔ وہ تو چابی لینے بڑھا تھا کہ بدقسمتی سے سوہا کی نظر اس پر ہی جا پڑی۔

"یہ۔ یہ۔ اگر میں بھول نہیں رہی تو یہ تمہاری اس کزن کی چادر ہے جس کا شہلا بھابھی نے بتایا کہ پھر سے ہاسٹل شفٹ کر گئی ہے، لیکن یہ چادر ادھر کہاں۔ تم ــــ تم ضرور میرے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے ہو جاذل لاشاری سب جھوٹ بول رہے ہو تم۔ قصہ کوئی اور ہے، ہے نا۔" وہ پوری قوت سے چلائی تھی اور جاذل نے سمجھ لیا کہ جس قیامت کی گھڑی کے آنے سے وہ ڈر رہا تھا وہ آچکی ہے۔ اب کوئی بہانہ کارگر نہ ہوگا۔ سچ بولے بنا گزارہ نہیں، مگر کن الفاظ میں جو کم سے کم تکلیف دہ ہوں۔ اسے اپنے ساتھ ساتھ سوہا پر بھی ترس آیا تھا، جو دیوانہ وار اس کے بیڈ روم کی طرف لپکی تھی جو ظاہر ہے خالی تھا، اس کے روکتے روکتے بھی وہ دوسرے روم کا دروازہ پورے زور سے دھکیل چکی تھی۔ کونج سب کام سمیٹنے کے بعد اتنا تھک گئی کہ یاتھ لے کر ایسے ہی کھلے گیلے بالوں کے ساتھ سو گئی تھی۔ ابھی بمشکل بیس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے اسے سوئے کہ یک لخت ایسی آفت۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور اپنے خدشے کو مکمل روپ میں دیکھ کر سوہا کے لب سل گئے۔ وہ پتھر کا بت بن گئی۔ کتنی ہی دیر وہ جنبش تک نہ کر سکی۔ جاذل سر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا پھر خشک حلق تر کرتا آگے بڑھا۔ "تم ادھر آؤ سوہا۔ بات سنو میری میں سب بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔"

"ہاتھ مت لگانا مجھے۔" سوہا نے اپنی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔ "تم جھوٹے، فریبی، دغاباز انسان۔ کیا بتاؤ گے مجھے، کوئی نئی کہانی گھڑ کر سنا دو گے۔ تم تو یہ اپارٹمنٹ دوستوں کے ساتھ شیئر کر رہے ہو نا تو کیا اسے بھی ان کے ساتھ شیئر کرنے کے لیے لائے ہو یہاں۔" وہ عالم طیش میں بے حد نازیبا لفظ استعمال کر گئی تھی جو جاذل کی سماعت پر تازیانہ بن کر لگے۔

"شٹ اپ۔ سوہا۔ جسٹ شٹ اپ۔ نکاح ہوا ہے ہمارا۔ بیوی ہے یہ میری۔" جو بات کہنی مشکل لگ رہی تھی وہ نہایت غصے میں آسانی کے ساتھ کہہ گیا۔ سوہا کے جسم سے رہی سہی جان بھی نکل گئی۔ اعتماد کا محل ایک ہی جھٹکے میں دھڑام سے نیچے آپڑا۔ وہ ملبے تلے دب گئی تھی دم گھٹ رہا تھا۔ وہ مر رہی تھی۔ قبل اس کے کہ گر پڑتی جاذل نے تھام کر قریبی کاؤچ پر بٹھایا۔ اور پھر وہ بہت دیر تک روتی رہی۔ چیختی رہی لڑتی رہی۔ جاذل صفائیاں دے دے کر ہار گیا۔ کونج گونگی تو ہو چکی تھی بہری بننے کی بھی کوشش کرتی رہی یہاں تک کہ باہر سناٹا چھا گیا۔

ہوتا ہے بہت درد ہوتا ہے جب محبت کی کھڈی پر چڑھا آرزوؤں کا سوت بری طرح الجھ جائے تو اسے سلجھاتے سلجھاتے پور پور میں تھکن اتر آتی ہے۔ وہ اس درد سے گزر چکی تھی اور جانتی تھی یہ کیسے ادھ موا کر ڈالتا ہے۔ اسے لگنے لگا کہ یہ اس کا درد ہے وہ بمشکل اٹھ کر دروازے تک آئی۔ جاذل دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں پھنسائے قافلے سے بچھڑے مسافر کی طرح لٹا پٹا سا بیٹھا تھا۔ گہری سوچ میں گم کونج نے پلکیں میچ لیں۔ وہ اسے اس حال میں نہیں دیکھ سکتی تھی اور اگر دیکھ لیتی تو پھر سہہ نہیں سکتی تھی۔

"میں نے تو بہت سمجھایا تھا ادی رئیسہ کو، سب کو کہا تھا کہ ماما سائیں سے کہیں اپنا فیصلہ واپس لے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیں۔ مجھے زبردستی شامل کیا گیا تمہاری زندگی میں اگر مجھے اماں کی زندگی کی آس نہ ہوتی تو بخدا میں کبھی راضی نہ ہوتی اس بے نام بندھن کے لیے، مگر افسوس کہ میری کوشش بے کار گئی۔ اماں تو پھر بھی نہ رہیں اور جب وہ ہی چلی گئیں تو اب میں خود کو ان کے وعدے سے آزاد سمجھتی ہوں۔ میں تمام عمر ایک ان چاہا بوجھ بن کر نہیں رہ سکوں گی تمہارے ساتھ بہتر ہو گا تم مجھے اپنی زندگی سے الگ کردو۔" جازل نے سر اٹھایا سلگتی سرخ آنکھوں سے گھورا۔

"میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ اوپر سے تم چلی آئی ہو مشورے دینے۔ اندر چلی جاؤ۔ بند کرو دروازہ اور سو جاؤ۔ اب نظر نہ آنا مجھے۔"

"جانتی ہوں میرا نظر آنا کتنا برا لگتا ہو گا تمہیں۔ تم صرف ماما سائیں کے ڈر سے مجھے برداشت کرنے پر مجبور ہو۔ زبردستی کے تعلق دیرپا نہیں ہوتے زندگی کو آزار بنائے رکھنے سے بہتر ہے کوئی فیصلہ کرلو۔"

"کیا چاہتی ہو تم اس وقت کیا فیصلہ کرلوں میں۔۔۔ ہاں۔۔۔ بولو۔۔۔" وہ غصے سے اٹھ کر آیا اور اسے پکڑ کر جھنجوڑ دیا۔ وہ بے توازن سی اس کے ہی سینے سے آلگی اور جیسے بس کوئی آسرا چاہیے تھا دونوں مٹھیوں میں اس کا گریبان بھینچے وہ بری طرح روتی بے ربط بول رہی تھی۔ جازل کے کچھ پلے نہیں پڑ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے سوہا کے ڈھیروں ڈھیر آنسو اپنی پوروں پر چنے تھے اور اب اس کے آنسو۔ اس کا سینہ بھگو رہے تھے۔ لفظ آنسو میں تو فرق نہیں تھا، مگر تعلق کی تاثیر الگ تھی۔ وہ اس کے جملہ حقوق اپنے نام محفوظ رکھتا تھا وہ اس کی اپنی تھی اور اتنے قریب کہ وہ ہاتھ بڑھا کر ان ریشمی گھٹاؤں کو سمیٹ سکتا تھا، جنہیں پہلی بار دیکھ کر جو خیال آیا تھا وہ اب بھی ہونٹوں کو مسکانے پر مجبور کر گیا۔ اور یک لخت اندر کی ساری کثافت اس کے آنسوؤں کے ساتھ ہی بہتی چلی گئی۔ وہ بھول گیا کس الجھن میں تھا یاد رہا تو بس اتنا کہ اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے وہ پوری شدت سے اسے بازوؤں کے حصار میں باندھ چکا تھا۔

☼ ☼ ☼

چھٹی کا دن ہونے کے باعث سڑک پر ٹریفک روز کی نسبت قدرے کم تھا، مگر اتنا بھی نہیں۔ مختلف النوع قسم کی گاڑیاں اک دوجے کے تعاقب میں بھاگتی جارہی تھیں۔ سب ہی کو منزل پر پہنچنے کی جلدی تھی اور منزل پر پہنچنے کی چاہ کسے نہیں ہوتی پھر کٹھن سفر کے بعد کی سرشاری کیسی ہوتی ہو گی وہ کیفیت جب گھنی چھایا تلے پڑاؤ ڈال کر مسافر ستاتا ہو گا۔ راہ کی ساری تھکن اتر جاتی ہو گی اور وہ مسافر جسے لگے منزل تک پہنچ کر بھی نہیں پہنچا کہیں راہ بھٹک گیا ہے اس کا کیا ہوتا ہو گا۔ اسے جنرل پیتھالوجی کے سب سوال بھول گئے تھے ٹیبل پر بکھری پڑی کتابیں بڑی دیر سے اس کی توجہ کی منتظر تھیں اور وہ مسلسل کرسی پر آگے پیچھے جھولتی اس معمہ کو حل کرنے میں مگن تھی۔

جازل کوئی گھنٹہ بھر پہلے بیڈ روم سے باہر آیا تھا اور ناشتے کے نام پر ایک گلاس میں جوس لے کر صوفے میں دھنس گیا، ٹی وی بھی آن کرلیا دوسرے ہاتھ میں سیل۔ بس تب سے جانے وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا یا بات کر رہا تھا یہ تو غنیمت تھا کہ کھلے ٹیرس پر باہر کا شور زیادہ آرہا تھا پھر شکر ہوا اندر سے آتی تکرار بھی تھم گئی۔ چند لمحوں بعد وہ کونج، کونج کی صدائیں لگاتا اس کے برابر والی کرسی پر آبیٹھا۔ اس کی کرسی ساکت ہو گئی۔

"ایک کپ چائے تو پلا دو یار۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کنپٹیاں دبا رہا تھا۔ کونج نے جھٹ پاؤں نیچے اتارے۔ سر پر دوپٹا جماتے کچن کی راہ لی۔ آٹھ دس منٹ بعد وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ رہی تھی بھاپ اڑاتی چائے کا ایک مگ، ایک پلیٹ کیک رس ایک گلاس پانی اور ایک عدد پین کلر۔

"اوہ۔ یو آر سو سوئیٹ۔ قسم سے تمہاری یہی ادائیں تو لے ڈوبی ہیں مجھے۔ تمہارے اندر اچھی بیویوں والی ساری خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ سب ٹھیک ہی تعریف کرتے ہیں۔ بس مجھے ہی ذرا دیر لگی تمہاری خوبیوں کو جانچنے میں۔ تم واقعی سمجھ دار ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور یہ کیا صرف ایک کپ تم ساتھ نہیں دو گی میرا۔" وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کتابیں سمیٹ رہی تھی۔ "کونج میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔ کیا ہوا ہے اتنی چپ کیوں ہو۔" جاذل نے اس کی گداز کلائی تھام لی۔ وہ اب بھی کچھ نہ بولی ہاتھ چھڑانے کی سعی ناکام کی اس نے گرفت اور کس دی۔

"پتا ہے نا پھوپھی اماں نے پوری دنیا میں اپنی لاڈلی کے لیے صرف مجھ پر اعتماد کیا تھا وہ خود تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے کر گئی ہیں۔ میں کیسے چھوڑ دوں؟" کونج مارے بے بسی کے دیکھ کر رہ گئی۔

"اف۔ ایسی ظالم نظروں سے مت دیکھو۔ دل بے ایمان ہونے لگتا ہے۔" وہ شوخ ہوا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تم ایمان دار ہو۔" وہ جل کر بولی ہی بڑی وہ دل کھول کر ہنسا۔ "اچھا جی یہ خوب کہی الزام وہ بھی مجھ پر۔ اتنے مہینوں میں نے شرافت ہی تو برتی تھی۔ پھر میں بے ایمان بھی ہوا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟" جاذل نے شرارت سے ایک آنکھ دبائی وہ سرخ چہرہ جھکائے کتابوں کی طرف متوجہ تھی۔ "اور خیر اپنی ہی چیز کو ہاتھ لگانا بے ایمانی نہیں ہوتی اور اف ایک تو یہ تمہاری کتابیں میں ان سے بڑا تنگ ہوں۔ تمہیں کہا بھی تھا کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو بندہ ان کتابوں سے ذرا باہر نکل آیا کرو۔ ایسا بھی کیا حواسوں پر سوار کر رکھی ہیں بالکل ہی دیمک بنی رہتی ہو ہر وقت۔ کچھ ٹائم اپنے لیے بھی نکالا کرو یار۔ خیال رکھا کرو اپنا خوش رہا کرو۔" وہ اسے کھینچ کر بٹھا چکا تھا۔

"کس بات پر۔" کونج کی سنجیدگی کا گراف اتنا ہی تھا بے اختیار پوچھا۔ "ارے بھئی اس قدر ہینڈسم شوہر ملا ہے تمہیں۔ یہ خوشی کیا کم ہے تمہارے لیے اور اپنے اتنے ڈیشنگ شوہر کے لیے تم ذرا سا مسکراتی بھی نہیں ہو۔ کنجوس لڑکی۔ مجھے تمہارے چہرے کا انوکھا سا ڈمپل بڑا دلفریب لگتا ہے۔ میں نے تو اپنے پورے خاندان میں ایسا ڈمپل نہیں دیکھا تم کہاں سے چرا لائی ہو چلو، مسکراؤ تھوڑا سا ہی سہی۔" وہ اسے گدگدا رہا تھا۔ کونج سمٹ کر پرے کھسک گئی مسکرائی وہ پھر بھی نہیں تھی۔

"تم تو سچ میں پکی چڑیل ہو۔ ہوا کیا ہے تمہیں میں نے تو منع نہیں کیا تھا اب اپنے لیے چائے بنا کر نہیں لائی ہو تو مجھ سے کیوں خفا ہو۔ چلو دونوں مل کر پیتے ہیں۔ ایک سپ میں ایک سپ تم۔" وہ مگ اس کی طرف بڑھا رہا تھا اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ماں نے کبھی مجھے کسی کے برتن سے کھانے نہیں دیا تھا۔ میری یہ عادت بے حد پختہ ہو چکی ہے میں کسی کا جھوٹا نہیں کھاتی۔"

"اوہ۔ تم نے تو میرا دل ہی توڑ دیا۔ کاش پھوپھی اماں زندہ ہوتیں تو میں ان سے درخواست کرتا کہ تمہیں سمجھائیں کہ میں اب کسی نہیں تمہارا شوہر ہوں اور میرا جھوٹا یا میرے برتن میں کھانے سے تمہاری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ ہماری آپس کی محبت بڑھے گی۔"

"جب محبت ہے ہی نہیں تو وہ بڑھے گی کیسے؟" وہ اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔ سامنے دیکھتے خود کلامی کے سے انداز میں بولی۔ جاذل ایک لمحے کو چپ کا چپ رہ گیا۔ پھر دوسرا سپ لے کر مگ رکھا۔

"جب ہم ایک ہو چکے ہیں اور اب یہ ساتھ زندگی بھر کا ہے تو پھر محبت بھی ہو جائے گی۔"

"تمہیں مجھ سے محبت کیسے ہو گی۔ محبت تو زندگی میں صرف ایک بار کسی سے ہوتی ہے اور وہ تم سوہا سے کرتے ہو۔" وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں کی سرخی کچھ اور بڑھ گئی۔ جاذل نے بے اختیار بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"میری اور سوہا کی محبت ہماری شادی سے پہلے کی ہے، وہ ایک الگ کہانی ہے۔ تم میری بیوی ہو، یہ یکسر الگ معاملہ ہے اور تم سے کس گدھے نے کہا کہ محبت زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے یہ تو ایک مرض ہے جو بار بار لاحق ہو سکتا ہے اور پھر کسی مرد کے لیے ایک سے زیادہ محبتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں اور تم کس مسئلے میں پڑ گئی ہو۔ ریلیکس رہا کرو اور مزے سے یہ چائے پیو۔ مجھے کچھ کام ہے میں شام تک آجاؤں گا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آج کے دن تو ریسٹ کیا کرو' پلیز یہ کتابیں رکھو اور کچن میں بھی مت گھسنا میں شام میں باہر سے ہی کھانا لیتا آؤں گا اور دیکھ لو تم میرے کہنے پر بھی مسکرائی نہیں ہو۔ میں تمہاری ایک مسکان کے لیے ترستا ہوا گھر سے جاؤں گا یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اچھی بیوی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ شوہر کی ہر بات کا مان رکھے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھی۔

"اور اچھے شوہر کا فرض کیا ہوتا ہے؟" وہ اب اسے دیکھ رہی تھی استفہامیہ نظروں سے۔

"تمہیں کچھ چاہیے تو بتاؤ میں لیتا آؤں گا۔" جاذل نے بازو اس کے شانے پر پھیلا کر ساتھ لگایا۔

"تم سوہا سے ملنے مت جاؤ۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے کہہ رہی تھی اور وہ سمجھ گیا وہ اس کی گفتگو سن چکی ہے وہ لاؤنج میں آکر کیوں بیٹھا وہ سخت پچھتایا۔

"افوہ۔ کونج کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ یہاں میں ہوں اور تم' اپنی بات کرو یار سوہا ہمارے درمیان نہیں ہے مجھے کچھ کام ہے باہر اور میں.....'"

"وہ ہمارے درمیان ہے آج سے نہیں ازل سے ہے مجھ سے جھوٹ مت بولو۔ مجھے صرف اتنا بتاؤ کیا تم اس سے شادی کرو گے؟" اس کے لہجے میں بچوں کی سی ضد تھی۔ جاذل نے چڑ کر کہہ دیا۔

"اگر میں کہوں ہاں تو.....؟"

"تو..... پھر میں کہوں گی مجھے چھوڑ دو۔" وہ بے دھڑک بول گئی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے کیوں ایسی بکواس کر رہی ہو۔ تمہیں چھوڑ دوں تاکہ بابا کی بندوق میرا بھیجہ نکال دے۔ تمہیں چھوڑ دوں تاکہ سارے خاندان کی لعنت اپنے سر لوں۔ تمہیں چھوڑ دوں تاکہ پھوپھی اماں کی روح قبر میں بے چین ہو۔ ٹھیک ہے مجھے بہت غصہ تھا جس طرح سے ہماری شادی ہوگی وہ سب ایک دم سے ناقابل قبول تھا میرے لیے۔ مگر کچھ وقت گزرا تو احساس جاگا یہ قدرت کا فیصلہ تھا۔ اور ہمارے بڑوں کی مرضی' تم میرے نصیب میں لکھی جا چکی تھیں۔ تم میرے لیے ہی تھیں۔ اب جبکہ میں اس بات کو سمجھ گیا ہوں۔ تمہیں تمہارا حق دے چکا ہوں پھر بھی تم کس قدر آسانی سے کہہ رہی ہو تمہیں چھوڑ دوں کیا تمہیں اپنے خاندان کے ریت رواج کا نہیں پتا۔ عورت جب کسی مرد کی ہو جاتی ہے تو پھر مر کر ہی اس کے گھر سے نکلتی ہے۔ چھوڑنے کا تو کوئی بھی تصور نہیں ہے ہمارے ہاں۔ ایک مرد کے لیے اس سے بڑی بے غیرتی اور کوئی نہیں سمجھی جاتی کہ وہ ایک عورت کو نہ قابو کر سکے۔ اور تم چاہتی ہو میں سارے زمانے کے طعنے سنوں۔ خبردار آئندہ تم نے منہ سے ایسی کوئی بات نکالی۔" جاذل کو ٹھیک ٹھاک غصہ آگیا بولتا چلا گیا۔

"اور تم چاہتے ہو کہ میں اس کے پنجرے میں قید تمہاری توجہ کے ذرا ذرا سے دانے چگتی رہوں جب یہ طے ہے کہ تم پورے میرے ہو ہی نہیں سکتے تو میں تمہارے ساتھ کیوں رہوں۔ مجھے آدھی ادھوری چیزوں سے نفرت ہے۔ تمہارا دل پہلے سے ہی آباد ہے۔ اب اس میں تم زبردستی میرے لیے جگہ بناؤ گے وہ بھی مجبوراً" "محبتاً" نہیں۔" پھر تم اسے اپنے گھر لے آؤ گے اور تب میری اوقات کیا ہوگی؟ اس کا بھی خوب اندازہ ہے مجھے۔ اور ایسے گھٹن بھرے ماحول کا سوچ کر ہی میری سانسیں تنگ پڑنے لگتی ہیں میں تمام عمر اس احساس کے ساتھ جیوں گی کیسے۔ ایسے جینے سے تو میرے لیے مر جانا بہتر ہے۔ نہیں رہ پاؤں گی میں تمہارے ساتھ۔ مجھے بچی کچی محبت' مجبوری کا تعلق نہیں چاہیے تم سے۔ کوئی طعنے نہیں دے گا تمہیں تم کہہ دینا لوگوں سے۔ وہ ہی تمہارے لائق نہیں تھی' نہیں رہ سکتی تمہارے ساتھ۔" وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی بنا سوچے سمجھے بولے گئی۔

"تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے تو خدا کے لیے میرا دماغ خراب مت کرو۔ تم نے پہلے بھی اس طرح کی باتیں کی تھیں۔ شادی کی پہلی رات سے ہی میں تمہارا رویہ دیکھ رہا ہوں تم مجھ سے چھپنے کی ہی کوشش کرتی رہی ہو۔ اول تو میں اسے تمہاری حیا سمجھتا رہا لیکن اب مجھے لگ رہا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ تمہیں مجھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے چھٹکارا چاہیے اور آڑ تم سوہا کی لینا چاہتی ہو۔ تم بتاؤ گی کہ اصل وجہ کیا ہے؟" وہ نہایت درشتی سے استفسار کر رہا تھا۔ کونج کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ ڈھیر سارا ملال اتر آیا۔

"قصور تمہاری سوچ کا نہیں مرد کی فطرت ہوتی ہی ایسی ہے۔ عادت ہوتی ہے اسے اپنے ہی آئینے میں دوسروں کا عکس دیکھنے کی۔"

"زیادہ بکواس مت کرو۔ وجہ پوچھی ہے میں نے وہ بتاؤ مجھے۔ نام بتاؤ اس کا۔ کون ہے وہ؟" جاذل کا غصہ دوچند ہوا۔ فلسفے سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھا وہ۔

"کس کا نام جاننا چاہتے ہو۔ محبت کو صرف محبت ہی کہا جاتا ہے کوئی اور نام نہیں ہے اس کا۔ اور چلو اگر تم ایسا سمجھ رہے ہو تو ایسا ہی ہے۔ تمہیں اگر سوہا سے محبت ہے تو مجھے بھی ہے کسی سے....." اور ابھی باقی کے لفظ نوک زبان تک نہیں آئے تھے کہ جاذل کا ہاتھ بے اختیار اٹھ گیا۔ کونج کو لگا کوئی آگ سی چہرے کو چھو گئی ہے۔ اس کی تنی ہوئی گردن دوسری جانب گھوم گئی۔

"سارے خاندان کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔ پڑھنے کے نام پر گل چھرے اڑانے جاتی ہو، مجھے کہہ دیا کہ میں خود کالج آ جا سکتی ہوں۔ اس لیے روکا تھا کہ تمہاری اصلیت نہ جان لوں کسی روز۔ یہ یہ کتابیں ہی ہیں نا، جن کے پیچھے تم گھر سے نکلتی ہو ان کا بہانہ لے کر تمہیں رہیں گی۔ اب یہ کتابیں تمہارے پاس۔ بہت سبق پڑھ لیے تم نے بس اب یہ سلسلہ بند۔" جاذل کا تو سچ میں دماغ الٹ گیا ایک ایک کتاب اٹھا کر گرل سے باہر پھینکنے لگا۔

کونج گال پر ہاتھ رکھے ششدر سی کھڑی تھی ایک دم ہوش میں آئی اس پر جھپٹ پڑی۔

"مت کرو ایسے۔ مت پھینکو میری کتابیں۔ تم ہوتے کون ہو مجھ پر پابندی لگانے والے؟"

"میں وہ ہوں جو تمہاری جان بھی لے سکتا ہے۔ تم نے جاذل لاشاری کی ابھی صرف نرمی دیکھی ہے۔ یہ تو تم اب دیکھو گی کہ وہ تمہارے ساتھ کرتا کیا ہے۔ تمہاری سانسیں تمہارے سینے میں تنگ کر دوں گا۔ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہارا خیال کیا جائے۔ میرے ذرا سے پیار کا فائدہ اٹھا کر جوتوں سمیت میرے سر پر چڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ تم میرے مقابل آئیں۔ بحث کی میرے ساتھ اور جو بکواس تم کر گئی ہو۔" "اب تم عمر بھگتنا اس کا بھگتان۔ تم اب گاؤں جاؤں گی رہنا آرام سے وہاں۔ سوگ منانا اپنی محبت کا اور ترسنا میری ذرا سی توجہ کو بھی....." وہ فیصلہ سنا کر جا چکا تھا۔ کونج زور زور سے روتی بول رہی تھی۔

"میری کتابیں لا کر دو، نہیں جاؤں گی میں گاؤں۔ نہیں رہنا ہے مجھ تمہارے ساتھ، نہیں اچھے لگتے تم مجھے۔ تم میرے نہیں ہو۔ تم سارے مرد ہوتے ہی ایک جیسے ہو۔ بے ایمان، آوارہ مزاج، خود غرض، مطلب پرست۔"

دروازے پر دستک ہو رہی تھی اور آنے والے بابا سائیں تھے۔ پیچھے ہی ان کا ڈرائیور موٹی موٹی کتابوں کا ڈھیر اٹھائے ہوئے تھا۔ کونج کے چہرے پر نشان تھے وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔ پانچویں فلور سے نیچے گرتی کتابیں انہوں نے خود دیکھی تھیں۔ اور جو دیکھ لیا تھا وہی کافی تھا۔ پھر تو جاذل کی لاکھ صفائیاں اور دہائیاں بھی کارگر نہ ہوئیں، تو بات یہاں تک پہنچی کہ گاؤں جانے کے لیے سامان کونج کے بجائے جاذل کا پیک ہو رہا تھا۔ کیونکہ کونج نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ "وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔" پھر جاذل نے بھی کہہ دیا۔

"اور جو تم چاہتی ہو وہ بھی میری زندگی میں نہیں ہو سکتا۔ اب تم میرے مرنے تک کا انتظار کرو۔"

✲ ✲ ✲

"کونج۔ کونج۔ ادھر آؤ۔ جلدی سے۔ یہ دیکھو۔" وہ بیڈ پر ڈھیر سارے کیچو پھیلائے بیٹھا تھا۔ مختلف ڈیزائن اور رنگوں میں۔ اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس کے بالوں میں لگا رہا تھا۔

"سب اچھے ہیں نا اور تمہارے بالوں میں تو اور خوب صورت لگ رہے ہیں۔ بس اس طرح بنا کر رکھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرو انہیں، اتنے حسین بال اور مجھ سے ہی چھپائے پھرتی ہو۔ ہاں میں نے کہا تھا کہ مجھے عورت کے لمبے بالوں کو دیکھ کر کیا گمان ہوتا ہے مگر اب ایسا بھی نہیں کہ میں تم سے ہی ڈر جاؤں۔ اتنا تو بہادر ہوں میں جو تمہیں جھیل سکوں۔" اس کی گھوریاں نظر انداز کیے وہ اپنی کہے جا رہا تھا۔

"کونج تم سادہ مزاج ہو اور تم پر یہ سادگی اچھی بھی لگتی ہے۔ مگر آج خود کو تھوڑا سا بدل کر دیکھو۔ یہ ڈریس پہن کر آؤ فٹافٹ۔ فار مائے سیک۔ پلیز اچھی بھلی صورت ہے تمہاری۔ مگر مجال ہے جو ذرا بھی خیال رکھتی ہو تم اپنا۔"

"ہر وقت کتابیں، ہر وقت کتابیں۔ ہٹاؤ انہیں، آؤ زبردست سی مووی دیکھتے ہیں۔ تمہیں اگر کوئی پسند ہے تو بتاؤ۔" وہ اسے کھینچ کر لاؤنج میں لے آتا۔ وہ متحیر سی دیکھتی جاتی۔ اندر کوئی ہلچل نہ مچتی۔ سب طرف اک سناٹا چھا جاتا۔ وہ ان کے تعلق کو مان چکا ہے۔ اسے عزت دے رہا ہے۔ بھرپور طریقے سے۔ یقیناً بہت بڑی خوشی تھی۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ خوش نہیں ہو پا رہی تھی۔ اسے بے حد عجیب سا لگتا۔

محبت تو محبت ہی ہوتی ہے نا۔ کوئی موسم تو نہیں نا کہ چار۔ چھ مہینے بعد بدل جائے۔ وہ کل تک کسی اور کے لیے بے چین تھا۔ اس کے علاوہ کچھ سوچتا نہ تھا۔ اسے وہ سب دیکھے منظر یاد آنے لگتے۔ سوہا کی بے تکلفی۔ جازل کی جذبے لٹاتیں نظریں اور اب کیا ہوا۔ وہ ناراض ہو گئی تو کیا سارے ربط ہی ختم کر ڈالے۔ کیا مرد کا دل ایسا ہی ہوتا ہے کسی پیالے کی مانند ایک مشروب گر جائے تو دوسرا بھر دو، کسی بھی رنگ کسی بھی ذائقے میں۔ یا پھر کچی مٹی کی اس دیوار جیسا جس کا ایک کونا جھڑ جائے تو تازہ مٹی کا لیپ کر دو اور وہ پھر ایک سی دیکھنے لگے پچھلا کوئی بھی نقش باقی نہ رہے۔ مگر پھر یہ بھید کھلا۔ وہ سوہا کو تو بھولا ہی نہیں تھا وہ تو منانے کی تگ و دو میں لگا ہوا تھا۔ وہ اکثر اسے سیل فون پر بھی مصروف دیکھتی۔ ایک روز بے دھیانی میں وہ اسے سوہا پکار بیٹھا۔ اور کونج کے پیروں سے سر تک آگ لگی۔ وہ اس کے وجود میں سوہا کو ڈھونڈتا تھا۔ اسے سوہا کے روپ میں ڈھالنا چاہتا تھا۔ وہ کوئی بے جان گڑیا تھی کہ اس کے من پسند رنگ میں رنگی جاتی۔ وہ کوئی موم کا پتلا نہیں تھی کہ وہ اسے اپنی منشا کے سانچے میں ڈھال کر دل بہلایا جاتا۔ وہ کوئی کھلونا بھی نہیں تھی جس سے وہ کھیل رہا تھا۔

وہ کونج تھی۔ جیتی جاگتی کونج۔ اس کی اپنی ایک منفرد شخصیت تھی۔ اس کی ذات کے اپنے رنگ تھے، جنہیں کسی بھی ملمع سازی کی ضرورت نہ تھی، وہ جو تھی مکمل تھی ہر طرح سے۔ اور وہ اسے بھی اپنے لیے ویسا ہی مکمل چاہتی تھی۔ مگر ستم تو یہ ہوا کہ وہ ملا بھی تو نہ ملنے جیسا، وہ پہلے سے ہی کسی اور کا تھا اس کے حصے میں آیا بھی تو ادھورا، بٹا ہوا۔ وہ ہمیشہ سے دیکھتی آ رہی تھی۔ آدھی چیز، آدھا بندھن، آدھا گھر، آدھی محبت کبھی بھی پوری خوشی نہیں دے سکتے۔ اسے سب یاد تھا۔ اماں کا راتوں کو تکیوں میں منہ دے دے کر رونا۔ دن کو اجڑی لاش کے جیسے رہنا۔ ان کی آنکھوں کے کنارے کبھی خشک نہ ہوتے۔ وہ اس ملزم کی سی زندگی گزارتی رہیں تھیں جنہیں عدالت نے بنا جرم کے ہی سزا دے ڈالی تھی۔ اور اس نے کتنا چاہا تھا کہ اس دکھ سے بچی رہے۔ اور اسی درد سے بچنے کو تو اس نے بارہا خود کو جھٹلایا۔ جھڑکا۔

جازل لاشاری وہ خواب تھا جو کم سنی میں ہی تارہ بن کر آنکھ میں اتر آیا تھا۔ اس کی معصوم عمر کی وہ خواہش جو اس کے ساتھ ساتھ پروان چڑھی، دل میں دیواروں سے لپٹی اس کے نام کی بیل خوب پھل پھول گئی تھی۔ وہ ہر رات محبت کی تسبیح پر فال نکالتی۔ وہ میرا ہے؟ وہ میرا نہیں ہے؟ اور دانے مکمل ہونے سے پہلے ہی گھبرا کر چھوڑ دیتی۔ اسے دھڑکے لگے تھے۔ اک دن تمام خدشے زہریلے ناگ بن کر اسے ڈس کے بیچ کا زہر پور پور نیلی کر گیا۔ اس نے اک اپسرا کے سنگ اسے دیکھا۔ اور اسی رات محبت کی مالا توڑ کر پھینک دی۔ وہ ہر رات دامن سے ایک ایک پھول جھاڑتی چلی گئی۔ محبت کے سب سوال صرف جفت عدد پر حل ہوتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہیں اگر محبت طلاق کے دائرے میں پھنس جائے تو سارا حساب بگڑ جاتا ہے۔

لیکن پھر ایک عجیب حادثہ ہوا جس نام کو اس نے دل کی تختی سے کھرچ کر مٹانا چاہا وہ ہی اس کی تقدیر کے ماتھے پر لکھ دیا گیا۔ وہ نہ خوش ہو سکی اور نہ ہی ناخوش ہو پائی۔ مگر جب لگا کہ اب یہ بندھن اسے بھی ایک مجبور عورت کے قالب میں ڈھال دے گا تو وہ بدک گئی۔ اگر وہ ہو تو صرف اس کا ورنہ آدھا جاذل لاشاری تو اسے سونے کا بھی قبول نہیں۔ اور سب نے اسے ہی قصوروار ٹھہرایا تھا۔

"میں نے تو پہلے ہی سمجھایا تھا کہ اس کا دھیان کرنا' ارے مرد چائے کے اس کپ کی طرح ہوتا ہے جس میں جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا ہو جائے اور یہ تو اب تمہارے اپنے ہاتھ میں تھا جب وہ تمہیں مان دے چکا تھا تو تم سمجھداری سے کام لیتیں۔ اسے اپنی محبت کے دام میں الجھا لیتیں۔ اس کی پہلی بیوی تو تم ہی ہو نا اب چاہے دس سوہا اور آجائیں جو تمہاری جگہ ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ تم اسے کچھ وقت تو دیتیں۔ تم نے تو بنی بنائی بات ہی بگاڑ دی کونج۔" زرین بے حد متاسف تھی۔

"مرد کے گریبان اور انا پر کبھی ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے کونج۔ اچھا نہیں کیا تم نے۔ ارے وہ جھوٹا ہی سہی مگر پیار تو دے رہا تھا نا تمہیں۔ اپنی غرض سے ہی سہی مگر خیال تو رکھ رہا تھا تمہارا' ورنہ تو جتنا وہ سوہا کے لیے رنجیدہ تھا مجھے تو اتنے کی بھی امید نہیں تھی۔ تم خود اس کے لیے اتنی اچھی بن جاتیں کہ وہ پھر کہیں دیکھنے لائق نہ رہتا۔ ہائے۔ ہائے بہت ہی بے عقلی دکھائی تم نے!" سندھل نے بھی سخت سست سنائیں۔

"شرم آرہی ہے۔ تم ہماری وہ بہن ہو جس کی تربیت اماں نے سب سے بڑھ کر کی۔ تمہارے لیے انہوں نے کتنے خواب بنے۔ جس شوہر کے سامنے وہ زبان نہیں کھولتی تھیں جس سے اپنے لیے کبھی کچھ نہ مانگا اس کے پاؤں پڑ کر تمہاری قسمت مانگی کیا کیا نہ کہا انہوں نے تمہارے لیے۔ اور تم ان کے اس فیصلے کی لاج نہ رکھ سکیں۔ تم نے تو ہمارا سب غرور خاک میں ملا دیا کونج۔ سارے خاندان میں ذلت کروا دی۔ ہم تینوں کا سر اپنے اپنے سسرال میں جھک گیا ہے سب تھو تھو کر رہے ہیں۔ کیا اماں نے تمہیں اس دن کے لیے اتنی تعلیم دلائی تھی اس لیے پڑھایا تھا کہ ان کے ہاتھوں کے جوڑے گئے رشتے کا پاس بھی نہ رکھو۔ چار دن تم شوہر کے ساتھ نبھا نہ کر سکیں۔ ایسی دیدہ دلیری۔ کس برتے پر تم نے کہا یہ سب۔ پیچھے کون سا باپ اور بھائی بیٹھے ہیں تمہیں سنبھالنے کے لیے۔ تمہارا مقدمہ لڑنے کے لیے۔ کیوں کیا تم نے ایسا۔ پھر کیا تم نے اپنی بہنوں کو نہیں دیکھا کن کن حالوں میں گزارہ کر رہی ہیں وہ شمسہ اپنے شوہر کی دوسری بیوی ہے' پھر اس کا میاں آج کل تیسری کے چکروں میں گھوم رہا ہے۔ کیا تمہارا دکھ اس کے دکھ سے زیادہ تھا؟ پھر میرا شوہر اتنی عمر کا ہو گیا ہے ہر دو ماہ بعد اس نے اپنی سیکریٹری بدلی ہوئی ہے اور کیوں؟ کیا مجھے علم نہیں؟ میں سب جانتی ہوں لیکن واویلا نہیں کر سکتی کیونکہ اس سے میری اپنی زندگی ہی پر حرف آئے گا مرد تو اپنی خصلتوں سے نہیں باز آتا۔ بلکہ گھر کی عدالت کا شور اس کے اندر کے شوق کی آگ کے لیے ہوا جیسا ہوتا ہے جو اسے اور بھڑکاتا ہے۔ آگ کو آگ نہیں کاٹتی۔ آگ کو ہمیشہ پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ تم نے اپنی ماں کو نہیں دیکھا تھا کیسے صبر سے رہیں وہ۔ تم نے ان سے سبق کیوں نہیں سیکھا کونج۔" رئیسہ رو دینے کو تھیں۔

"کیوں سیکھتی میں ایسا سبق ادی۔ کیوں؟ کیا دیا تھا اماں کو اس صبر نے۔ وہ صبر نہیں تھا وہ ظلم تھا جو وہ اپنی ذات پر کرتی رہیں۔ وہ گھٹ گھٹ کر مرتی رہیں۔ ہمارا باپ ان کی آنکھوں کے سامنے دوسری عورت کو خوشیاں لا لا کر دیتا تھا اور وہ دیکھ دیکھ کر صبر کے جام بھر بھر کے پیتی تھیں۔ کاش کہ وہ کوئی صدائے احتجاج بلند کرتیں۔ زخم میں پیپ بھر جائے تو اسے چیرا لگانا پڑتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں اندر ہی رہ جانے والا مواد زہر بن جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے انہیں لمحہ لمحہ کی موت مرتے ہوئے۔ اور مجھے ان جیسی موت نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مرنا۔"

"لیکن تمہیں تو جاذل سے محبت تھی نا کونج اور محبت تو بڑے بڑے صحرا پار کروا دیتی ہے اور تم پہلی ہی راہ پر تھک کر گر گئیں۔" رئیسہ اس کی واحد رازدار تھیں خوب جانتی تھیں اس کے خوابوں کے رنگ اور وہ ہنس دی۔ عجب زخم خوردہ سی ہنسی۔

"محبت؟ محبت تو جینا سکھاتی ہے نا ادی۔ میں اس محبت کا کیا کرتی جو مجھے موت بن کر ڈرانے لگی تھی۔ شاید میں بہت بزدل ہوں مجھے بری موت مرنے سے ڈر لگتا ہے۔ میں اسے اپنے جیتے جی کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ نہیں سہہ سکتی میں۔" وہ سسک رہی تھی اور یہ سسکیاں تو اب سینے میں سانس کی طرح آتی جاتی تھیں۔ اس نے جلتی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ رخساروں پر اک لکیر تسلسل سے بہہ رہی تھی۔ اس کے ساتھ رہ کر رونا برا لگنے لگا تھا تو اس سے بچھڑ کر بھی ہنسی کھو گئی تھی۔ مسکرائے تو کتنے ہی دن گزر گئے تھے۔ اس کی فرمائش یاد آنے لگی۔ دروازے پر کھٹکا ہوا تھا۔ کونج نے دوپٹے سے گال رگڑے۔

"لو جی آپ تو ابھی تک بستر میں ہو، میں تو سمجھی تیار ہو رہی ہوں گی۔ کالج نہیں جانا کیا۔" زلیخا لوازمات سے بھری ٹرے ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔

"جانا ہے بس اٹھ رہی تھی۔ تم ناشتا جلدی ہی لے آئی ہو میں نے تو ابھی منہ بھی نہیں دھویا۔" کونج اٹھ بیٹھی اور بال سمیٹنے لگی۔

"اوہوں۔ رہنے دو ناں پتا ہے صبح صبح تم ان بکھرے بالوں کے ساتھ کیسی لگتی ہو۔" وہ شرارت بھری آنکھیں اسے دیکھ رہی تھیں سرگوشی قریب ہی ابھری۔ کونج کے ہاتھ پہلو میں گر گئے۔

"اف۔ ایک تو یہ سرگوشیاں۔ زندگی محال کیے دے رہی تھیں۔ وہ سر جھٹک کر بیڈ سے اتری۔ اور اگلے ہی قدم پر لڑکھڑا گئی سارا کمرہ اندھیرا ہو گیا۔

"بسم اللہ۔" زلیخا پاس ہی کھڑی تھی بروقت سنبھالا دیا۔

"رات بہت دیر تک جاگنا پڑ رہا ہے۔ آج کل تھک جاتی ہوں۔ صبح اٹھتی ہوں تو چکر سا آجاتا ہے۔"

"کب سے ہو رہا ہے ایسا؟" زلیخا اس کے ہاتھ پیر مل رہی تھی۔ بغور پیلی پڑتی رنگت دیکھی۔

"دو چار دن سے۔ پڑھائی کا برڈن کم ہو گا تو ٹھیک ہو جاؤں گی خود بخود۔" وہ پھر سے ہمت کر کے اٹھنے لگی۔

"ہو سکتا ہے آپ کی بات ٹھیک ہو۔ لیکن میں خود کئی دن سے آپ کی حالت دیکھ رہی ہوں۔ سوچا تھا آپ سے بات کروں پھر خیال آیا آپ تو خود ڈاکٹر ہو زیادہ سمجھ دار ہو۔ بہتر سمجھ سکتی ہو اپنی طبیعت کو۔ میں تو دعا کرتی ہوں۔ اللہ سائیں آپ کی جھولی بھر دے۔ آپ کو خوشیاں دے آپ اور چھوٹے سائیں ایک ساتھ رہیں خوش باش ہمیشہ کے لیے۔" اور کونج ساکت رہ گئی تھی۔ اس کی قسمت نے ایک بار پھر اسے حیران کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"ادی مجھے آپ کی ضرورت ہے۔" اگلے ہی دن وہ گھبرائی ہوئی سی رئیسہ کو کال کر رہی تھی۔

"کیوں اب کیا کر بیٹھی ہو۔"

"ادی خدا کا واسطہ ہے۔ بس کریں۔ مت کریں اتنے طنز۔ میں بہت اکیلی ہوں۔ ڈر لگ رہا ہے مجھے۔"

"اب تمہیں احساس ہوا ہے اپنے اکیلے پن کا؟ سنا ہے وہ ماما سائیں سے اپنا رشتہ لے جانے کی ضد کر رہا ہے۔ دیکھو کب مانتے ہیں وہ اس کی۔ ویسے جب تم نے منع کر دیا ان کے ساتھ رہنے سے۔ پھر کہیں تو کریں گے وہ اس کی شادی۔" اس کے اعصاب پہلے ہی شکستہ ہو رہے تھے رئیسہ نے مزید دھکا دے ڈالا۔ وہ بولنے جوگی نہ رہی سارے لفظ کھو گئے کیا کہنا ہے۔ کیا بتانا ہے سب بھول گیا۔

"اب کیوں چپ لگ گئی اب بھی بولو۔ چیخو زور سے کہو اسے جا کر۔ پہلے تمہیں آزاد کرے پھر کرے دوسری شادی، تم نے آخر اس سے ایسا کیا کہہ دیا ہے کونج جو اب وہ یہ کہتا ہے کہ نہ تمہیں رکھے گا نہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

چھوڑے گا۔ تم نے ایسی سزا کیوں اپنے سرلی۔"

"ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔ وہ کر لے دوسری شادی۔ میں تو اس کے لیے پہلے بھی گلے پڑی مصیبت تھی۔ مجھے نہ رکھے وہ، لیکن میں اسے چھوڑنے کا حق رکھتی ہوں اور میں تو اس کی کوئی نشانی بھی سنبھال کر نہیں رکھوں گی۔ ختم کردوں گی میں اسے۔ جب اسے مجھ سے کوئی انسیت نہیں تو میں کیوں اٹھاؤں اس کے لیے اتنے درد۔" وہ یک دم ہوش میں آتی جنونی سی ہوگئی۔ ادھر رئیسہ کو جھٹکا لگا۔

"کیا کہہ رہی ہو کونج۔ کیسی نشانی؟"

ہاں ادی۔ جب وہ میرا ہو ہی نہیں سکتا تو مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس کی اولاد پیدا کروں۔ کل کو اس کی اولاد بھی باپ جیسی خود غرض اور وفا سے خالی ہوئی تو..... اور اگر وہ بیٹی ہوئی تو؟ نہیں۔ نہیں مجھے اک اور کونج کو دنیا میں نہیں لانا۔ اماں نے بھی تو ہم بیٹیوں کی وجہ سے اتنے دکھ اٹھائے ہوتا ان کا بیٹا تو مجال تھی بابا کی جو انہیں کچھ کہہ جاتے۔ یہ ہم ہی ہیں جن کی خاطر اماں نے تڑپ تڑپ کر عمر تمام کردی۔ ہم نے مجبور کیے رکھا انہیں، جو وہ اس در سے ہل نہ سکیں۔ اور مجھے کوئی مجبوری پالنے کا شوق نہیں۔ مجھے مارنے کے لیے اور دکھ کم ہیں کیا جو میں اور سامان کرلوں اپنے لیے۔ آپ سب تو مجھے ہی غلط کہتے ہو۔ ہاں میں ہوں بری۔ برا بننا پڑا۔ آپ سب جتنا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔ وہ میرے پاس ہو کر بھی کسی اور کو سوچتا رہتا اور رواویلا بھی نہ کرتی۔ اور میں کس اس پر صبر کرتی۔ اگر میں اس کے ساتھ رہ کر اسے مجبور کرکے آمادہ کر بھی لیتی کہ وہ اس سے شادی نہ کرے تو کیا گارنٹی تھی اس بات کی کہ وہ اس کے دل سے بھی نکل جاتی۔ نہیں وہ اس کے دل سے نہ جاتی بلکہ اسے اندر سے کھنڈر کردیتی اور مجھے رہنے کے لیے ایک کھنڈر ہرگز نہیں چاہیے تھا۔ میں بھی ایک عورت ہوں۔ ایک مکان میرا بھی خواب ہے۔ اور ایسا مکان جو پورا میرا ہو۔ چاہے وہ مٹی کا ہی ہوتا پر میرا تو ہوتا۔ لیکن میرے بخت کہ سب خواہشیں ادھوری رہ گئیں۔ وہ یقیناً" رو رہی تھی۔

رئیسہ کو اس کے دکھ کو پوری طرح محسوس کرسکتی تھیں۔

"کونج میری گڑیا! دیکھو تم اپنا بہت سارا خیال رکھو۔ تم کوئی بھی ٹینشن مت لو۔ اور تم کوئی بے وقوفی ہرگز نہیں کروگی۔ تم حوصلے سے کام لو۔ وہ تمہارا ہے۔ تم اس کے بچے کی ماں بننے والی ہو وہ تم سے دور نہیں ہوسکتا۔ بچے تو ماں باپ کے درمیان پل بن جاتے ہیں۔ تعلق کو مضبوط کردیتے ہیں۔ تم دیکھنا تمہارا بچہ بھی خوشیاں لے کر آئے گا تمہارے لیے..... کونج..... کونج۔" وہ پکار رہی تھیں۔ مگر وہ سن ہی کہاں رہی تھی۔ لائن کٹ چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ بڑے سلیقے سے فورک پر اسپیگھٹی میرینارا لپیٹ لپیٹ کر رغبت سے کھا رہی تھی۔ اور حسب عادت اتنی ہی روانی سے زبان بھی چل رہی تھی۔ جبکہ وہ نہ قصہ سن پارہا تھا نہ ہی کھا رہا تھا اس کا دھیان کبھی دائیں جانب ہوتا اور کبھی بائیں۔ اور ایسی بے چینی کیوں ہورہی تھی وہ خود حیران تھا۔ وہ سوہا کے ساتھ پہلی بار تو کسی پبلک پلیس پر نہیں آیا تھا وہ تو بارہا آچکے تھے۔ ہمیشہ کی طرح سوہا آج بھی نک سک سے تیار تھی۔ اس نے اپنے فیورٹ ڈیزائنر کی بہت دلکش ٹیل فراک زیب تن کررکھی تھی جالی دار ہاف سلیوز میں سے نمایاں ہوتے بے داغ سفید بازو راج ہنس کے پروں سے دمک رہے تھے۔ اک کندھے پر پڑا شان بے نیازی سے جھولتا شیفون کا باریک دوپٹا اس کی خیرہ کرتی نسوانیت کو چھپانے سے قطعی طور پر عاجز تھا وہ اپنے دلربا سے روپ کے ساتھ ہر آنکھ کو متوجہ کررہی تھی اور یہی چیز جازل کو بری لگ رہی تھی بے اختیار ہی اک سیاہ چادر یاد آگئی۔ کتنا جھنجلایا تھا وہ اس کے طرز عمل پر۔ جب بہت اصرار کے بعد صرف ایک بار وہ اس کے ساتھ ڈنر کے لیے نکلی تھی۔

"میں روز نہاتا ہوں۔ اچھا سا پرفیوم بھی لگاتا ہوں کیا پھر بھی تمہیں مجھ سے بو آتی ہے؟" وہ باہر نکلنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے پہلے حادثاً" چہرے پر چادر ڈال رہی تھی جب وہ جل کر کہہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تحیر اترا تھا پھر بات سمجھ آئی تو بے ساختہ اک نرم سی مسکان لبوں کو چھو گئی۔

"جب میں گاؤں سے پہلی بار شہر پڑھنے کے لیے آرہی تھی تو اس وقت اماں نے مجھے چادر اوڑھاتے ہوئے کہا تھا۔ "یاد رکھنا میری مٹھڑی کونج" اللہ سائیں نے عورت کو اپنی حفاظت کے لیے ایک بہت خوب صورت ہتھیار دیا ہے۔ یہ ہر شیطانی شر سے بچاتا ہے۔ جب تک اس کے حصار میں رہوں گی کوئی فتنہ تمہیں چھو نہیں سکے گا۔" اور بس تب سے میں نے کبھی غفلت نہیں کی۔"

"لیکن اب تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم اپنی گاڑی میں جاؤں گی کوئی خاص ضرورت تو نہیں اس کی۔" اس نے کہا تھا۔

"تو کیا گاڑی میں کسی کی نظر نہیں پڑتی۔ اور کیا تمہیں اچھے لگے گا تمہارے ساتھ چلتی عورت کو کوئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے؟" اس کے سوال پر وہ لاجواب ہوا تھا۔ اور اسے واقعی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ دائیں بائیں ٹیبل پر بیٹھے مرد حضرات سوہا کو دیکھ رہے تھے۔ اور قبل اس کے کہ وہ کسی سے بھڑ پڑتا کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا؟" سوہا کو اس کے انداز نے ڈرا دیا۔

"اٹھو فوراً" ہری اپ۔" وہ موبائل، چابی اٹھا کر والٹ نکال رہا تھا ویٹر کو پہلے ہی اشارہ کر چکا تھا۔ گاڑی میں بیٹھنے تک سوہا کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ ایسا کیا ہوا ہے جو وہ یوں اٹھ بھاگا وہ بار بار پوچھ رہی تھی۔

"میں تو حیران ہوں وہ خبیث لوگ تمہیں ایک گھنٹے سے گھور رہے تھے اور تمہیں خبر تک نہیں جبکہ ایسے معاملات میں تو عورت کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ اسے فوراً" علم ہو جاتا ہے اگلا کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔" وہ مارے غصے کے اس پر ہی چڑھ دوڑا۔

"اوہ۔۔۔ تو کیا اتنی سی بات پر اٹھ کر آ گئے ہو۔ کھانا بھی نہیں کھایا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں جانل اور تم نے پہلے تو کبھی ایسے ری ایکٹ نہیں کیا۔ مجھے پتا چل گیا تھا اب ایسے لفنگوں سے تو دن میں جانے کتنی بار سامنا ہوتا ہے لوگ پتا نہیں کس کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب کیا ہر کسی کے گلے پڑ جائیں، پھر دیکھنے والی چیز کو لوگ دیکھا ہی کرتے ہیں تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔ الٹا تم تو جیلس ہو گئے۔" سوہا کے لہجے میں انتہا درجے کی لاپروائی و اترا ہٹ نمایاں تھی۔

"شٹ اپ۔" وہ اس کے انداز پر از حد تلملایا۔

"میری برداشت سے باہر یہ سب۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ آئندہ تم چادر کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلو گی۔ سمجھیں تم۔"

"واٹ۔" سوہا کو تو کرنٹ ہی لگ گیا۔ "چادر یعنی پہلی بندش۔ پھر اس کے بعد۔۔۔" اور بعد کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی انتہائی تنفر سے ہونٹ سکیڑ کر بولی۔ "چند دن رہے ہو نا ایک گوٹھانی کے ساتھ اثر تو آنا ہی تھا۔ کہیں کچھ اور بھی۔۔۔"

"ہاں رہا ہوں میں ایک گوٹھانی کے ساتھ۔ تم یہ کیوں بھول گئیں کہ میں بھی ایک گوٹھانا (گاؤں کا رہنے والا) ہوں۔ ساری عمر رہ سکتی ہو میرے ساتھ؟ نہیں تو از سر نو سوچ لو؟" اس کے لفظوں نے تو گویا اسے جلتے توے پر بٹھا دیا خوب ہی بھڑکا اور وہ اس سے زیادہ بھڑک اٹھی۔

"ہاں۔ ہاں۔ اب تو تم یہی کہو گے۔ میں ہی پاگل ہو جو تمہاری محبت میں پھر سے تم پر اعتبار کر بیٹھی ہوں۔ تمہاری ہر خطا کو بھلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ورنہ میری جگہ کوئی اور ہوتی تو کب کا کنارا کر چکی ہوتی۔ اور کونج ابھی تک تمہارے ساتھ ہے کب چھوڑو گے اسے۔"

"میں نے تمہیں بتایا ہے میں اسے چھوڑ آیا ہوں پھر اس کا ذکر کرنے کا مطلب؟" اس بے وقت بات پر غصہ کچھ اور بڑھا۔

"جس طرح تم چھوڑ کر آئے ہو جانتی ہوں میں۔ میں پوری طرح چھوڑنے کا کہہ رہی ہوں اس کا نام ابھی بھی تم سے جڑا ہے اور یہ مجھ سے برداشت نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو گا میں نے تو اپنی کوئی چیز کسی کے ساتھ شیئر نہیں کی۔" (مجھے آدھی ادھوری چیزوں سے نفرت ہے) جازل کے کان کے پاس کوئی چلایا تھا ادھر وہ کہہ رہی تھی۔

"تم تو پھر میرے لیے بہت خاص ہو۔ تم اسے ساتھ نہیں بھی رکھو گے تب بھی یہ احساس ہی مجھے سکون سے جینے نہیں دے گا کہ اس کا بھی تم سے وہی رشتہ ہے۔ پھر تمہارے گھر والے خاص طور پر بابا سائیں ان کا کیا بھروسا جیسے پہلے اتنی بڑی مصیبت تمہارے گلے ڈال چکے ہیں آئندہ بھی تمہیں پر شیئرائز کریں کہ اس کے حقوق بھی ادا کرو۔ تب پھر کیا کرو گے تم۔ سوچ لو جازل کل ہماری زندگی مشکل ہوئی تو پھر...." وہ تشویش زدہ تھی تو بالکل ٹھیک تھی۔ جازل مہر بہ لب تھا۔ سنجیدہ تیوروں کے ساتھ ڈرائیونگ کرتا رہا۔

"میں کچھ کہہ رہی ہوں تم سے۔" وہ جھنجلائی۔

"سن لیا ہے میں نے اور سب جانتا ہوں میں ' مجھے اب کیا کرنا ہے۔ یو ڈونٹ وری۔ اور ہاں جو میں نے کہا ہے وہ سن لیا ہے تم نے۔ بلکہ اسے اپنے اس نازک سے پلو کے ساتھ کس کر باندھ لو۔ آئی ہوپ کہ آئندہ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ دھیان رکھو گی تم۔" وہ اسے جس موضوع سے ہٹانا چاہ رہی تھی وہ گھوم پھر کر پھر اسی بات پر آگیا تھا۔ وہ کیا کرتی علاوہ دانت کچکچانے کے۔

☆ ☆ ☆

نماز کے بعد جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی تو لگتا زندگی تو بس ان ہی لمحات میں ہے جب خدا سے باتیں ہوتی ہیں۔ اپنی سب بے چینیاں ' بے قراریاں اور اضطراب اس کے حوالے کر دو اور بے فکر ہو جاؤ وہ سنوارنے والا ہے۔ وہ خود کو یہی تسلیاں دیتی اٹھی تو نگاہ بیڈ پر جا پڑی اس کا مجازی خدا بے فکر نیند سو رہا تھا وہ چند محتاط قدم اٹھاتی قریب آ کھڑی ہوئی وہ سینے تک چادر اوڑھے کروٹ کے بل لیٹا تھا جاگتے میں اس کے لیے کرختگی رکھنے والا چہرہ اب بے پناہ نرماہٹ سمیٹے تکیے میں آدھا چھپا تھا۔ گھنے بالوں کے گچھے ماتھے پر بکھرے تھے سکڑتے پھولتے نتھنے۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔ بے اختیار کونج کے دل نے خواہش کی ' اس کی پیشانی پر بکھرے بالوں کو اپنی انگلیوں سے سمیٹ دے مگر وہ چاہ کر بھی نہ کر سکی۔ یہ اختیار اس نے خود کھویا تھا یہ اس کی کم فہمی تھی۔ جذباتیت یا اکھل کھری محبت ' وہ خود نہیں جانتی تھی۔ جازل تو اب اس سے خوب ہی بدظن تھا۔

اس روز غصے میں وہ رئیسہ کے آگے کوئی الٹا سیدھا بول گئی تھی جو اتفاقاً" زلیخا نے بھی سن لیا اور ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر اس نے من و عن سب بی بی جان کو خبر کی تھی۔ وہ تو سن کر ایسی بدحواس ہوئیں کہ اس وقت شہر سے آتے جازل کے گلے جا پڑیں۔ جوان سے اپنا قصور ہی پوچھتا رہ گئی

"تم نے سمجھ کیا رکھا ہے زندگی کو۔ کوئی مذاق ہے۔ کوئی تماشا ہے۔ اتنا لاڈ پیار صرف اس لیے نہیں دیا تھا تمہیں کہ ہم سے اونچا قد نکال کر تم ہمارے پریشانیاں اکٹھی کرو۔ تم نے ہمارے دل دکھانے کی قسم ہی کھالی ہے۔ ذرا بھی جو خیال آیا ہو تمہیں بوڑھے ماں باپ کی عزت کا۔ آخر کیا برا کیا تھا تمہارے لیے جو تم نے ہمارا سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ آگ لگے ایسی تعلیم کو جو تم لوگوں کو زندگی کو سمجھنے کا فارمولا نہیں سکھا ادھر تم من مانیاں کرتے پھرتے ہو۔ ادھر وہ خود مختار بنی بیٹھی ہے۔ تم کہتے ہو کونج بری ہے۔ چلو مان لیا وہ بری ہے۔ تو تم ہی کوئی اچھا پن دکھا دیتے۔ مگر تمہارے سر پر تو عشق کا بھوت سوار ہے ارے تم مرد ہو پہلے ایک کو بسا کر دکھاتے پھر بھاگتے دوسری کے پیچھے۔ ارے تف ہے تم پر۔ تمہیں ایک کو تو رکھنا نہیں آیا۔ دوسری کیا خاک سنبھالی جائے گی تم سے۔ گھر کیسے بناتے ہیں اور کیسے بساتے ہیں تم کیا جانو۔ میں بتا رہی ہوں جازل اگر کونج نے اپنا کوئی نقصان کیا تو میں تمام عمر تمہارا منہ نہیں دیکھوں گی۔"

جن طعنوں کے ڈر سے وہ اسے اپنائے رکھنے پر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آمادہ ہوا تھا وہی طعنے اس کی ماں اسے مار رہی تھی وہ بھی بیچ صحن میں۔ بھابھیاں دروازے کھڑکیوں کے پیچھے سے جھانکتیں اس کی عزت افزائی دیکھ رہی تھیں، کونوں کھدروں میں کھڑے ملازم انگشت بدنداں۔ بھائیوں نے آکر بی بی جان کو ٹھنڈا کرنا چاہا اور پھر جو انکشاف انہوں نے کیا جازل کا شدت سے جی چاہا تھا کاش اس پل وہ اس کے سامنے ہوتی اور وہ اس کا حلیہ بگاڑ دیتا۔ اس کا پہلا گناہ ہی کم نہیں تھا کہ اب یہ بھی۔ وہ اسے ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

وہ ان ہی پیروں پر شہر کے لیے نکل کھڑا ہوا تھا بی بی جان ساتھ تھیں اور یہ اچھا ہی تھا ورنہ کونج کی صورت دیکھتے ہی جتنا غصہ آیا تھا کچھ بعید نہ تھا کیا حشر اٹھاتا' بی بی جان نے کونج کی بھی ٹھیک ٹھاک خبر لی تھی۔

"میں تم پر بالکل بھروسا نہیں کر سکتی تم اس حالت میں اکیلی نہیں رہو گی۔ تمہاری پڑھائی میری نسل سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ ہمارے خاندان کے لیے۔ بس تم چلو ہمارے ساتھ۔" اور وہ ذرا بھی چوں چرا نہ کر سکی۔

"بھول جاؤ سب باتیں۔ جو ہوا سو ہوا۔ اب اس کا خیال رکھنا پہلا فرض ہے تمہارا۔" انہوں نے بیٹے کو بھی سمجھایا تھا۔ وہ بدگمان ہو گا یہ تو اندازہ تھا لیکن وہ ایسا کٹھور ہو جائے گا یہ تو تصور میں بھی نہیں تھا' وہ بی بی جان کی ہدایت پر عمل کر رہا تھا مگر صاف دکھتا تھا صرف اس کے اندر سانس لیتی زندگی کی وجہ سے۔ ورنہ اس کے وجود کی رتی بھر پروا کا روادار نہ تھا وہ۔

وہ مرد تھا اور مرد محبوباؤں کی تو ہزارہا غلطیاں ہنس کر معاف کر دیا کرتے ہیں۔ مگر بیوی کی خطائیں؟ پھر بیوی بھی وہ۔ جو نہ محبوبہ کا درجہ رکھتی ہو نہ محبت کی مسند تک پہنچی ہو' جس کے ساتھ جڑا ہو تو فقط ایک احساس ملکیت' اور پھر ملکیت تو اکثر بے زبان چیزیں ہوتی ہیں نا ان کی کیا مجال کہ مالک کے آگے سر اٹھا جائیں اور جو ایسی کوشش کر بیٹھے تو پھر اس کے لیے "معافی" کا لفظ استعمال کرنا اپنی توہین کے زمرے میں سمجھا جاتا ہے' ور

وہ سب کچھ کر سکتا تھا مگر اپنی توہین نہیں وہ اس کے کمرے میں اس کے ساتھ تو رہ رہی تھی لیکن بالکل اسی طرح ہی جیسے دریا کے دو کنارے اور ایک کنارا دوسرے کنارے کو چھو جائے یہ ممکن نہیں۔ چاہے اندر کتنی ہی لہریں کیوں نہ مچل رہی ہوں' تھی نا آخر وہ بھی ایک عورت پھر ایک عام سی عورت اور جس حال سے تھی اس میں تو ویسے بھی سینے کے اندر اپنے مرد کے لیے پورا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ جیسے معدہ اٹکھیلیاں کرتا ہے۔ کھٹا میٹھا کھانے کو مانگتا ہے ویسے ہی دل بھی ضدیں کرتا ہے' ایڑیاں رگڑتا ہے شوہر سے لاڈ اٹھوانے' نخرے دکھانے کے لیے مگر ہائے۔ اب یہ اس کے بخت' وہ اسے کاٹ کھانے تو آسکتا تھا مگر پیاری امر توبہ۔ توبہ ناممکن۔ اس نے تو صاف دو ٹوک الفاظ میں کہہ رکھا تھا۔

"زیادہ سے زیادہ کوشش کیا کرو مجھ سے سامنا نہ ہو۔ رات میرے کمرے میں آنے سے پہلے سو جایا کرو اور صبح میرے جاگنے سے پہلے چلی جایا کرو (دوسرے لفظوں میں دفع ہو جایا کرو) اور اس کی اب کیا مجال کہ سرتابی کر جائے۔ لیکن آج دل حکم عدولی کر گیا تھا کیا ہوا جو اسے چھو نہیں سکتی وہ اسے رج کے دیکھ تو سکتی ہے نا اس کے جاگتے تو یہ ناممکنات میں ہی شمار ہونے لگا تھا وہ خود اس سے نظریں نہ ملاتی۔ مبادا خود پر ہی باندھے ہوئے بند ٹوٹ جائیں۔ اور وہ تو ایسا شقی القلب ہو گیا تھا کہ جیسے نیند میں بھی اس کے ارادے کی خبر ہو گئی یک لخت منہ تک چادر کھینچتا کروٹ ہی بدل گیا۔ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ اب کمرے میں ٹھہر کر کیا کرنا تھا وہ باہر آ گئی۔

صبح سویرے کی مخصوص چہل پہل شروع ہو چکی تھی۔ کچن سے آتی گھرر گھرر کی آواز بتا رہی تھی زلیخا چاٹی میں مدھانی ڈال چکی ہے۔ پھر وہ لسی اور تازہ مکھن سے بھرا پیالہ خاص اس کے لیے نکال کر رکھے گی جو اسے نا چاہتے ہوئے بھی پینا پڑے گا۔ کیونکہ نہ پینے کی صورت میں شکایت جازل تک جاتی۔ اور پھر وہ اسے جس طرح کھلاتا پلاتا وہ اس کے لیے ایک بار کا تجربہ ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کافی رہا تھا۔

دالان میں بچھے تخت پر بی بی جان تسبیح پھیر رہی تھیں۔ وہ دھیرے سے سلام کرتی ان کے پہلو میں جا بیٹھی انہوں نے سر ہلا دیا۔ وہ اب تک اس سے خفا تھیں بات تو کرتیں مگر لہجے کی وہ پہلی سی حلاوت مفقود ہوتی۔ اسے دعاؤں کی اشد ضرورت تھی اور ان سے زیادہ کون دل سے دعا کر سکتا تھا اس کے لیے وہ قریب کھسک کر ان کے پیر دابنے لگی۔ بی بی جان نے ہاتھ ہٹانے چاہے اس نے اور سختی سے جما دیے۔ زود رنج تو پہلے ہی ہو رہی تھی لفظوں کا کال الگ پڑا تھا۔ بس اک آنسوؤں کا خزانہ دھرا تھا جو ہر ہر بات پر مٹھیاں بھر بھر لٹاتی۔

"زندگی ٹھنڈا شربت نہیں کہ منہ سے لگا کر غٹا غٹ پی جاؤ یہ تو گرم دودھ کا وہ پیالہ ہے جسے گھونٹ گھونٹ پینا پڑتا ہے۔ احتیاط نہ برتی جائے تو اندر تک جلا کر رکھ دیتا ہے۔ ہر آنے والا دن تجربے کے اک نئے پل پر سے گزارتا ہے یار وہی لگتا ہے جو قدم جما کر رکھے۔ بے ڈھنگی چال چلنے والے گہرے پانی میں جا پڑتے ہیں پھر ڈبونے والے تو بہت ہوتے ہیں نکالنے والے ہاتھ کم کم ہی ملتے ہیں۔ ابھی ناسمجھ ہو، بس علم اسے ہی سمجھتی ہو جو کتابوں سے ملتا ہے۔ وقت کے دیے ہوئے سبق سے کچھ نہیں سیکھا تم نے اور اگر اب بھی نہیں سمجھو گی تو بہت دھوکا کھاؤ گی۔ میں تم سے خفا نہیں ہوں میری بچی، بس غصہ ہے تم پر میرے بجائے اسے مناؤ۔ اس کا دل جیتو جو تم نے کم عقلی کے سبب ریت کے طرح ہاتھ سے پھسلا دیا ہے۔ عورت اگر انا کا چولا پہن لے تو اس کے لیے صرف فنا کی گھاٹی پیچھے رہ جاتی ہے۔ راستے میں بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں ایک ہی زخم کو سہلانے بیٹھ گئیں تو باقی کا سفر کیسے طے ہو گا۔ بس اک ذرا سا تحمل، ذرا سا صبر اور تھوڑی سی ہمت اور ہاں پیار تو بہت ہی ضروری ہے اس کی بھی خدمت کیا کرو اسی طرح سے وہ شوہر ہے تمہارا، کتنے دن غصہ کرلے گا تم پر۔" بی بی جان نے اس کے ہاتھ تھام کر سہلائے اور ان کی سب باتیں ٹھیک وہ لفظ خدمت پر اٹک گئی جو اپنی طرف اس کی اک نگاہ برداشت نہیں کرتا وہ ایسی خدمت پر تو اٹھا کر باہر ہی پھینک دے گا۔ اسے تو یہ تصور ہی لرزا گیا۔۔۔ بی بی جان مزید کہہ رہی تھیں۔

"اٹھو زلیخا سے اچھا سا ناشتا بنوا کر خود اس کے لیے لے کر جاؤ اور اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ۔" وہ مسکرا رہی تھیں اسے بھی ہنسی آگئی۔ یہ کام تو پہلے سے بھی مشکل کام تھا۔ اس سے کیا بعید کھانے کے بجائے انگلیاں ہی چبا ڈالے۔ اف کونج کو جھرجھری سی آگئی۔

✲ ✲ ✲

اس نے کہنی کے زور سے دروازہ دھکیلا تھا اور سج سج اندر چلی آئی۔

"ناشتا" یک لفظی اطلاع دیتے اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔ وہ نہایا دھویا نکھرا نکھرا سا ایش گرے کلر کے شلوار قمیص میں ملبوس آئینے کے سامنے بال سنوار رہا تھا۔ وہیں سے اک نظر اس کے جھکے سر پر ڈالی دوسری ٹرے پر جس میں دیسی و بدیسی دونوں طرح کے ناشتے کا اہتمام تھا وہ خود تو بہت لائٹ سا ناشتا کرتا تھا باقی لوازمات میں لسی، مکھن چپڑی روٹی، دہی سالن یقیناً اس کے لیے نہیں تھا۔

"ہاں تو کرو ناشتا اور یہ سب کھانا ہے تم نے، زلیخا بتا رہی تھی تم نے کل بھی کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا۔ اس طرح کی حرکتیں کر کے کیا جتانا چاہتی ہو۔ کان کھول کر سن لو تم اپنا خیال رکھو نا رکھو لیکن اپنی ڈائٹ کا خیال ضرور رکھو اور میری مجبوری ہے کہ مجھے تمہاری اتنی بھی فکر کرنا پڑ رہی ہے، ورنہ تم جیسی عورت کے منہ لگنے کا کوئی شوق نہیں ہے مجھے۔" وہ خود تو خوب ہی تروتازہ لگ رہا تھا مگر لہجے سے وہی جلے ہوئے کی بو آ رہی تھی۔ کونج نے اتنی جلی کٹی سن لی تھی کہ اب تو عادت سی ہو گئی تھی اور انسان جن چیزوں کا عادی ہو جائے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کا اثر کھونے لگتا ہے اس لیے نہایت ہموار آواز سے وہ بولی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"یہ ناشتا صرف میرا نہیں ہے۔ تمہارا بھی ہے بی بی جان مصروف ہیں انہوں نے خود بھیجا ہے مجھے کہ......"

"بی بی جان نے تمہارے ہاتھ ناشتا بھیج دیا میرا؟ حد ہے کیا وہ بھول گئیں تم تو ان کے بیٹے کے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں' چھٹکارا پانا چاہتی ہو اس سے بتم جیسی عورت کا کیا بھروسا جو اپنے بچے کو ختم کرنے کا سوچ لے وہ تو شوہر کو بھی زہر ملا کر دے سکتی ہے کھانے میں' ہے نا۔" وہ اسے جلانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا' کونج کے سینے میں انی سی کھبی آنکھیں جل اٹھیں تھیں یکدم کوئی ایسے لفظ ہی نہ تھے جو اس کی گواہیاں دیتے۔ اسے کچھ نہ سوجھا علاوہ اس کے کہ ٹرے میں سے جوس کا گلاس اٹھا کر ایک سپ لیا۔

"میرے خیال میں اب کوئی شک نہیں رہنا چاہیے۔" اعتماد سے کہتے اس نے گلاس واپس رکھ دیا تھا۔ جاذل نے ہونہہ کرتے وہی گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا کونج کو کچھ یاد آیا تھا۔ اک دلفریب سی مسکراہٹ نے اس کے پورے چہرے کا احاطہ کر لیا۔ وہ بہت دن بعد اس طرح سے مسکرائی تھی اور وہ بھی بنا کسی بات سے۔ پھر اس کی گال کا وہ ڈمپل۔ جاذل چڑ ہی گیا۔

"کیوں مسکرائی ہو تم؟" بس نہیں چلا تھا اس کے چہرے کی مسکراہٹ چھین لیتا۔ "تم نے میرا جھوٹا پی لیا اور خود ہی تو کہا تھا اس طرح سے محبت بڑھتی ہے۔" کونج کا لہجہ کھلکھلاتا ہوا تھا۔ جاذل نے گلاس ٹرے میں پٹخ دیا جوس چھلک کر ادھر ادھر گرا وہ بے دھیانی میں پی گیا تھا' غصے میں اٹھ کر باہر نکل گیا۔ کونج کو ہنسی آئے جا رہی تھی۔ گلاس میں ابھی جوس باقی تھا اب تو وہ خود بھی اس سے محبت بڑھانے کی خواہاں تھی بنا جھجکے گلاس اٹھا کر پینے لگی۔ تبھی وہ تنتناتا ہوا واپس آیا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیکھا تو کھینچ کر دیوار سے دے مارا۔ شیشے کا نازک گلاس کئی کرچیوں میں بدل گیا۔

"میں تم جیسی عورت کے ساتھ محبت بڑھاؤں گا اب کسی بھول میں مت رہنا۔ میں تمہاری کوئی بھی بکواس بھولا نہیں ہوں۔ یہ ڈرامے کسی اور کے ساتھ کرنا میں تمہارے دام میں اب نہیں آنے والا۔ الحمد للہ ایک پاکیزہ اور صاف ستھری محبت میسر ہے مجھے۔ تم سے محبت کرنے کے تصور پر بھی لعنت بھیجتا ہوں میں' تمہیں برداشت کر رہا ہوں تو صرف اپنے ہونے والے بچے کی وجہ سے ایک غلطی ہو گئی تھی جسے بھگتنے پر مجبور ہوں' جس دن تم نے میرے بچے کو جنم دیا اس دن تم اس حویلی سے بے دخل ہو جاؤ گی۔ میں اپنے بچے پر تمہارا سایہ بھی نہیں پڑنے دوں گا۔ سمجھیں تم۔" وہ جس طرح آیا تھا وائلٹ اٹھا کر ویسے ہی دندناتا ہوا چلا گیا۔ کچھ لمحے قبل وہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ چھیننا چاہ رہا تھا اور اور وہ ظالم واقعی چھین کر لے گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

رئیسہ کی کال آئی تھی وہ اکثر اس کی خیر خبر پوچھ لیتیں۔ اس کی کنڈیشن سے متعلق گائیڈ بھی کرتی رہتیں۔ کونج کا بھی دل ہلکا ہو جاتا ان سے ادھر ادھر کی کہہ سن کے۔ وہ بات کر رہی تھی کہ زلیخا بی جان کا پیغام لیے آئی وہ اسے بلا رہی تھیں وہ فوراً اٹھ کر اس کے پیچھے ہی چل دی۔

"اچھا میں پھر ٹھہر کر کال کرتی ہوں آپ کو۔" اس نے رئیسہ سے کہا اور سیل آف کر دیا سامنے سے جاذل آرہا تھا اسے لگا کونج نے اسے دیکھ کر کال کاٹ دی ہے۔ ایک گہری لکیر اس کے ماتھے پر ابھری۔ وہ بی بی جان کے پاس آئی تھی جو اسے دیکھتے ہی پرجوش لہجے میں بتانے لگیں۔

"کونج دھی! ادھر آؤ یہ دیکھو جاذل شہر سے تمہارے لیے کتنے اچھے کپڑے لے کر آیا ہے۔" اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوتے جاذل کو بی بی جان کا یہ سفید جھوٹ قطعاً پسند نہیں آیا تھا انہوں نے تو سیدھا ہی اس کا نام لے دیا جبکہ وہ لے کر ضرور آیا تھا لیکن صرف ان کے حکم پر حتی کہ اسے رقم بھی انہوں نے ہی دی تھی اس کے پلے سے تو کچھ نہیں لگا تھا۔ کونج جو بڑے شوق سے ان کے بیڈ پر بکھرے کپڑوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

طرف بڑھی تھی اس اطلاع پر تھم سی گئی۔ وہ اور اس پر کوئی عنایت.... صد حیرت تھی گو کہ اسے یقین نہیں آیا تھا لیکن جب بی بی جان کہہ رہی تھیں تو پھر سچ ہی ہو گا ذرا کی ذرا نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا' جو صوفے پر براجمان پر غرور سا گردن اٹھائے ان دونوں سے قطعی لاتعلق بنی ٹی وی کی طرف متوجہ تھا۔

"کیسے ہیں۔" بی بی جان پوچھ رہی تھیں۔

"سب اچھے ہیں۔" اس نے ان کا دل رکھنے کو کہہ دیا دیکھا تو ایک کو بھی دھیان سے نہیں تھا۔

"مجھے تو یہ والا سب سے اچھا لگا۔ خوب جچے گا تم پر جاؤ' ابھی پہن کر آؤ۔" انہوں نے بنفشی رنگ کا کھلا سا امبرائڈڈ کرتا اس کی طرف بڑھایا۔

اور کچھ دیر بعد جب وہ سوٹ پہن کر آئی تو بی بی جان نے بے اختیار بلائیں لے ڈالیں' گلے لگا کر ماتھا چوم لیا۔ بنفشی رنگ نے تو جیسے اس کے پورے وجود کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ پہلے ہی اتنی خوب صورت تھی یا اب ہو گئی تھی اس کے دھلے دھلائے چہرے پر چھائی تازگی اور ملاحت اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ وہ بھی نظر بھر کر دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"ماشاء اللہ میری بیٹی تو شہزادی لگ رہی ہے بالکل' ہے نا جازل؟" انہوں نے اس سے صلاح چاہی تھی جو نہ صرف نظر پھیر گیا بلکہ اٹھ کر کمرے سے ہی نکل گیا مبادا کہیں بے اختیاری میں ان کی ہمنوائی نہ ہو جائے۔

"ہیں اسے کیا ہوا؟" انہوں نے اسے جاتے دیکھا۔ پھر اسے وہ نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

"ابھی تک خفا ہے تم سے؟" وہ پوچھ رہی تھیں۔ وہ کیا کہتی سر جھکا لیا۔ "افوہ ایک تو یہ مردوں کے نخرے بھی نا' اپنا کہا ہوا کچھ یاد نہیں رکھتے عورت کی ایک نہیں بھولتے اللہ ہی ہدایت دے انہیں' اچھا تم پریشان مت ہو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا' چلو تم یہ دوسرا سوٹ بھی دیکھو۔" اس کا دھیان بٹانے کو کپڑے آگے کر دیے۔ وہ دیکھ رہی تھی جب بی بی جان کا فون بج اٹھا رئیسہ کی کال تھی جو پوچھ رہی تھیں کہ کوئی کال کیوں نہیں پک کر رہی؟

"ہیں کب آیا فون اچھا میں دیکھتی ہوں۔" اور اسے اچھی طرح یاد تھا بی بی جان سے سوٹ پکڑنے سے پہلے اس نے فون ٹیبل پر رکھ دیا تھا جو اب وہاں نہیں تھا۔

"کوئی آیا نہ گیا تو فون کدھر جا سکتا ہے۔" بی بی جان بھی یہاں وہاں دیکھ رہی تھیں۔ اس نے بھی ہر چیز دیکھ لی۔ فون ہوتا تو ملتا۔ اب انہیں کیا مزید پریشان کرتی کہہ دیا۔

"اچھا شاید میں کمرے میں لے گئی ہوں گی۔ میں بھول گئی۔ میں دیکھتی ہوں جا کر۔" اور کمرے میں آکر وہ سر پکڑے بیٹھ گئی۔

اور اگلے ہی دن زلیخا نے چھت کی صفائی کرتے گملے کے پیچھے پڑا فون لا کر اسے تھمایا چار حصوں میں بٹا ہوا۔ اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

اندازہ تھا وہ زیادہ سے زیادہ فون چیک کر کے واپس رکھ دے گا مگر اس کے بے ضرر سے فون کا یہ حشر۔

یہ سیل فون کس قدر عزیز تھا اسے کوئی اس کے دل سے پوچھتا۔ میڈیکل کا پہلا سال بہترین مارکس سے کلیئر کرنے پر اماں نے اسے گفٹ کیا تھا اور ان سے کسی بھی وقت رابطے کا یہ واحد ذریعہ رہا تھا اس کے پاس' اس میں ان کی بہت ساری ریکارڈڈ کالز تھیں' ان کی بے شمار تصویریں جو اکثر اس کی تنہائی بانٹنے میں معاون ہوتیں اور اب ادی رئیسہ سے بات ہو جاتی تو لگتا وہ بھی زندوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس فون کو ضائع کرنے والے نے تو اس کے منہ پر لگا آکسیجن ماسک ہی کھینچ ڈالا تھا۔ صدمے کے مارے سانسیں ہی اکھڑ گئیں۔ اس کا چیخ چیخ کر رونے کو جی چاہ رہا تھا یہ اذیت کس طور جھیلے گی وہ' کمرے میں آتے جازل نے دیکھ لیا تھا اس کے آگے پڑا فون اور اس کے بے دریغ آنسو وہ نخوت سے سر جھٹک گیا۔

یہ خود ساختہ عناد بھی نہ کس قدر اوچھا ہوتا ہے بعض اوقات تو یہ شیطان کو بھی مات دے دیتا ہے۔ اپنے شکنجے میں پھنسا کر ایسے ایسے عمل سرزد کروا دیتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے انسان کے ہاتھوں کہ وہ خود ہی دوسروں کی نظر میں بونا بن جاتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اسے اپنا یہ گھٹتا قد دکھائی نہیں دیتا کیونکہ آنکھوں پر نفرت کی پٹی ہی اتنی کس کر بندھی ہوتی ہے" کونج کا شدت سے جی چاہا تھا ایک بار تو اس کا گریبان تھام کر پوچھے۔ اتنے دکھ دے کر کتنی خوشی ملتی ہے تمہیں مگر اس سے کچھ کہہ کر اپنے ہی دکھ اکٹھا کرنا تھا جس کی فی الوقت سکت نہیں تھی دوپٹے سے منہ پونچھتی وہ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔ دشمن کے سامنے آنسو بہانے کا مطلب ہوتا ہے آپ نے ہار مان لی اور وہ اسے ایسا کوئی تاثر دینا نہیں چاہتی تھی اگر وہ اپنے ترکش میں تیر رکھتا تھا تو اس کا سینہ بھی فراخ تھا۔

☼ ☼ ☼

آج تو بابا سائیں نے اسے خوب ہی قابو کیا وہ پورے سال کے کھاتے کھول کر بیٹھے تھے۔ ساری فصلوں کا حساب کیا "کیا خرچ کیا؟ کیا لگایا؟ کیا بچایا؟ جمع تفریق کر کر کے اس کی تو انگلیاں بھی درد کرنے لگیں۔ سر الگ دہائیاں دے رہا تھا۔ اللہ اللہ کر کے جان بخشی ہوئی تو وہ فورا" اوطاق سے اٹھ کر حویلی کی طرف بھاگا ایک بہترین سی چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ وقت دیکھا رات کے دو بج رہے تھے اور بی بی جان تو دس بجے ہی کچن صاف کروا کے تالا ڈال دیتی تھیں۔ زلیخا بھی نہیں ہوگی تو چائے بنے گی کیسے؟ اور اسے وہ چائے یاد آئی جو اپارٹمنٹ میں پیا کرتا تھا۔ پورے اہتمام کے ساتھ۔ اس کی خامیاں ایک طرف کر کے دیکھا جاتا تو خوبی یہ تھی وہ بن کہے ضرورت جان لیتی تھی۔ تو کیا اب بھی؟

تو چلو پھر آج یہ بھی دیکھتا ہوں۔

وہ یہی سوچتا آرہا تھا۔ اور وہ تو اس وقت تک سو گئی ہوتی تھی۔ نہ بھی سو رہی ہوتی تو چادر تان کر رخ پھیر لیتی۔ سوئے اتفاق کہ وہ بیڈ پر نہیں تھی کھڑکی کھولے کھڑی تھی۔ جاذل نے اک سرسری سی نگاہ ڈالی اور واش روم میں جا گھسا تولیے سے سر رگڑتا باہر آیا تو وہ اب بھی وہیں ایستادہ تھی۔ وہ کنپٹیاں دباتا اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔ کونج نے دیکھ لیا تھا وہ خوب تھکا ہوا ہے۔ بابا سائیں نے بھی بتایا تھا کہ وہ ان کے ساتھ مصروف ہو گا۔ رات کچن بند کرنے سے پہلے زلیخا نے چائے بنوا کر اوطاق پر بھجوائی تھی' اس کے بعد تو بہت ٹائم گزر گیا تھا۔ اور وہ تو کام کرتے ہوئے کئی بار چائے پینے کا عادی تھا۔ آج بنا چائے کے کیسے کام کیا ہو گا اس نے اور کیا اب وہ سکون کی نیند سو سکے گا۔ وہ اسی سے کہہ بھی تو سکتا ہے۔ مگر نہیں کہے گا ہائے یہ ظالم انا' یہی تو ہے اس کا طریقہ واردات کہ اکثر اوقات یہ آپ کی ہی ذات کے لیے باعث اذیت بن جاتی ہے مگر رہتی اسی بھول میں ہے کہ آپ نے اگلے کو پتی بھٹی میں ڈال دیا۔ اور وہ اس سے آنکھیں پھیر کر گزر سکتی تھی' لیکن وہ اس جتنی بے حسی کہاں سے لاتی۔ وہ پاؤں گھسیٹتی چلی گئی تھی جاذل نے ناگواری سے اسے جاتے دیکھا۔ پھر آنکھیں موند لیں۔ اف یہ سر درد اور اسے اونگھ آ گئی تھی شاید جب کہیں بہت پاس کھٹ پٹ ہوئی وہ کپ پر چمچ بجا رہی تھی وہ پوری ٹرے لے کر آئی تھی اس کے خیال کے عین مطابق' وہ فیل نہیں ہوئی تھی وہ یقینا" اچھے نمبروں کی حق دار تھی لیکن کیا وہ اسے رعایتی پاس بھی کر پائے گا۔ وہ حیران تو ہوا تھا مگر اظہار غیر ضروری تھا سو چپ چاپ اٹھتے ہوئے مکمل حق سمجھ کر کپ اٹھا لیا وہ پھر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی تھی اور رات کے اس پہر باہر کے اندھیرے میں کیا تلاش کر رہی تھی وہ۔ اور وہ بنا سوچے ہی بول گیا۔

"ایسا کیا ہے وہاں کے دیکھ رہی ہو؟" کونج گھبرا کر پلٹی۔

"کک کچھ نہیں بس ویسے ہی۔"

"اور یہ میرے سلیپرز کیوں پہن رکھے ہیں تمہارا جوتا ٹوٹ گیا ہے کیا؟"

"نن نہیں۔ وہ ایکچوئیلی میرے پیر پھنس رہے تھے اس میں تو۔۔۔" اس نے جھٹ سلیپرز میں سے پاؤں نکالے تو جاذل نے دیکھا اس کے دونوں پاؤں سوج رہے تھے آج کل اکثر ہی بی بی جان اسے کہہ رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

تھیں "کونج کا خیال رکھا کرو اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ان دنوں میں اسے تمہاری دل جوئی کی زیادہ ضرورت ہے ہم سب تو اس کی کیئر کرتے ہی ہیں مگر تمہارا اچھا رویہ ہی اس کا آدھا درد کم کردے گا۔" اور وہ روز ان کی تاکید ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا۔ "وہ خود بہت سمجھ دار ہے رکھ لے اپنا خیال" لیکن اس پل اس کے چہرے پر بھی چھائی بے چینی اور زردی دیکھ کر اگنور کرنا ناممکن ہو گیا۔

"کیا بات ہے طبیعت خراب ہے تمہاری؟ کب سے کھڑی ہو اس طرح ایسے تو اور تکلیف ہو گی، تم نے بی بی جان کو کیوں نہیں بتایا یا زینب بھابھی کو بلا لیتیں اپنے پاس۔"

"رات کے اس پہر کسی کو بے آرام کرنا اچھا نہیں لگا مجھے اور ایسا تو ہوتا رہتا ہے اکثر، کوئی اتنا مسئلہ نہیں ٹھیک ہو جاؤں گی۔" وہ بمشکل خود کو گھسیٹتی صوفے پر جا بیٹھی اور وہ کیسے چل کر نیچے تک گئی ہو گی اور کس طرح سیڑھیاں چڑھ کر آئی ہو گی یہ اندازہ کرتے ہی جازل سے اگلا سب لینا دشوار ہو گیا وہ کتنا ہی بدگمان سہی لیکن شکر ہے ابھی اتنی انسانیت باقی تھی کہ اس کی تکلیف کو محسوس کر گیا تھا۔ وہ اٹھ کر اس تک آیا۔

"چلو اپنے بستر پر لیٹ جاؤ خود کو مزید کیوں تھکا رہی ہو اور تم چائے بھی بنانے چلی گئیں اپنی حالت تو دیکھو پہلے۔" اور کونج کہنا چاہتی تھی کہ "جنہیں ہر طرف صرف محبوب نظر آتا ہو وہ اپنی حالت کی فکر نہیں کرتے۔" مگر زبان تالو سے جا لگی سانس پہلے ہی بے ترتیب تھی اس کے قرب نے دھڑکن بھی منتشر کر دی۔ اس کے گرم ہاتھوں کا لمس سے سرد وجود کپکپا سا گیا کچھ بولنے کی کوشش میں ہونٹ بس لرز کر رہ گئے۔ وہ اسے سہارا دے کر بیڈ تک لے آیا تھا۔

"میڈیسن لی ہے تم نے کھانے میں کیا کھایا تھا۔ ایک تو تم کھانے کی بہت چور ہو ذرا بھی پروا نہیں ہے تمہیں اپنی، بی بی جان بتا رہی تھیں تم میں بلڈ اور آئرن کی شدید کمی ہے تمہیں پتا ہے نا کہ ایسے تو بچے کی صحت۔۔۔"

"ہاں مجھے سب پتا ہے۔ میں جانتی ہوں بچے کی صحت متاثر ہو گی۔ مجھے خیال کرنا چاہیے۔ میں جان بوجھ کر نہیں کھاتی میں لاپروا ہوں مجھے بالکل فکر نہیں، یہ بچہ تمہارا ہے۔ تم مجھ سے جو اتنی سی بات بھی کر لیتے ہو وہ اسی کے صدقے میں کرتے ہو مجھ جیسی عورت کے منہ لگنا تمہیں پسند نہیں۔ جب یہ بچہ دنیا میں آجائے گا تو تم اسے مجھ سے چھین لو گے اور مجھے اپنی زندگی سے نکال دو گے۔ بس یا اور کچھ۔۔۔" یکدم اس کی بات قطع کرتی وہ رٹو طوطے کی طرح پھولی سانسوں کے ساتھ دہرائے چلی گئی۔ یہ جملے اتنی بار سن لیے تھے کہ خوب ازبر ہو گئے تھے۔ جازل کی ہمدردی اسے اچھی لگی تھی یا بری وہ خود نہیں سمجھ پائی۔

"تم مجھے برا سمجھتے ہی نہیں کہتے بھی ہو' ہاں ہوں گے مجھ میں ہزاروں عیب مگر میں جو اتنے مہینوں سے اسے اپنے خون سے سینچ رہی ہوں۔ جس کا ننھا منا وجود میں ہر پل محسوس کرتی ہوں جس کا دل میرے دل کے ساتھ دھڑکتا ہے' جو ابھی صرف میرے وجود کا حصہ ہے تمہیں جب میری کوئی پروا نہیں تو تم مجھ سے زیادہ اس کی فکر کیسے کر سکتے ہو۔ مجھ سے زیادہ کیسے محبت کر سکتے ہو اس سے' نہیں ہے تمہیں اس سے کوئی محبت تم اس طرح کی باتیں کر کے صرف مجھے اذیت دیتے ہو میں کیسے لاپروا ہو سکتی ہوں اپنے بچے سے' میں کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کرتی۔ میں مر رہی ہوں اتنے دنوں سے یہ سوچ سوچ کر کہ تم میرے بچے کو مجھ سے جدا کر دو گے تم میرے زندہ رہنے کی واحد امید بھی چھین لو گے مجھ سے۔

کیا تم سچ میں اتنے ظالم بن جاؤ گے جازل؟ کیا تمہیں مجھ پر ذرا بھی ترس نہیں آئے گا۔" جس خوف نے کئی راتوں سے اس کی نیندیں اڑا رکھی تھیں اس کی روح کو اپنے نوکیلے پنجوں میں جکڑ رکھا تھا' جو اس کے دل سے چمٹا ہوا ہر رگ سے لہو چوس رہا تھا' اس کے ذرا سے التفات پر بے قرار ہو کر ہونٹوں تک آگیا۔ وہ اس کا دامن تھامے پوچھ رہی تھی۔ وہ کیا کہتا فوری طور پر کوئی جواب ہی نہ بن پڑا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"ایک عورت جب تخلیق کے مراحل سے گزر رہی ہوتی ہے تو اسے بے شمار تکلیفیں سہنا پڑتی ہیں۔ بڑے درد بھوگتی ہے۔ نو مہینے ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے اس کا ہر ہر لمحہ کانٹوں پر گزرتا ہے اور پھر جب وہ بچے کو جنم دیتی ہے تو گویا موت اور زندگی کے درمیان کھڑی ہوتی ہیں ۔۔۔ میری آخر ایسی کیا خطا ہے جاذل جو تم نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا کیا خبر اس وقت میرے سرہانے کھڑی زندگی ہار جائے اور موت۔۔۔"

"فار گاڈ سیک کونج بس کر دو اب۔" اس کے لفظ تھے یا کرنٹ جو بت بنے جاذل کو چھو گئے۔ وہ ہوش میں آتا بے اختیار ٹوک گیا۔

"یہ کس طرح کی باتیں کر رہی ہو۔ تمہیں احساس ہونا چاہیے اپنی کنڈیشن کا۔" وہ لاکھ خفا سہی مگر اس کے منہ سے ایسی سخت بات نہایت بری لگی تھی۔ اور وہ انتہائی معصومیت سے آنکھیں پھیلائے استفسار کر رہی تھی۔

"صرف مجھے؟" وہ بے اختیار نظریں چرا گیا جواب کہاں سے لاتا۔

"بہت بول لیا تم نے اب سو جاؤ چپ چاپ۔ بہت رات ہو گئی ہے۔" اپنی خفت چھپانے کو وہ ٹھنڈی چائے کا کپ اٹھا کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ پھر وہ تو سو گئی تھی شاید لیکن اس کے سوالوں نے ساری رات جاذل کو جگائے رکھا۔

☆ ☆ ☆

وہ بی بی جان کے کمرے میں آیا تھا لیکن وہاں اٹھتے گرد و غبار کے طوفان نے اسے دروازے پر ہی روک لیا۔ زلیخا لمبے سے بانس پر کپڑا باندھے دیواریں جھاڑ رہی تھی۔ کونج بھی وہیں تھی جو اسے ہدایات دیتی جا رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو باہر نکلو فوراً"۔۔۔ اسے دیکھتے ہی وہ ڈپٹ کر بولا۔

"وہ مجھے بی بی جان نے۔۔۔" اس کے تیوروں نے کونج کو بات ہی مکمل نہ کرنے دی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ کتنی ڈسٹ اڑ رہی ہے ہر طرف اور تم مزے سے کھڑی ہو پھر طبیعت خراب ہو گئی تو؟ چلو باہر۔ اپنے کمرے میں جاؤ۔"

کچن سے نکلتی بی بی جان نے عینک کے اوپر سے بغور بیٹے کا انداز ملاحظہ کیا کونج نے حکم کی تعمیل کی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان کی طرف آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے کیوں اتنا چلا رہے ہو کیا میں تمہاری بیوی سے کوئی کام بھی نہیں لے سکتی۔ تمہاری بھابھیوں نے ساری حویلی کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے۔ اب اس کا بھی فرض ہے کہ وہ ان کا ہاتھ بٹائے۔"

"مگر بی بی جان آپ دیکھیں تو سہی اس کی حالت۔" ان کا لہجہ تو یکسر بدلا ہوا تھا وہ منمنا کر رہ گیا۔

"کیا اس کی حالت۔" ساری عورتیں بچہ پیدا کرتی ہیں وہ کوئی نیا کام تو نہیں کرنے جا رہی یوں بھی آخری دنوں میں جتنا کام کرے گی اس کے لیے یہ فائدہ مند ہو گا۔

خالی دماغ شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔ فارغ رہے گی تو طبیعت ہی خراب ہو گی نا۔ بہتر ہے مصروف رہے۔ پھر تمہیں کس بات کی فکر لگ گئی ہے۔ چھوڑو پرے تمہیں کیا۔" انہوں نے گویا ناک پر سے مکھی اڑائی۔ وہ لاپروا تھیں مگر اس کے لیے ان کی لاپروائی ہضم کرنا مشکل تر ہو گیا۔

"لیکن بی بی جان آپ اسے ایک بار ڈاکٹر کے پاس تو لے جائیں آپ نے دیکھا نہیں کہ کیسے اس کا۔۔۔"

"ارے بابا میں کیوں لے جاؤں کسی ڈاکٹر کے پاس۔ وہ خود جو ڈاکٹر ہے اس کی ڈاکٹری بھلا کس کام کی جو وہ خود اپنا خیال نہ رکھ سکے۔ پھر ویسے بھی میرے پاس اتنی فرصت کہاں تم نے کبھی دیکھا ہے میں پہلے کسی بہو کو لے کر گئی ہوں۔

بہو جانے اور اس کا مٹرس (شوہر) جانے۔ تمہاری بھابھیوں کو ہمیشہ تمہارے بھائی ہی لے کر گئے ہیں۔ جن کو فکر ہوتی ہے وہ خود کرتے ہیں اپنے کام۔ تمہیں فکر ہے تو لے جاؤ خود، نہیں ہے تو چھوڑ دو اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حال پر تم ہلکان مت ہو خواہ مخواہ۔" وہ مہندی گھول رہی تھیں پورے دھیان سے پیالے میں چمچ گھمانے لگیں۔ وہ ان کے صفاچٹ جواب پر تلملا تا پلٹ گیا۔

"کونج کو بھیجو جا کر۔ یہ مہندی میرے بالوں میں لگا دے۔ اب اتنا سا کام تمہاری بیوی سے لے سکتی ہوں ناکہ وہ بھی نہیں۔" انہوں نے آواز لگائی تھی۔ جاذل نے مڑ کر نہیں دیکھا اگر دیکھتا تو جان لیتا۔ بی بی جان کے چہرے پر کس قدر پر سکون مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔

☼ ☼ ☼

اس نے زرد اور سفید رنگ کا بے حد دلکش لباس پہن رکھا تھا پیروں میں سفید موتیوں جڑے جوتے، گیلے بال سلجھا کر کیچو میں مقید کر لیے۔ آنکھوں میں کاجل کی دھار اور ہونٹوں پر سرخ رنگ کی لپ اسٹک پھیر لی تھی۔ آئینہ بتا رہا تھا وہ بہت خوب صورت لگ رہی ہے۔ اسے اپنے آپ پر پیار آیا۔

"اچھی لگ رہی ہو۔ ایسے ہی سجی سنوری رہا کرو۔" زینب نے بھی دیکھا تو سراہا۔

"آج تو بہت خوش لگ رہی ہے میری دھی۔" بی بی جان نے اس کی آنکھوں میں چمکتے جگنو دیکھ لیے تھے وہ مسکاتے لبوں سے انہیں بتانے لگی۔ "جاذل نے کہا ہے کہ وہ تیاری کر رکھے، بہت جلد وہ اسے شہر لے جائے گا۔"

"یہ تو اچھی بات ہے شکر ہے میرے نالائق بچے کو بھی عقل سو جھی۔" وہ ہنس دی تھیں۔ بی بی جان نے اس کی خوشیوں کے دائمی ہونے کی دعا کی وہ مسرور سی ان سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی۔ انہوں نے پہلی بار اسے اتنے اعتماد سے بولتے سنا۔

"ارے واہ ہماری کونج کو تو ہنسنا بھی آتا ہے۔ ہم تو تمہیں سڑیل مزاج سمجھتے رہے۔ مجھے تو لگتا تھا تم اپنی پڑھائی کا رعب ڈالتی ہو ہم پر۔" زینب شرارت سے کہہ رہی تھی۔ کونج حیران رہ گئی۔

"اف۔ آپ نے ایسا سمجھا مجھے 'میں اور پڑھائی کا رعب توبہ کریں بھابھی۔"

"اور میں سمجھتی رہی اسے اپنے لمبے بالوں کا غرور۔" سبین ایک ہاتھ میں فیڈر اور اپنی چھوٹی سی پونی ہلاتی آرہی تھی دوسرے بازو پر بیٹے کو لٹکار کھا تھا۔ جسے واکر میں ڈال کر فیڈر پکڑا دیا جس کی عادت تھی آدھا دودھ پیتا اور آدھے سے صحن میں چھڑکاؤ کرتا۔

اور یہ الزام پہلے سے بھی برا تھا کونج کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔

"چلو بس کرو اب جاؤ دیکھو زلیخا نے چائے بنالی ہو گی کہیں پھر نہ بھول کر میرے کپ میں چینی ڈال دے۔" بی بی جان کو ہول پڑ گئے۔ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ڈر گئیں کہیں نظر ہی نہ لگ جائے گھبرا کر ٹوک دیا۔ وہ سرہلا کر اٹھ گئی اور اگر انہیں خبر ہوتی اگلے لمحوں میں کیا قیامت آنے والی ہے تو بخدا وہ اسے کبھی نہ اٹھاتیں وہ بہت عرصے بعد اتنا ہنسیں تھی اور ہنسی اسے راس نہیں آئی تھی۔

سبین کے بیٹے نے حسب معمول صحن کو دودھ سے دھو دیا تھا۔ وہ اپنے دھیان میں مگن سی چلتی پھسل کر گری تھی۔ اس کی چیخ پر بی بی جان نے کلیجہ تھام لیا۔ زینب اور سبین اس کی طرف بھاگی تھیں۔ سیڑھیاں اترتے جاذل نے بھی یہ منظر دیکھا اور اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔

☼ ☼ ☼

"وہ بہت چھوٹی تھی محبت کا لفظ سن رکھا ہو گا مگر مفہوم سے آشنائی نہیں تھی۔ وہ روز رات کو کہانی سن کر سویا کرتی۔ کبھی اماں سے یا کبھی میرے بستر میں گھس آتی۔ اسے بہادر پریوں کی کہانیاں پسند تھیں پھر اک رات اس نے خوب صورت شہزادے کی کہانی کی فرمائش کر ڈالی۔

اور جب کہانی سناتے شہزادے کا تصوراتی خاکہ بیان کرنے لگی تو فٹ بولی۔

"اتنا خوب صورت شہزادہ جیسے جاذل ہے نا ادی؟"

اس نے ایک ہی مثال میں قصہ لپیٹ دیا۔ میں نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"جازل کہاں سے یاد آگیا تمہیں!"

"جب ہم ماما سائیں کے شہر والے گھر گئے تھے نا تو اس روز اس نے سفید کڑک دار کپڑے پہن رکھے تھے اور پیروں میں سیاہ چپل مگر پتا نہیں وہ اتنا غصہ میں کیوں تھا کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کر رہا تھا اور میری طرف تو اس نے دیکھا بھی نہیں مگر وہ مجھے بہت اچھا لگا بالکل شہزادوں جیسا۔" اس کے چہرے پر معصومیت تھی اور لہجے میں حد درجے سادگی۔ اور پھر ہر کہانی کا شہزادہ بازل جیسا ہوتا۔ وہ اماں کے بعد مجھ سے بہت قریب تھی جو بات ان سے نہ کہہ پاتی مجھ سے کہہ دیتی۔

جازل نام کے دیئے اس کی آنکھوں میں لو دینے لگے تھے۔ میں نے ٹوکا تو بڑی بردباری سے بولی۔

"محبت بے شک بے اختیاری جذبہ ہے اور یہ میرے دل پر اس وقت اترا جب میں اس کے معنی بھی نہیں جانتی تھی لیکن میں نے ایک بات چیت اچھے سے سیکھ لی ہے ادی عورت کے لیے محبت اس سیلاب کی مانند ہوتی ہے جو اسے مغلوب کرلے تو بہا کر لے جاتا ہے برباد کر دیتا ہے۔ لیکن اگر عورت اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کا گر جان لے تو بہت سی تباہ کاریوں سے بچی رہتی ہے۔ سو بے فکر رہیں میں ایسا کوئی عمل نہیں کروں گی جو مجھے خود سے بھی شرمسار رکھے۔" پھر اس کا داخلہ میڈیکل میں ہو گیا۔ ماما سائیں مبارک باد دینے آئے تو اماں سے کہا کہ کونج لاشاری ہاؤس میں رہے گی ہاسٹل کا اضافی خرچ اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے سنا تو صاف منع کر دیا۔

"ارے بے وقوف کیوں منع کیا وہاں تو جازل بھی ہے۔" میں نے کہا تو پتا ہے کیا بولی۔

"اس لیے تو منع کیا۔ محبت کی کتاب پڑھنے کی ابھی فرصت نہیں میں دوہرے امتحان نہیں دے پاؤں گی۔ انسان کو بوجھ اتنا ہی اٹھانا چاہیے جو وہ با آسانی ڈھو سکے۔ قوت سے زیادہ وزن وقت سے پہلے کمر خمیدہ کر دیتا ہے۔ میں نے ماں کا خواب پورا کرنا ہے۔ ان کی خواہش سے پہلے میرے لیے کچھ اور اہمیت کا حامل نہیں۔ چاہے وہ میرے جذبے ہی کیوں نہ ہوں۔"

پھر اک دن وہ میرے پاس آئی۔ ستا ہوا چہرہ بجھے ہوئے دیئے کیا ہوا۔ میں اس کے چہرے کی ویرانی دیکھ کر ڈر گئی۔ میرا دل ہول گیا وہ بمشکل بولنے کے قابل ہوئی۔

"محبت کی طاق پر رکھا دیا آج بجھ گیا۔ میرے جذبے جنہیں میں اتنے عرصے سے قیمتی حروف سمجھے سنبھال سنبھال کر رکھ رہی تھی وہ تو اندر سے کھوکھلے نکلے۔ شہزادہ تو بہت نرم دل ہوتا ہے نا ادی! وہ اتنا سنگدل نکلا میرا دل ہی روند دیا آج محبت کی کہانی ختم ہوئی۔" اس کے آنسو نہیں تھم رہے تھے میں کیا کہتی میری اپنی زبان پر قفل پڑ گئے۔ زخم سوئی سے لگے یا سلاخ سے ایک دم کبھی نہیں بھرتا اسے مندمل ہونے کے لیے وقت کا مرہم درکار ہوتا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ پھر آخر کار صبر کا کھرنڈ اسے ڈھانپ ہی لیتا ہے۔ وہ بھی سنبھل جائے گی اور جو کہتی تھی محبت کے ہاتھوں بے بس نہیں ہوگی تو میں نے اسے رنجیدہ دیکھا لیکن وہ کمال حوصلے سے اندر کی اداسی کو جھوٹی ہنسی کے لبادے میں چھپانے کا فن سیکھ رہی تھی۔

اور پھر اچانک سے وہ ہوا جو ہم وگمان سے پرے تھا اماں کی شدید بیماری اور شاید وہ جان گئی تھیں کہ عمر کی نقدی تمام ہونے کو ہے اور وہ ماں تھیں انہیں یقیناً اس کے دل کے موسموں کی بھی خبر تھی تب ہی تو بلا جھجکے ماما سائیں کے سامنے دست سوال دراز کر بیٹھیں میں نے اسے کہا۔

تمہارے جذبے سچے تھے کونج۔ دیکھو قدرت کیسے مہربان ہوئی ہے تمہیں شاہراہ محبت پر لے جا رہی ہے۔ لیکن وہ تو صاف منکر ہو گئی۔

"اس کے جذبے تو میرے لیے نہیں ہیں نا۔ وہ انہیں پہلے ہی کسی کے نام کر چکا ہے اب اماں اور ماما سائیں کے کہنے پر وہ مجھ سے شادی کر بھی لے تو کیا دے گا وہ مجھے، نہ محبت نہ عزت اس کا دل تو ہمیشہ خالی برتن جیسا رہے گا میرے لیے۔ مجھے اس کا ایسا ساتھ نہیں چاہیے جو میری خودداری چھین کر مجھے بے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وقعت کردے۔ مرد کی بے گانگی عورت کو اندر سے کھا جاتی ہے۔ آپ اماں اور بابا کو بھول گئیں کیا۔ لیکن مجھے سب یاد ہے اور میں ایسا کوئی کردار نہیں بننا چاہتی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہا ہے۔ بے رخی کیسے برداشت کرپاؤں گی۔ اس کی محبت چاہی ہے۔ اس کی بے زاری تو مار ڈالے گی مجھے۔ یک طرفہ محبت شاہوں کو بھی فقیر بنا دیتی ہے۔ میں نہیں چاہتی میں اپنا کاسئہ دل لے کر تمام عمر اس کے پیچھے پیچھے پھرتی رہوں۔ اس کی اک اک نظر الفت کے سکے کو ترسوں۔ آپ کسی طرح سمجھائیں اماں کو پلیز" وہ سخت خوفزدہ تھی۔

اس کے دل میں تمہارے لیے محبت تھی اور تم سے شادی کے لیے وہ صرف اماں کی محبت میں راضی ہوئی۔ محبت کتنا میٹھا لفظ ہے۔ لیکن اگر اس کے اثر کی جانچ کی جائے تو یہ زہر سے بھی بدتر نکلے گا۔ بظاہر مہربان محبت کتنی سفاک ہوتی ہے کیسے کیسے خراج وصول کرتی ہے انسان سے۔" رئیسہ کی آواز بار بار بھرا جاتی۔ بول بول کر تھک گئیں۔ ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ اس کا دل بھی بے اختیار مچلا انہی کی طرح زور زور سے چیخ چیخ کر رونے کو، شاید کہ اس طور اندر برپا غبار کم ہو۔

اک روز حشر کا وعدہ اللہ کا ہے جہاں اس دنیا کے بعد ہماری حاضری ہو گی اور کیسا ہو گا وہ وقت یقیناً بے حد اذیت دیتا شرمسار کرتا لیکن اس سے بھی پہلے وہ یوم حساب جو ہمیں جیتے جی چکانے پڑ جائیں ان کی کٹھن ایسی جان لیوا ہو سکتی ہے کہ ' لگے گردن تک جلتی ریت میں دھنسا دیے گئے ہوں۔

اس نے تو کہا تھا "جب یہ طے ہے کہ تم پورے میرے نہیں ہو سکتے تو پھر میں تمہارے ساتھ کیوں رہوں۔ مجھے آدھی ادھوری چیزوں سے نفرت ہے۔"

اور یہی ضد تو سوہا نے بھی پکڑ رکھی ہے۔ "میں تمہیں کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی۔" اور وہ اس کی کیفیات تو سمجھ رہا تھا لیکن اس کی خواہش کو کیوں نہیں جان پایا۔ صرف لفظوں کا ہیر پھیر تھا ورنہ بات تو ایک ہی تھی۔

"محبت کا نام صرف محبت ہوتا ہے۔ اس کا کوئی اور نام نہیں ہوتا۔ ہاں ہے مجھے بھی کسی سے محبت۔" اس نے اعتراف کیا تھا اور اس نے جاننے بوجھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی خود سے مفروضے گھڑ کر بدگمانیوں کے پہاڑ بناتا رہا۔ اور جب اس کے سیل فون میں اپنا نمبر "محبت" کے نام سے سیو دیکھا تو مارے طیش کے سیل ہی توڑ دیا۔ وہ اسے اس کی چالاکی سمجھا تھا اس کی مکاری گردانتا رہا اور اسے تو بس اپنی ہی محبت کی پڑی تھی اور اپنے اندر اٹھتے ابال وہ کیسے کیسے سخت لفظوں کی صورت اس پر انڈیلتا رہا اتنا لحاظ بھی نہ رکھتا کہ وہ اس کی مہربانی سے کن حالوں میں ہے۔ جن دنوں اسے ڈھیروں توجہ اور محبت کی ضرورت تھی وہ اسے کچوکے لگاتا رہا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تسکین دیتے تھے۔ وہ اپنے رویے پر خود کو حق بجانب جانتا وہ اسی لائق تھی۔

ندامت کا پلڑا بھاری ہوتا جا رہا تھا اور اسے دوسرے پلڑے میں رکھنے کے لیے عمل ڈھونڈنے پڑ رہے تھے۔ جو ہوتے تو ملتے۔

وہ تو اس رات بھی پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا جب اس پر ترس کھاتے کہا تھا کہ "تم تیاری کر رکھنا مجھے جیسے ہی وقت ملا میں تمہیں شہر لے جاؤں گا۔ تمہارا ڈاکٹر کے پاس جانا بے حد ضروری ہے۔ بلکہ بہتر ہو گا تم ڈلیوری تک وہیں رہو۔" وہ اتنی سی بات پر ہی کتنا خوش ہو گئی تھی۔ اس کا خود کے لیے فکر مند ہونا اچھا لگا تھا۔ چند لفظ ہی تو تھے مگر اس کا مرجھایا چہرہ کیسے پھر سے گلاب بن گیا تھا۔ مسکان اس کے ہونٹوں پر کھلی جا رہی تھی۔ اور وہ اس کی کیفیت کو کسی اور ہی تناظر میں دیکھ رہا تھا کسی اور ہی پیمانے میں تول رہا تھا۔ دل پر چھائی سیاہ دھند اور گہری ہونے لگی۔ وہ اپنی الجھی سلجھی سوچوں میں گھرا تھا وہ سکون سے سو رہی تھی اور کیوں بے قراری سی بے قراری غصہ حد سے سوا ہوا تو اسے جھنجوڑ کر جگا دیا۔ پھر خود حیران اسے جگایا کیوں؟ ادھر وہ گلابی خوابیدہ آنکھوں میں تحیر بھرے دیکھ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کچھ نہیں سوجاؤ۔" وہ نظر چراتا کروٹ بدل گیا۔

"کیا بات ہے جازل سر میں درد ہے کیا؟ چائے بنا لاؤں۔" کونج کو پھر نیند کہاں اتنے مہینوں میں ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا وہ بے اعتنائی کی چادر تانے سوجاتا اب ضرور کوئی وجہ تھی۔

"میں نے کہا نا 'سوجاؤ؟" وہ حد درجے اجنبی ہوا لیکن کونج کے دل کو تو بے چینی لگ گئی تھی سنا ہی نہیں جیسے 'وہ پریشان سی اس پر جھک آئی۔ نرم انگلیاں ماتھے پر سرسرائیں گویا ہر واہمہ ہر شک کا کانٹا نکال کر لے گئیں۔

اور اس روشن رات کی صبح کیسی اندھیر ثابت ہوئی تھی۔

وہ مسرور سی نکھری نکھری کتنی دلربا لگ رہی تھی۔ وہ جان بوجھ کر سویا بنا رہا۔ یہاں تک کہ وہ کمرے سے چلی گئی اور کاش وہ اسے جانے نہ دیتا اسے روک لیتا اسے چھپا لیتا۔۔۔ کاش۔

☆ ☆ ☆

زیست کا چراغ ہتھیلی پر رکھ کر آندھیوں کے درمیان سے کوئی گزرا ہے کبھی؟ بنا پتوار کی کشتی میں سمندر پار کیا ہے کسی نے؟

جب موت و حیات پنڈولم کی طرح دائیں بائیں جھولتے ہوں اور کوئی خبر نہ ہو کہ اگلے پل کس رخ پہ گھڑی تھم جائے۔ ایسا سفر کس نے کیا ہوگا؟

ہاں اس نے کیا تھا۔ جب بے حال کونج کو لیے وہ اندھا دھند ڈرائیونگ کرتا شہر کو بھاگا تھا۔ ایک ایک لمحہ قیامت کی گھڑی بن گیا تھا۔ ہر ہر سانس سینے میں اٹک رہی تھی۔ مڑ مڑ کر وہ پچھلی سیٹ پر بے سدھ پڑی کونج کو دیکھتا تھا اور کلیجہ شق ہوتا تھا۔ بس نہیں چلتا تھا کیسے اڑان بھرے اور سفر تمام ہو۔

بی بی جان کی تسبیح مسلسل گھوم رہی تھی۔ حویلی کا اک اک فرد دعاگو تھا۔ ادا امان 'اسرار اسے حوصلہ دیتے رہے۔ پر کہاں دل انجانے خدشوں سے لرز رہا تھا۔ ہاسپٹل کے کوریڈور میں چل چل کر پاؤں شل ہو گئے۔ لبوں پر دعائیں تھیں۔

اک کرخت چہرہ نرس نے آکر بی بی جان کے شانے پر ہاتھ رکھے پوتی کی مبارک باد دی۔

"اور۔۔۔ اور کونج وہ کیسی ہے؟" وہ بے تابی سے آگے بڑھا۔

"پری میچور ڈلیوری کے باعث بے بی کی حالت تسلی بخش نہیں اسے انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا ہے ابھی آپ نہیں دیکھ سکتے۔ گرنے کے سبب پیشنٹ کے سر کے پچھلے حصے پر چوٹ آئی ہے وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئیں 'فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا آپ سب دعا کریں۔" وہ بے تاثر لہجے میں کھٹ کھٹ بولی اس کی روح فنا کر کے واپس چلی گئی۔

"اوہ گاڈ!" اسے لگا وہ پورے قد سے گر پڑے گا۔

"حوصلہ میرے بچے حوصلہ کچھ نہیں ہوگا اسے 'اللہ سائیں ہیں نا۔ سب ٹھیک ہوجائے گا ان شاء اللہ۔" بی بی جان کی آنکھیں برس رہی تھیں مگر اسے دلاسا دیتی رہیں۔

اور چار دن بعد کمبل میں لپٹی ننھی سی گڑیا ڈاکٹر نے اس کے حوالے کی تھی۔ جسے سینے میں بھینچ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ ان سب کی بے شمار دعاؤں اور ڈاکٹرز کی بھرپور کوشش کے باوجود کونج کو تا حال ہوش نہیں آیا تھا۔

اس کی زندگی کی سب سے بری خبر یہ تھی کہ سر پر لگنے والی چوٹ کے باعث وہ کوما میں جا چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ رو رو کر بول رہی تھی۔ اور بول بول کر رو رہی تھی۔ وہ خفا تھی۔ لڑ رہی تھی۔ وہ جتنا بھی واویلا کرتی کم تھا۔ وہ یوں بیٹھا تھا جیسے کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ تصویر تو آ رہی تھی مگر آواز نہیں۔ وہ خلا میں معلق تھا۔ احساسات منجمد جنہیں اس کے تواتر سے بہتے آنسو بھی پگھلا نہیں پا رہے تھے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اور وہ زچ ہوتی چیخ اٹھی۔

"مت دیکھو مجھے 'ایسے نفرت ہو رہی ہے مجھے تم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے، تمہارے وجود سے، تمہاری آنکھوں سے۔" اور جاذل کو کسی نے زمین پر پٹخ دیا سب پردے جھٹ گئے۔ ہر منظر واضح ہو گیا اک کرب انگیز درد رگوں میں جاگ گیا وہ بڑی دقت سے مسکرایا۔

"ہاں اسے بھی آدھی ادھوری چیزوں سے نفرت تھی۔ تمہیں بھی حق ہے تم بھی نفرت کرو۔"

"ہاں، ہاں ہو تم قابل نفرین۔ کتنے بڑے فراڈ ہو تم .... تم میری محبت کا مذاق اڑاتے رہے جھوٹ بولتے رہے میرے ساتھ۔ تم کیا سمجھتے تھے تمہارے بھید چھپے رہیں گے۔ میں کبھی تمہاری اصلیت نہیں جان سکوں گی۔ آخر کب تک چھپا لیتے تم مجھ سے۔ اب کھل گئے نا تمہارے کرتوت، مجھے دھوکے میں رکھا تم نے اور میں اتنی بے وقوف کہ تمہاری چکنی چپڑی باتوں میں آتی رہی۔ میں جسے تمہاری محبت سمجھتی رہی وہ صرف تمہارا ایک کھیل تھا، تم سارے مرد ایک سے ہوتے ہو عورت کو کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔ تم تو کہتے تھے تم نے اسے قبول نہیں کیا۔ اسے بیوی تسلیم نہیں کیا۔ تم اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے تو تو پھر اب یہ سب....." آنسوؤں کی یورش نے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔ وہ شدت کرب سے پلکیں موند گیا۔

"کچھ تو لحاظ رکھو سوہا۔ یہ وقت تمہارے سوالوں کا نہیں ہے۔ میں ہر سزا بھگت لوں گا لیکن فی الوقت مجھے معاف کرو میں بہت اذیت میں ہوں۔"

"اور میں کتنے دکھ میں ہوں تمہیں اندازہ ہے اس بات کا، تمہیں اپنی تکلیف کا احساس ہے میرے درد کی ذرہ بھر پروا نہیں تمہیں! اس عرصے میں کتنے اچھے اچھے پرپوزلز آئے اور میں ممی کے بے حد سمجھانے کے باوجود تم پر اعتبار کیے رہی۔ میں کیوں بھول گئی کہ تم بھی اسی دنیا کا حصہ ہو ایک عام مرد ہو۔ میں کیوں آتی رہی تمہارے بہلاوؤں میں تم نے تو مجھے اپنے آپ سے نظر ملانے کے لائق نہیں چھوڑا۔ میں نے تو کبھی اس چیز کو استعمال نہیں کیا جسے کوئی ہاتھ لگا دیتا تھا، اٹھا کر پھینک دیتی ہوں میں، میں نے کبھی کسی کی اترن نہیں پہنی اور تم مجھے اتنے بڑے دھوکے میں رکھ رہے تھے۔ کیوں کرتے رہے تم ایسا میرے ساتھ۔" سوہا اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی کوس رہی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کیا کر ڈالے غصے کا انت نہ تھا۔ وہ سر نیہوڑائے اس کی لعن طعن وصول کر رہا تھا۔ وہ جو بھی کہہ رہی تھی حق بجانب تھی۔ وہ اس کا مجرم تھا سزاوار تھا۔ لیکن یہ بھی جھوٹ نہیں تھا کہ وہ اس سے بے اندازہ محبت کر چکا تھا اور اس خود غرض محبت کے ہاتھوں اس سے آدھے سچ کہتا رہا۔ وہ اس کے مزاج سے باخبر تھا وہ ایک بھی پورا سچ نہ سہہ پاتی۔ وہ ڈرتا رہا وہ چھوڑ جائے گی۔ وہ نہیں رہ پائے گا اس کے بغیر اور عقدہ تو اب کھلا۔ اس کا ڈر کس لیے تھا در اصل وہ اس کی زندگی میں تو تھی مگر اک خواب اور خوابوں کا کیا ہے تعبیر نہ بھی پا سکیں تو بھی انسان جی ہی لیتا ہے مگر جو زندگی کی اصل حقیقت بن جائیں جینا تو ان کے بنا دشوار ہوتا ہے اور کیا وہ اب سہہ لے گا یہ دشواری یہ سوچ ہی اس کا دم گھونٹنے کے لیے کافی تھا۔

اس نے خود ہی تو کہا تھا کہ محبت ایک مرض ہے اور یہ بار بار لاحق ہو سکتا ہے اور اسے یہ مرض پھر سے لاحق ہو گیا تھا اور پہلے سے بھی کہیں زیادہ شدت کے ساتھ۔

☼ ☼ ☼

ننھی پرہ گلا پھاڑے رو رہی تھی۔ وہ آنکھیں موندے کرسی کی بیک پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔ اندر آتی رئیسہ سمجھیں سو گیا ہے، جلدی سے بڑھ کر کاٹ سے پرہ کو اٹھایا۔

"رہنے دیں اوی واپس لٹا دیں رونے دیں اسے۔" وہ آنکھیں کھولتا سیدھا ہو بیٹھا۔

"ہائے ہائے کیوں واپس لٹاؤں۔ دیکھو تو کیسے رو رہی ہے میری گڑیا۔" اس کا گلابی سا چہرہ سرخ انار ہو رہا تھا انہوں نے منہ چوم کر سینے سے لگا لیا۔

"ہاں تو رونے دیں نا۔ اس کی ماں کو تو ذرہ بھر پروا نہیں اور مجھے کہتی تھی۔ جتنی محبت مجھے اپنے بچے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

سے ہے تم اتنی محبت کیسے کر سکتے ہو اس سے جتنی فکر مجھے ہے تم نہیں کر سکتے اور اب دیکھیں میں سنبھال رہا ہوں اسے۔ یہ روتی ہے تو میں لوری سناتا ہوں' اسے بھوک لگتی ہے تو میں فیڈر بناتا ہوں۔ میں محبت کر رہا ہوں نا اس سے اور وہ خود پڑی سو رہی ہے۔ میں اسے پکار پکار کر تھک گیا ہوں کوئی جواب نہیں دیتی۔ سچ کہتی تھی اللہ تو معاف کر دیتا ہے لیکن اس کے بندے معاف نہیں کرتے اور اب میں معافیاں مانگتا ہوں اپنی سب کوتاہیوں پر نادم ہوں اور یہ معاف نہیں کرتی۔ کیا میرا گناہ اتنا بڑا تھا جتنی بڑی سزا اس نے مجھے دی ہے۔ پھر اس بچی کا کیا قصور اس کا خیال کیوں نہیں آتا اسے' اس کا رونا کیوں نہیں دل پگھلاتا یہ اتنی بے حس کیوں ہو گئی ہے۔ میرے لیے نہیں تو اپنی بیٹی کی خاطر ہی آنکھیں کھول دے مت لے ہمارا امتحان۔ اس نے کتنے مہینے میری باتیں سنیں میری کڑوی کسیلی برداشت کی۔ مگر میں کہاں سے لاؤں اس کے جتنا ظرف' کہاں سے لاؤں اتنا حوصلہ۔ میں ایک ماہ میں ہی اس کے چپ سے تنگ آ گیا ہوں۔ آپ اسے سمجھائیں ادی' اسے کہیں نا بس کرے اب چھوڑ بھی دے غصہ۔ نہ لے مجھ سے بدلے۔ میں تھک گیا ہوں' ٹوٹ چکا ہوں' نہیں ہے اور برداشت۔" وہ چیخ پڑا آنکھوں کے گرد پڑے سیاہ حلقے بڑھی ہوئی بے ترتیب شیو' ملگجے کپڑے اس کا اندرونی خلفشار عیاں کر رہے تھے وہ جو ہر وقت نک سک سے درست رہتا تھا اب اسے کئی کئی دن گزر جاتے ایک ہی سوٹ پہنے ہوئے۔ بی بی جان کہہ کہہ کر زبردستی بدلواتیں۔

کھانے بیٹھتا تو نوالہ توڑنا بھول جاتا۔ زلیخا چائے رکھ کر جاتی تو کپ جوں کا توں رکھا رہ جاتا۔ مارے پیاس کے حلق سوکھ رہا ہوتا۔ اس سے پانی کا ایک گھونٹ نہ بھرا جاتا کونج کو دیکھتا تو دل کی دھڑکن بھی ساتھ چھوڑنے لگتی۔ وہ خود تو سکون سے سو رہی تھی اور اس کا سب سکون عنقا ہو چکا تھا۔ بس اک پرہ کی آواز تھی جو زندگی پر چھائے سکوت پر ضرب لگاتی۔ وہ اس سے لڑلڑ کر تھک چکا تھا۔ اب پرہ روتی تو فوراً" لپکنے کے بجائے اسے رونے دیتا شاید کہ اس کے رونے سے ہی کونج کی نیند ٹوٹ سکے۔ رئیسہ کو اس کی مخدوش حالت پر بے پناہ ترس آیا۔

"سنبھالو اپنے آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ تم ہمت ہار جاؤ گے تو ہم سب کا کیا بنے گا' ماما سائیں کو دیکھو یہ دکھ ان کے لیے بھی بہت بڑا ہے ہم سب کا حوصلہ تو تم ہی ہو۔ پھر کونج کے اپنے اختیار میں ہوتا تو وہ ایک پل کے لیے آنکھ بند نہ کرتی۔

ہم جو سوچتے ہیں اکثر وہ نہیں ہوتا اور جو ہو جاتا ہے اس کا سب اختیار اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جو تمام علم رکھنے والا ہے اور جب وہ کسی الجھن میں ڈالتا ہے تو نکال بھی لیتا ہے اور وہ ضرور بہتر کرے گا ہماری کونج پھر سے ہمارے ساتھ ہنسے گی بولے گی۔ اپنی امید کو اس ایقان کے ساتھ باندھے رکھو ہمت کرو جاذل۔"

"کب تک ادی آخر کب تک!" وہ بے بسی کی انتہا پر تھا اور رئیسہ کے پاس اسے حوصلہ دینے کے لیے تو لفظ تھے لیکن حتمی جواب وہ کہاں سے لاتیں۔ اک آہ بھرتے پرہ کو اس کی گود میں ڈال دیا جسے باپ کے بازوؤں کی اتنی عادت ہو چکی تھی کہ اس کے علاوہ کسی کے پاس چپ نہ ہوتی۔ اور یہ ننھی سی جان کتنی بڑی نعمت تھی جو اکثر اسے یاسیت بھرے لمحوں سے کھینچ لاتی وہ اس کے دھیان سے لگ کر اپنا دکھ بھول جاتا تھا۔ اب بھی اس کی پیشانی چوم کر سینے میں سمیٹ لیا تو اندر تک ٹھنڈک اتر گئی۔

☆ ☆ ☆

دونوں بازو سینے پر باندھے وہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ رونق اس کے چہرے کی بھی ماند پڑی تھی آنکھوں کی جوت بجھی بجھی ہوئی حلیہ ہمیشہ سا لاپروا اک شانے پر جھولتا دوپٹا فرش کو چھو رہا تھا وہ کبھی بیڈ پر نظر کرتی کبھی اسے دیکھتی جو بیٹی کے ساتھ مصروف تھا وہ اس کے بازوؤں میں سو گئی تھی احتیاط سے کاٹ میں لٹاتا اس کے روبرو آ کھڑا ہوا۔

"کیوں آجاتی ہو بار بار مجھ سے نفرت کر کر کے دل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں بھرتا تمہارا؟"

"یہی تو پرابلم ہے تمہاری محبت سے دل خالی ہو گا تو ہی نفرت سے بھر پائے گا۔ مجھے بتاؤ کیا کروں میں خود تو کنارے جا لگے ہو مجھے بیچ منجھدار میں چھوڑ دیا کاش تمہارے بابا سائیں تمہاری شادی نہ کرتے اور نہ یہ سب کچھ ہوتا۔"

رشک و حسد سے بھری نگاہ نے بیڈ تک کا سفر کیا تھا جسے اس نے اک معمولی سی گوٹھان سے زیادہ اہمیت کے قابل نہیں جانا تھا وہی معمولی سی لڑکی اس کی بند مٹھی سے محبت کا موتی کس کمال سے چرا لے گئی تھی۔

"میں بھی بہت عرصے تک یہی سمجھتا رہا ایسے ہی جملے بولتا رہا۔ مگر ہم جو یہ کہتے ہیں ناں کہ ایسے نہ ہوتا تو ... تو دراصل ہم اللہ کے حکم کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارا ایمان کمزور ہے ہم یہ بتا رہے ہوتے ہیں یہ سب ایسے ہی ہونا لکھا تھا اور جو ہوتا ہے وہ منجانب اللہ ہوتا ہے۔ اسے میری زندگی میں آنا ہی تھا کیونکہ وہ اپنے عشق میں سچی تھی۔ اس کی دعائیں درِ قبولیت کو چھو آئی تھیں۔ اس کی بہت سالوں کی محبت کے سامنے ہمارے کچھ عرصہ کی محبت کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی تھی۔ وہ تو اس وقت سے چاہت میں مبتلا تھی جب اسے چاہت کے ہجے بھی نہیں آتے ہوں گے پتا ہے سوہا......"

اور سوہا کو اس کی داستان کونج میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ شدید کوفت کا شکار ہوتی بول اٹھی۔

"بس کرو جہزی تم تو دیوانے ہی ہو گئے ہو۔ اپنی حالت دیکھی ہے تم نے ہم کبھی رہتے تھے اس طرح مجھے دکھ ہو رہا ہے تمہیں دیکھ کر۔ تم کیا جوگ ہی لے لو گے اس کے پیچھے۔"

"خدا نا خواستہ" جاذل دہل گیا۔

"یہ کیا بات کی تم نے اللہ کونج کو صحت اور زندگی دے۔ وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی اس بار اس کے تمام ٹیسٹ کلیئر ہیں۔ ڈاکٹرز بے حد پر امید ہیں اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کونج اب مجھ سے زیادہ دیر خفا نہیں رہے گی۔ دیکھنا تم۔"

اور سوہا سے اس کی آنکھوں میں دیکھا ہی نہ گیا جس آئینے میں ہمیشہ اپنا عکس نظر آتا تھا اب وہاں کسی اور کو دیکھنا انتہائی کار عذاب تھا۔ وہ پاؤں پٹخ کر مڑی اور جانے لگی۔

"اور سنو انکل کا کہنا مان لو والدین کبھی بھی اولاد کے لیے غلط فیصلہ نہیں کرتے۔"

"تم کون ہوتے ہو مجھے مشورے دینے والے۔" وہ اس کی آواز پر رکی تھی الفاظ پر تلملا گئی۔

"جب میں کوئی نہیں ہوتا تو پھر تمہارا یہاں آنے کا مطلب؟ خیال رہے اب آئندہ مت آنا میں تو گلٹی فیل کرتا ہی ہوں کونج کو بھی اچھا نہیں لگتا ہو گا۔"

کچھ فیصلے جاں لب لے آتے ہیں۔ روح میں میخیں گاڑ دیتے ہیں۔ دل پارہ پارہ اور چشم تر چھوڑ جاتے ہیں لیکن اگر ان میں اپنی ذات کے علاوہ دوسرے فریق کی بھی بہتری ہو تو پھر انہیں کر گزرنا چاہیے۔ سو وہ زیاں بھلا کر اور پھر وہ ٹھہری نہیں تھی وہ اسے دور تک جاتے دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی وہ اک گہری سانس بھرتا اندر چلا آیا۔

آج پھر اسے کونج سے بہت سی باتیں کرنا تھیں۔ وہ اس کے پاس آ بیٹھا لگتا تھا دل سے کوئی بوجھ اتر گیا ہے۔ وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا گو کہ اندر ہی کہیں کچھ چبھ رہا تھا کہیں درد سا تھا لیکن اسے یقین تھا بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جو محبت کو اس کے تمام اصولوں کے ساتھ کرنا جانتے ہوں ان کا دامن کبھی خالی نہیں رہتا اس نے سوہا کے ساتھ محبت کی تھی اور وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ کونج نے اس سے محبت کی تھی اور وہ اسے خوش رکھنا چاہتا تھا اور جو دوسروں کی خوشیوں کا خیال کرتے ہیں پھر قدرت بھی انہیں مالا مال کر دیتی ہے۔ اپنے دل کی سب کہتے وہ کب کونج کے بازو پر سر رکھے سو گیا اسے علم ہی نہ ہوا۔ وہ جو ہر بار اس کی تھکن سمیٹ لیتی تھی تو ان لمحوں میں بھی اس کے لیے یہ درد کی دوا بن گئی تھی۔

✲ ✲ ✲

دو سال بعد......

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بہت دیر سے ٹیبل پر بکھری فائلوں کے ساتھ سر کھپا رہا تھا ابھی چند ایک کی ترتیب مکمل کر کے کنارے پر رکھی تھیں کہ دھڑکی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور کوئی اندھا دھند بھاگتا اندر آیا اور سیدھا صوفے پر چڑھ گیا اس کی ٹانگ لگنے سے وہی فائلیں زمین بوس ہو گئی تھیں۔

"اوہ شٹ....." جاذل کا جی چاہا اپنا سر کسی پتھر سے دے مارے کیونکہ اس آنے والی آفت کو تو وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا' اس تو تے میں تو اس کی اپنی جان قید تھی۔ بمشکل وہ غصہ کنٹرول کر پایا' گھور کر اسے دیکھا جس نے اس کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرتے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا تھا۔ اپنی دانست میں اب وہ سارے زمانے سے اوجھل ہو گئی تھی اور اس کی یہ ادا اتنی معصوم تھی کہ بے اختیار لب مسکرا اٹھے۔

"یہ کیا حرکت ہے پرہ! بابا نے منع کیا تھا کہ کوئی میرے روم میں مت آئے۔ آپ پھر بھی گھس آئی ہو اوپر سے کام بھی خراب کر دیا' اب بتاؤ کیا سزا دوں آپ کو؟" جاذل نے اسے پکڑ کر سامنے کیا۔

"سوری بابا....." اس نے جھٹ نچلا ہونٹ لٹکا کر معافی چاہی۔ کمرے کے باہر قدموں کی چاپ ابھری تھی وہ ہڑبڑا کر اس کی گود میں آبیٹھی۔

"پرہ تو نہیں آئی یہاں؟" کونج کا سر دروازے سے نمودار ہوا۔

"بالکل بھی نہیں۔" جاذل نے مسکراہٹ دباتے اس کے گرد بازو پھیلایا اس کا منہ باپ کے سینے پر تھا گویا مکمل روپوش تھی کونج اندر چلی آئی۔ ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے ہوئے۔

"ایک گھنٹے سے اس کے پیچھے پھر رہی ہوں۔ مگر مجال ہے جو میری سن لے۔ بہت تنگ کرتی ہے تمہاری بیٹی۔ اب پتا نہیں کہاں جا چھپی ہے۔ پلیز تم ڈھونڈ لاؤ نا اسے میں تو تھک گئی۔"

"کوئی مسئلہ ہی نہیں ابھی لو۔ بس تم آنکھیں بند کرو اور میری پرہ تمہارے سامنے۔" یہ چھپن چھپائی کا کھیل ہر کھانے سے پہلے ضرور کھیلا جاتا۔ پرہ جب تک ماں کو سارے گھر میں دوڑا نہ لیتی باپ کی آڑ میں چھپ نہ جاتی اسے مزا ہی نہ آتا۔ وہ اس گیم کو خوب انجوائے کرتی تھی۔ اب بھی کونج نے آنکھیں بند کیں' جاذل نے چٹکی بجائی اور قل قل کرتی پرہ حاضر ہو گئی۔

"واہ تم نے تو کمال کر دیا اب ایک کمال اور کرو یہ دودھ اسے پلا دو ورنہ میں تو اب اس کا دو کانوں کے بیچ سر ہی کروں گی اتنا ستاتی ہے نا یہ مجھے کہ حد نہیں۔" کونج نے مصنوعی خفگی سے بیٹی کو گھورتے گلاس جاذل کو تھمایا۔

"نہیں نہیں خبردار میری بیٹی کو کچھ مت کہنا یہ تو بہت پیاری بیٹی ہے ابھی سارا دودھ پی لے گی۔ ہیں نا پرہ جانو۔" اور پرہ منہ بسور رہی تھی۔

"اچھا ایسا کرتے ہیں ایک سپ بابا ایک سپ بے بی اب ٹھیک۔" اور وہ خوش ہو گئی جھٹ سر ہلایا۔ جاذل گلاس ہونٹوں تک لے گیا پھر اسے پلایا۔

کونج بڑے پیار سے باپ بیٹی کے لاڈ دیکھ رہی تھی ایسے لمحوں میں اس کا دل خوشی کے احساس سے معمور ہو جاتا تھا۔ اس کی تشنہ کامی کو قرار آنے لگتا۔ وہ بیچ میں خوف زدہ تھی اگر وہ بھی بیٹی کی ماں بن گئی تو؟ اس کی بیٹی کو بھی باپ کی لاپروائی دیکھنا پڑی تو اب جاذل کو بیٹی کے ساتھ پیار کرتے دیکھتی تو سکون ہونے لگتا۔ پرہ اس سے زیادہ باپ سے اٹیچڈ تھی اس نے تو آنکھ ہی باپ کی گود میں کھولی تھی' اس لیے بھی اس کے زیادہ قریب تھی۔ وہ باپ کے ہاتھ سے کھانا پسند کرتی' اس کی گود میں سونا۔ ایک دن باپ کی صورت نظر نہ آتی تو رو رو کر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی۔ جاذل کو بھی گھر آتے اسے دیکھنے کی ہڑک ہوتی تھی۔ اس کی بیٹی یقیناً "خوش بخت تھی۔ نہ صرف اپنے لیے بلکہ وہ تو اس کے لیے بھی محبتوں کے خزینے لے آئی تھی۔

تین ماہ کوما میں رہنے کے بعد جب وہ ہوش و خرد کی دنیا میں لوٹی تو مزید کئی مہینے تک اس کی ذہنی صحت پوری طرح بحال نہ ہو سکی تھی۔ اس وقت میں جس طرح جاذل نے دن رات ایک کر دیا۔ اس کی دیکھ بھال' اس کی محبت' اس کی ذات اس کی زندگی۔ اس تک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہی محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ یہاں تک کہ بی بی جان کے، سب بھابھیوں کے اصرار کے باوجود وہ ننھی پری کی کیئر بھی خود ہی کرتا۔ تب کونج کو اپنی محبت بہت کم لگنے لگی تھی۔ محبت تو دراصل وہ تھی جو وہ ان سے کر رہا تھا بنا کسی صلے، بنا کسی غرض کے اور اسے خود پر رشک آتا۔ وہ کس قدر خوش نصیب تھی، اسے ایسا جیون ساتھی ملا تھا۔ اس کا دامن تو بھرا ہوا تھا، وہ مکمل صحت یاب ہو چکی تھی۔ اس کا پیارا سا گھر تھا ایک کومل سی گڑیا اس کے گھر کی رونق تھی وہ اپنی تعلیم کا سلسلہ بھی دوبارہ سے شروع کر چکی تھی۔ کہیں کوئی کمی نہ تھی لیکن جانے کیوں وہ کبھی کبھی وہمی ہونے لگی تھی۔ اسے لگتا کہیں کچھ مسنگ ہے۔ کوئی پزل کا ٹکڑا اور کیا اور کیوں؟ وہ الجھنے لگی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں غلطاں جاذل کے لیے چائے بنا لائی۔ وہ اس کے آنے تک پری کو سلا چکا تھا۔ فائلیں وہیں بکھری پڑی تھیں۔ وہ ایزی چیئر پر جھول رہا تھا۔ پلکیں بند یقیناً وہ بہت تھک چکا تھا۔

"چائے پی لو فریش ہو جاؤ گے۔" کونج فلور کشن پر بیٹھ گئی اس کا دایاں پاؤں اٹھا کر گود میں رکھ لیا اور نرم ہاتھوں سے دبانے لگی۔ سکون کی اک لہر پیر سے سر تک گئی تھی۔ جاذل نے پلکیں نیم وا کر کے دیکھا۔

"فریش تو میں تمہیں دیکھ کر بھی ہو جاتا ہوں اور تمہاری چائے کی تو کیا ہی بات ہے۔ اور یہ کیا آج پھر ایک کپ؟ تم میرا ساتھ نہیں دو گی!"

"آج شیئر کر لیتے ہیں۔" کونج کے ہونٹوں پر مدھر مسکان تھی۔

"اوہ زہے نصیب تو جناب چلیے پھر پہلے آپ۔" جاذل نے کہا پھر اک گہری سانس لیتے مصنوعی افسردگی سے بولا۔

"ہائے میری تو حسرت ہی رہی کہ میری بیوی بھی کبھی آپ جناب سے بلاتی سب بھابھیوں کو بھائیوں کے آگے پیچھے آپ آپ کرتے دیکھتا ہوں اور پھر بھائیوں کے شوہرانہ رعب تو احساس ہوتا ہے سب ٹھیک ہی کہتے ہیں میں واقعی وہی ہو گیا ہوں۔"

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت۔ 150/ روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف 150/ روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے ---------- 350/ روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- 500/ روپے
6 بوتلوں کے لئے ---------- 1000/ روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ و عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیا ہو گئے ہو؟" کونج نے بے ساختہ پوچھ لیا۔
"زن مرید۔" اور اس کے کھٹ سے آئے جواب پر وہ ہنس دی۔

"پتا ہے جازل جب ہماری شادی ہوئی۔ تم کتنے اکھڑے اکھڑے سے تھے میں نے تب ہی سوچ لیا تھا اگر آپ جناب کرتی رہی تو یہ اجنبیت کی دیوار سدا قائم رہے گی۔ میری خواہش تھی تم تک آنے کی اس کے لیے ضروری تھا کہ تکلفات کو برطرف رکھا جاتا ہمارے درمیان اپنائیت و انسیت کا رشتہ تب ہی بن پاتا جب آپ میرے لیے تم ہو جاتے اور پھر میں نے وہی راہ چن لی۔"

"یعنی تم پہلے دن سے ہی خوب سیانی ہو میں خواہ مخواہ تمہیں بھولی بھالی سمجھتا رہا۔" جازل کے لہجے میں شرارت تھی۔

"کیوں جناب میں نے کیا چالاکی دکھائی!"

"تم نے مکمل ہوشیاری کے ساتھ پورے کا پورا جازل لاشاری ہتھیا لیا یہ کم چالاکی ہے کیا۔" وہ آنکھیں موندے کہتا یقیناً" مذاق کر رہا تھا مگر وہ یک لخت سنجیدہ ہو گئی اور بالکل ایک الگ سوال کر دیا۔

"تمہیں سوہا یاد آتی ہو گی؟"

"چائے اچھی بنائی ہے تم نے میں سچ میں فریش ہو گیا اب سونا چاہیے۔ بہت رات ہو گئی ہے۔ صبح میری بے حد ضروری میٹنگ ہے۔ ٹائم سے جگا دینا۔" جازل اٹھنے لگا لیکن پیر گرفت سے آزاد نہ تھا۔

"تم سوہا سے شادی کر لو میں تمہیں دل سے اجازت دے رہی ہوں۔" کونج کا سر جھکا ہوا تھا اور آواز نم۔ جازل نے انداز دیکھا اور ہنستا چلا گیا۔

"لگتا ہے تم نے آج کھانا زیادہ کھا لیا ہے دماغ پر چڑھ گیا ہے تمہارے۔ اللہ کا واسطہ ہے کونج اب کوئی نئی بیماری خود کو مت لگا لینا۔ اب بالکل بھی وقت نہیں دے سکوں گا تمہیں۔ میری نئی نئی جاب ہے مجھے کام کر لینے دو کیوں دشمن بنی ہو میری۔ مت کھپایا کرو اپنے ننھے سے دماغ کو ادھر ادھر کی فضول باتوں میں اور آؤ اب سو جائیں۔" وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔

"میں مذاق نہیں کر رہی جازل میں جو کہہ رہی ہوں بہت سوچ سمجھ کر کہہ...."

"کونج تم کیا چاہتی ہو میں کمرے سے باہر چلا جاؤں۔" وہ اگر سنجیدہ تھی تو وہ حد درجے سنجیدہ ہو گیا۔

"اچھا سوری خفا تو مت ہوا کرو اور ہاں بی بی جان کا فون آیا تھا کہہ رہی تھیں کہ۔" وہ اس کے گھٹنے پر ٹھوڑی ٹکائے اب کوئی اور قصہ بیان کر رہی تھی۔

جازل اسے دیکھ رہا تھا آنکھوں میں ڈھیر سارا پیار سموئے اور سوچ رہا تھا یہ عورت بھی قدرت کی کیسی عجیب تخلیق ہے۔ جس کا ضمیر اس مٹی سے اٹھایا گیا ہے جس میں بے پناہ رنگ گھلے تھے۔ یہ محبت کرنے پر آئے تو ایسی شدت پسند ہو جائے کہ اپنے ہی سائے سے بھی لڑ جائے۔ پاس سے گزرتی ہوا سے بھی بھڑتی رہے۔ وہ اپنے خزانے پر مکمل تسلط چاہتی ہے۔ وہ پورا اختیار اپنا حق سمجھتی ہے اور کسی سمجھوتے پر راضی نہیں ہوتی اس کا جنون ایک بچے کا سا ہوتا ہے، جو اپنے پسندیدہ کھلونے سے اکیلا کھیلنا چاہتا ہے اور اس پر کسی اور کی نگاہ بھی برداشت نہیں کرتا۔ اس نے یہ انداز کونج کے بھی دیکھے تھے اور سوہا کے بھی۔ جبکہ وہ دل سے آمادہ ہو گیا تھا کہ دونوں میں اپنی محبت بانٹ دے گا۔ پھر قدرت نے بھی مرد میں یہ وصف رکھا ہے اور اسے اختیار بھی عطا کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے تعلق بنا سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بہت واضح الفاظ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر انصاف کر سکو تو....

اور تب وہ سوہا کو کسی طرح راضی کر بھی لیتا اور شادی کر لیتا تو کیا وہ انصاف کر پاتا جبکہ سوہا اس کی پہلی محبت تھی اور کونج بیوی اور پہلی اولاد کی ماں کا درجہ پا چکی تھی۔

نہیں یقیناً" یہ ایک بہت مشکل فیصلہ ہوتا اور نہ وہ خود کسی مشکل میں پڑنا چاہتا تھا اور نہ ہی کونج اور سوہا کو ڈال سکتا تھا۔ اس وقت کا دانش مندانہ فیصلہ تو یہی تھا کہ وہ سوہا کی محبت سے دستبرداری اختیار کر لیتا اور اس نے کیا چاہے دکھے دل سے ہی سہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پھر گزرتے وقت نے بتلایا کہ وہ فیصلہ کتنا بہترین تھا کیوں کہ بنا کسی تعلق کے محبت دودھ پر آئے ابال کے جیسی ہوتی ہے وہ جتنا بھی اوپر چڑھ آئے اسے نیچے بیٹھنا ہی ہوتا ہے اور جو محبت میاں بیوی کا رشتہ بن جائے کے بعد اللہ دلوں میں اتارتا ہے' وہ انمٹ نقش ہوتا ہے جو گہرا مزید گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جازل کے دل میں اب ہر طرف کونج ہی کونج تھی' سوہا نام کی دھول تو کب کی اڑ چکی۔

اب وہ یہ دیکھ کر متحیر تھا کہ وہی جنونی عورت اگر جو کبھی دیالو بن جائے تو ایسی کہ خزانے لٹانے پر آجاتی ہے۔ جیسا کہ کونج کی کیفیت تھی۔ وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے وہ سب سمجھ گیا تھا۔ ابھی کچھ روز پہلے اتفاقاً" انہوں نے سوہا کو ایک پارٹی میں دیکھا تھا۔ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ تھی اور کسی بات پر خوب ہنس رہی تھی۔ اس کے انداز پر جازل کو بے اختیار ناگواریت کا احساس ہوا۔ وہ چند ساعت دیکھے گیا تھا۔ اور بس اسی دیکھنے کو کونج نے نوٹس کیا تھا۔ تھی نا ایک عورت۔ جس میں ہمیشہ سے ہی عقل کا فقدان رہا ہے اب وہ اس بے وقوفی کا کیا علاج کرتا وہ کچھ اور سمجھی تھی اور نوبت ان مشوروں تک آگئی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" وہ مسلسل بول رہی تھی اور جازل گم صم دیکھے جا رہا تھا وہ بوکھلا کر پوچھنے لگی۔

"سوچ رہا ہوں اچھے مشورے دیتی ہو تم۔ کیوں نہ تمہارے مشورے پر عمل کر ہی ڈالوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک لمبی جماہی لی۔ بند ہوتی آنکھوں کو پورا کھول کر اسے دیکھا اور اس کے چہرے کا رنگ واضح طور پر بدلا تھا۔ مارے محبت کے مشورے دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن انہیں مجسم دیکھنا بہت کٹھن۔ وہ کہہ تو بیٹھی تھی مگر تھی تو آخر ایک عورت جس کی زندگی میں شوہر اور شراکت متضاد الفاظ کی فہرست میں آتے ہیں۔ اب حلق میں یکدم ہی کانٹے پڑ گئے تھے بصارت دھندلانے لگی۔

جازل نے اس کی حالت سے بھرپور فائدہ اٹھایا پھر مسکراتے ہوئے بازوؤں کا ہار اس کے گلے میں ڈال دیا۔

"کیا ہوا گھبرا کیوں گئی ہو' بھئی ابھی چند دن پہلے خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ کام کر کر کے تھک جاؤ تو تھوڑی دیر کھلی فضا میں چہل قدمی کر لیا کرو اعصاب پر اچھا اثر پڑتا ہے میں تو اپنی ڈاکٹر صاحبہ کے اسی مشورے پر عمل کا سوچ رہا ہوں تم کیا سمجھیں۔"

"اف۔۔۔" کونج کی اٹکی سانس بحال ہوئی تیزی سے نفی میں سر ہلاتے وہ بے تکے پن سے مسکرائی جازل نے کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔

"میری پیاری بیوی ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا شوہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اسے ایسے اوٹ پٹانگ مشورے کبھی بھی نہیں دیتے اور خاص طور پر مجھ جیسے آدمی کو تو قطعاً" نہیں' کیونکہ دیکھ لیا نا تم نے میں کسی بھی وقت عمل کرنے کا سوچ سکتا ہوں۔ سو بی کیئر فل۔" وہ سمجھا رہا تھا یا دھمکا رہا تھا۔ اس کے سینے میں منہ چھپائے کونج کو اچھی طرح سمجھ آ گئی تھی اسی لیے تو وہ ہنستی چلی گئی۔ سرشار ہوتے جازل نے اس کی روشن پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ دیے تھے۔

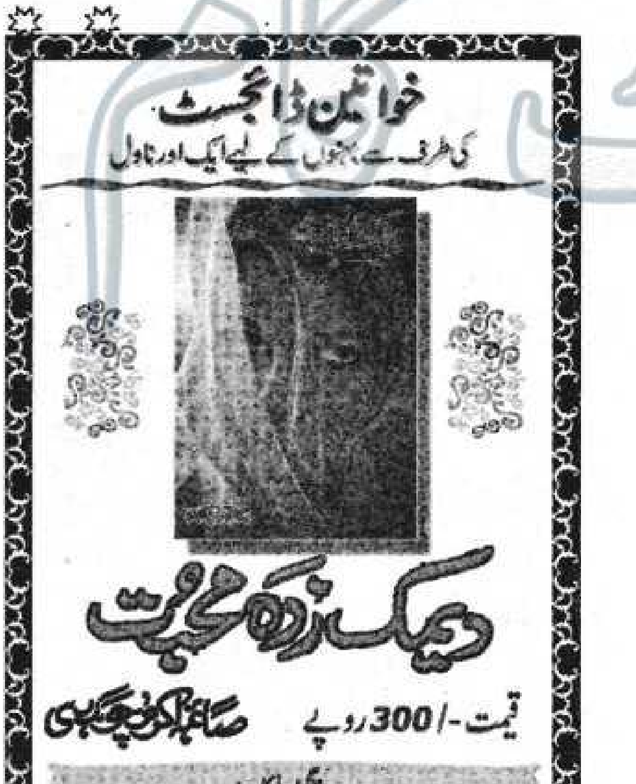

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY